بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ۔ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

" لا یُمکِنُ الثَّناءُ کَما کانَ حقّه

بعد از خدا بُزُرگ توئی قصه مختصر

یکے از مطبوعاتِ دارُالھدیٰ ۔ سلسلہ نمبر (19)

مصنّف کی پندرھویں تصنیف

خیر البشر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(حصہ اول)

مصنف

ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی

سجادہ نشین حضرت سید شاہ عبدالرزاق قادریؒ ۔ سبزی منڈی حیدرآباد اے پی

ایم اے ایم او ایل ۔ ایم فل ۔ پی ایچ ڈی (عربی)۔

طبیب مستند ۔ جی سی آئی ایم ۔ فاضل (جامعہ نظامیہ حیدرآباد)

صدر شعبہ عربی (آفٹر نون سیشن) انوار العلوم کالج حیدرآباد

بہ اہتمام

محمد ایوب خان

(پروپرائٹر "لیدر ورکس" باغ امجد الدولہ حیدرآباد)

اس کتاب کے بارے میں

کتاب : خیر البشر رسولؐ

مصنف : ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی

کتابت : اردو کمپیوٹر سنٹر۔ حیدرآباد

طباعت : یس۔کے۔ایچ پرنٹرس، حیدرآباد

سن طباعت : شعبان ۱۴۱۸ھ مطابق ڈسمبر 1997ء

صفحات : ۲۶۴

تعداد : ایک ہزار

قیمت : ۷۵ روپیے

رسم اجراء : بدست حضرت سید محمد آغا داؤد صاحب ثانی،

سجادہ نشین درگاہ حضرت آغا داؤد صاحب

کتاب یہاں دستیاب ہے

(۱) دارالہدیٰ، محلہ سبزی منڈی، احاطہ درگاہ حضرت سید عبداللہ شاہ قادری، حیدرآباد۔

(۲) کمرشیل بک ڈپو، چارمینار، حیدرآباد۔

(۳) ہمالیہ بک ڈپو، نام پلی، حیدرآباد۔

(۴) دارالکتاب، میور کامپلکس، گن فاؤنڈری، روبرو اسٹیٹ بینک آف حیدرآباد۔

(۵) مکتبہ اہلِ سنت و جماعت، عقب مسجد چوک، حیدرآباد۔

یہ کتاب خیرالبشر رسول ؐ

وہابیوں ، تھانویوں ، قادیانیوں ، رافضیوں ، مہدویوں ، دیوبندیوں ، قاسمیوں ، اسمٰعیلوں ، رشیدیوں ، خلیلیوں ، تبلیغیوں مَودودیوں ، بُرہانیوں اور وحیدیوں کے چاہنے والوں کے علاوہ اہلِ قرآن اور اہلِ حدیث کے اُن اَقوال کے جواب میں لکھی گئی ہے جن میں اُن کے پیشواؤں نے اپنی کسی نہ کسی کتاب میں سیّدالبشر ، خیرالبشر ، افضلُ البشر ، اَعظم البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے جیسا بشر لکھا ہے اور تعظیم کے معاملے میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ کی تعظیم بشر سے بھی کم کرو۔

مندرجہ بالا تمام فِرقوں اور مَسلکوں کے افراد اِس کتاب کو پڑھیں ، بار بار پڑھیں ، غور کریں ، سمجھنے کی کوشش کریں ، اپنے غلط عقیدے سے توبہ کریں ، اپنی اصلاح کریں ، اور اپنے ایمان کو ناقص ہونے سے بچالیں۔

ٹھنڈے دِل و دماغ سے غور کیجئے

زیرِ نظر کتاب خیرالبشر رسولؐ کے پہلے حصے کے دونوں ابواب میں مَیں نے درجِ ذیل گستاخانِ رسولؐ کا قرآن حکیم اور احادیث شریفہ سے مُدلل جواب دینے کی سعی کی ہے۔ ان گستاخوں کے نام یہ ہیں:۔

ابن عبدالوہاب، اشرف علی تھانوی، مرزا غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، اسمٰعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، محمود حسین دیوبندی، خلیل احمد انبیٹھوی، حسین احمد مدنی، ابوالاعلیٰ مَودودی، بندگی شاہ بُرہان، سید مصطفیٰ تشریف اللٰهی اور وحیدالدین خاں۔

ان تیرہ افراد نے اپنی بعض کتابوں میں رسول اکرمؐ، سرور عالمؐ، فخر عالمؐ آقائے دو عالمؐ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں بعض گستاخانہ جملے لکھ دئے ہیں جن کی وجہ سے ان کا ایمان ہی تین تیرہ ہوگیا۔ میں نے اِس کتاب میں اُن کے جملوں کے حوالے دے کر انھیں سخت و سست کہا ہے۔ ان کے چاہنے والے یقیناً میرے جملے پڑھ کر برہم ہوں گے لیکن ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کریں اور ان کی ذہنی غلامی سے آزاد ہو جائیں تو میرے جملے واجبی معلوم ہوں گے۔ اُن کے چاہنے والے اس لئے برہم ہوں گے کہ ان کے رہنماؤں کی اہانت کی گئی۔ میں پوچھتا ہوں جب تمہارے رسولؐ کی اہانت کی گئی تو تمہاری غیرت کہاں گئی؟ اور تمہاری حمیت کو کیا ہوگیا؟ جو اپنے رہبروں کی اہانت پہ چراغ پا ہو رہے ہیں۔

٥

ایمان کی بات

حضورؐ صاحبِ القرآنؐ، صاحبِ الفرقانؐ، مرسلِ رحمٰنؐ، حبیبِ سبحانؐ احمدِ مجتبیٰؐ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی امتی آپ کا کلمہ پڑھنے کے باوجود، آپ کے امتی کہلانے کے باوجود، کئی دینی کتابیں لکھنے کے باوجود، کچھ عرصے تک لوگوں میں شہرت پانے کے باوجود اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو نہ جان سکے، آپؐ کے مقام کو نہ پہچان سکے، آپؐ کے بلند مرتبے کو نہ مانے، آپؐ کے عظمت کو گھٹانے کے لئے گستاخانہ جملے لکھے، آپؐ کے علم کو شیطان کے علم سے کم سمجھے، آپؐ کو اپنے جیسا بشر سمجھے اور آپؐ کی توقیر بشر سے بھی کم کرنے کہے۔ تو ایمان کی بات یہ ہے کہ ایسا کوئی بھی شخص اہل السنت والجماعت کے نزدیک نہ عالم کہلانے کا مستحق ہے اور نہ رہبر کہلانے کے قابل ہے اور نہ پیشوا کہلانے کے لائق ہے۔ دودھ سے بھرے ہوئے گھڑے میں ایک بھی مینگنی گر جائے تو سارا دودھ خراب ہو جاتا ہے اسی کے مصداق بے شمار کتابیں لکھنے والے کے قلم سے اگر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں گستاخی کا ایک بھی جملہ نکلے تو اُس گستاخ کی وہ کتاب قابلِ نذرِ آتش ہے۔

٦

سمجھوتہ ناممکن

ہم اہل السنت والجماعت اُن افراد سے سمجھوتہ کرلیں گے جو کسی وجہ سے فاتحہ نہیں دیتے ۔ ہم اہل السنت والجماعت اُن اشخاص سے سمجھوتہ کرلیں گے جو نذر و نیاز کے قائل نہیں ہیں ۔ ہم اہل السنت والجماعت اُن لوگوں سے سمجھوتہ کرلیں گے جو اولیاء اللہ کی بارگاہوں کے پاس خود بھی نہیں جاتے اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں ۔ ہم اہل السنت والجماعت اُن کم علموں سے سمجھوتہ کرلیں گے جو بزرگان دین سے وسیلہ لینا گناہ سمجھتے ہیں ۔ ہم اہل السنت والجماعت اُن نادانوں سے سمجھوتہ کرلیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی فاتحہ کا تبرک کھانے سے دل مردہ ہوجاتا ہے ، ہم اہل السنت والجماعت اُن لوگوں سے سمجھوتہ کرلیں گے جو غلام محی الدین اور غلام معین الدین جیسے نام رکھنے کو شرک کہتے ہیں ۔ ہم اہل السنت والجماعت اُن جاہلوں سے سمجھوتہ کرلیں گے جو اہلُ اللہ کے عرس میں شرکت کرنے اور مزار پر چادر چڑھانے والوں کے ساتھ اپنی لڑکی کے رشتہ نکاح کو حرام قرار دیتے ہیں ۔ لیکن ہم اہل السنت والجماعت اُن گستاخوں سے ہرگز ہرگز سمجھوتہ نہیں کریں گے جو خاتَم النبیینؐ امامؐ المرسلینؐ سلطانُ السلاطینؐ شافعُ المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو کم کرنے کے لئے اپنی کتابوں میں توہین آمیز جملے لکھ دئے ہیں ۔ ان گستاخوں کے چاہنے والوں کے نزدیک ان کا درجہ کچھ بھی ہو مگر ہمارے نزدیک ان کا کوئی مقام نہیں ہے اور ہم اہل السنت والجماعت کا اس بارے میں ان سے سمجھوتہ ناممکن ہے ۔

۷

خیر البشر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(حصہ اول)

مختلف دلائل

(پہلا باب)

از

ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی

عنوانات

تمام انبیاء کے پیشوا ہوں گے ۔

[ز] ابوالاعلیٰ مودودی کی لایعنی باتیں ۔

[ح] رافضیوں کے غلط عقائد ۔

[ط] محمود حسین دیوبندی کی گستاخی ۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلوں اور پچھلوں میں سب سے زیادہ مکرم ہیں ۔

(۹) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت حاصل ہے ۔

نازاں ہیں اس عطا پہ غلامانِ مصطفیٰ
ہم کو دیا رسول تو خیرُالبشر دیا

(میر عثمان علی خاں - آصف جاہ سابع)

آئینِ جواں مرداں، حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

(ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال)

مقصد و مدعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَقِّ الْمَوْجُوْدِ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْمَعْبُوْدِ وَالْمَقْصُوْدِ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَھُوَالْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَشَفِیْعَنَا وَحَبِیْبِنَا وَمَحْبُوْبنَا وَرَسُوْلنَا وَنَبِیِّنَا وَسُلْطَاننَا وَاِمَامنَا وَمُرْشِدنَا وَصَاحِبنَا وَسِرَاجنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَامِدُ وَالْمَحْمُوْدُ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَصَحْبِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْمَوْعُوْدِ۔

گزشتہ ایک دہے سے مَیں اس بات کے لئے کوشاں تھا کہ ایسی کتاب ترتیب دوں جس میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے اُن افراد کی گستاخیوں، دَریدہ دہنیوں اور ان کے نوکِ قلم سے نکلی ہوئی اُن لغزشوں کا جواب لکھوں جنھوں نے مولائے کُل، ختم الرُّسُل، شاہ کارِ خالق کل، مقتدائے مرسلاں، شفیعِ عاصیاں، فخرِ رسولاں، آقائے کون ومکاں، سرورِ دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں اپنی اپنی کتابوں میں آپ کے بلند و بالا، ارفع واعلیٰ مقام کو سمجھے بغیر لکھ دئے ہیں۔

کچھ تو پی ایچ ڈی کے مقالے کی مصروفیت حائل ہوئی اور کچھ میری دیگر کتابوں کی تالیف وترتیب رکاوٹ بنی۔ اِس دوران مَیں مواد بھی جمع کرتا رہا اور ان گستاخ لوگوں کی کتابیں بھی جمع کرتا رہا۔ اور ایک سال کے بعد یہ کتاب قارئین کے

سامنے "خیر البشر رسولؐ" کے نام سے آگئی۔ میں نے اِس کتاب کے چار ابواب بن
پہلے باب میں مختلف دلائل اور دوسرے باب میں عقلی دلائل لکھے۔ میں نے ا
میں اندازہ کیا کہ یہ کتاب دو سو یا کچھ زائد صفحات پر مشتمل ہوگی۔ لیکن بقول قسے
لکھتے لکھتے لکھے گئے دفتر۔ شوق نے بات کیا بڑھائی

اللہ جل شانہ کے فضل سے اور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
دو ابواب میں ہی اس کی ضخامت دو سو ساٹھ (260) صفحات ہوگئی۔ اور دو ابوا
باقی ہیں یعنے تیسرا باب علمی دلائل اور چوتھا باب نقلی دلائل باقی رہ گئے۔ ان دو
ابواب کے مواد کو بھی میں نے تقریباً جمع کر لیا ہے البتہ ترتیب اور تصحیح پر ضروری
باقی ہے میں نے سوچا کہ باقی دو ابواب کا کام مزید چند مہینے کا ہے۔ اس لئے ابتدائی
ابواب پر مشتمل پہلا حصہ طبع کروانا مناسب ہے دوسرا حصہ اِن شاء اللہ اگلے
مہینوں میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آجائے گا۔

اس کتاب کی ترتیب کا مقصد اور مدعا صرف اور صرف یہی ہے کہ بعض
ناعاقبت اندیش مسلمانوں نے (جن کا تعلق مختلف فرقوں اور جماعتوں سے ہے
خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھ لیا۔ اور ا
سمجھنے کے بعد حضور اکرمؐ کی شان اقدس میں کھلی گستاخیاں کرنے لگے اور اپنی ا
کتابوں میں ایسے جملے بے باکانہ انداز لکھ دئے کہ کوئی صحیح العقیدہ مسلمان ان جملو
کو پڑھ کر برداشت نہیں کر سکتا۔ ان بے ادبوں کے چند جملے یہ ہیں:

(۱) رسول اللہؐ کے نام کے ساتھ سیدنا کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے (۲) شیطان کا عا
رسول اللہؐ کے علم سے زیادہ ہے (۳) نماز میں رسول اللہؐ کا خیال اپنے دل میں لانا بیل
اور گدھے کے تصور میں غرق ہونے سے بہتر ہے (۴) جن کا نام محمدؐ یا علی ہے وہ کس
چیز کے مالک و مختار نہیں (۵) رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہؐ کی نہیں ہے
(۶) رسول اللہؐ کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں اور حیوانات کے علم کی طرح کہنا (۷

رسولؐ اللہ کے یومِ ولادت کے دن جشن منانے کو حرام، کفر اور شرک کہنا۔ (۸) حضورؐ کے احادیث قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے (۹) حضورؐ کی عادتاً کئے ہوئے امور کو سنت قرار دے کر اتباع پر اصرار کرنا بدعت اور تحریف دین ہے (۱۰) حضورؐ کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنا چاہئے (۱۱) انبیاء کی تعظیم بشر کی سی کرو اور اس میں بھی کمی کرو (۱۲) انبیاء علوم کی وجہ سے ممتاز ہوتے ہیں۔ مگر عمل میں بعض وقت امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں (۱۳) مھدی سے صرف خدا افضل ہے۔

آنحضورؐ کی شانِ مقدس میں ان جملوں کو لکھنے والے گستاخ درجِ ذیل افراد ہیں:

ابنِ عبدالوہاب، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی، مرزا غلام احمد قادیانی، اسمٰعیل دہلوی، محمود حسین دیوبندی، ابوالاعلیٰ مودودی، بندگی شاہ برہان، سید مصطفیٰ تشریف اللّٰھی، حسین احمد مدنی اور وحید الدین خاں وغیرھم۔

اِن افراد کا مرتبہ اِن کے ماننے والوں کے نزدیک کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو مگر ہم اہلؐ السنت والجماعت کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ اِن لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور مرتبے کو نہیں جانا یا عمداً حضور انورؐ کی توہین کرنے کے لئے ایسے جملے لکھ کر معصوم و کم علم مسلمانوں کو گمراہ کر دیا۔ میں نے ان تمام افراد کے جملوں کو حوالوں کے ساتھ لکھ کر ان کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ میں نے پہلا باب "مختلف دلائل" لکھا جس میں سب سے پہلے یہی سمجھایا ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن معنوں میں بشر تھے؟ اور آپؐ کے علاوہ تمام انبیاء بھی بشر ہی تھے۔ پھر میں نے تحریر کیا کہ انبیاء کو اپنے جیسا بشر کہنے والے سب کافر تھے کوئی ایمان والا کسی نبی کو اپنے جیسا نہیں کہا۔ اور یہ کہ انبیاء کو مختلف نازیبا القاب دینے والے بھی

سب کافر ہی تھے کسی ایمان والے نے اپنے نبی کے لئے کوئی نازیبا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اسی باب کے آخری عنوان کے تحت میں نے لکھا کہ "اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے"۔ اور اسی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے جملوں کا حوالہ دیتے ہوئے ان کے عقائد کا رد مستند کتب کے حوالے سے کیا ہے۔

دوسرا باب "عقلی دلائل" کا ہے۔ اس باب میں اٹھارہ عنوانات ہیں اور ذیلی کئی عنوانات بھی ہیں۔ ان دلائل کی ضرورت ایسے افراد کے لئے ہے جو موٹی عقل رکھتے ہیں اور ان کے لئے ابتداء میں موٹی اور آسان دلیلیں دی گئی ہیں تاکہ ایسے لوگ جو اپنی کم عقلی کے باعث خیر البشر رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں عقل میں آجانے والی اِن عقلی دلیلوں کو سن کر یا پڑھ کر اپنی غلطی کو مان لیں۔ اِن عقلی دلائل میں آخری چھ دلیلیں بہت طویل ہیں یعنے "حضور انورؐ کے اسمائے مبارکہ" کے عنوان میں چھ سو اسماء میں نے جمع کئے ہیں۔ آنحضورؐ کی شانِ اقدس میں نعتیہ اشعار کے عنوان میں عربی، فارسی اور اردو زبان کے شعراء کے نام اور کچھ اشعار لکھے ہیں۔ اسی طرح غیر مسلموں کے نعتیہ اشعار کے تحت چند اشعار اردو کے علاوہ فارسی زبان کے بھی ہیں اور غیر مسلم خواتین کے کچھ اشعار بھی ہیں۔ ایک عنوان ہے "رسول اللہؐ کی شانِ مبارک میں غیر مسلموں کا خراج عقیدت"۔ اِس میں حضورؐ کی حیاتِ طیبہ کے کفار کے اقوال، عیسائیوں، یہودیوں، بدھ مت اور سکھ مت کے علاوہ اہل ہنود ذکور واناث کے اقوال بھی ہیں۔ اور ایک عنوان ہے "رسول اللہؐ کی سیرتِ طیبہ پر کتبِ مختلفہ"۔ اِن کتابوں میں عربی اور فارسی زبان کی کتابوں کے علاوہ اردو، انگریزی، ہندی اور تلنگی کتابوں اور مصنفوں کے نام ہیں۔ علاوہ ازیں اسی عنوان کے تحت غیر مسلموں اور انگریزوں کی بھی کئی کتابوں کے نام میں نے دئے ہیں جنھوں نے انگریزی، جرمن، روسی اور چینی زبانوں میں کتابیں لکھی

ہیں ۔ عقلی دلائل کا یہ آخری عنوان طویل ہے " خیر البشر کی اعلیٰ صفات اور بشر کی ارذل صفات " ۔ اس میں تیرہ صفات تحریر کرکے ہیں نے بشر اور خیر البشر کا تقابل کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ رسول عربی کی ذاتِ مبارکہ بلحاظِ صفات بھی اعلیٰ و ممتاز ہے ۔ صفات کے اعتبار سے بھی کوئی بشر خیر البشر رسول کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا ۔

اہل السنت والجماعت کے عقائد میں سے چند کی ترجمانی اس کتاب میں کی گئی ہے اور حضور پرنور کی شانِ مقدس میں بے ادبی کرنے والوں کا قرآن اور حدیث سے جواب دینے کی بھی سعی کی ہے ۔ امید کہ اس کتاب کی پذیرائی اہل السنت والجماعت اور طبقہ مشائخ میں خاطر خواہ ہو گی ۔

فقط

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور
ایم اے ۔ ایم او ایل ۔ ایم فل ۔ پی ایچ ڈی
طبیب مستند ۔ فاضل نظامیہ ۔ حیدرآباد

(الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن معنوں میں بشر تھے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم واقعی بشر تھے یعنے حضرت آدمؑ کی اولاد اور حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے تھے ۔ انسان تھے ۔ انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے منتخب کر کے بھیجا تھا ۔

(۱) انسانوں کی ہدایت کے لئے انسان ہی بھیجے گئے فرشتے نہیں

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ جتنے انبیاء کو بھیجا انسانوں میں سے بھیجا تاکہ انسان انسان کے قریب آئیں اور ہدایت حاصل کر سکیں ۔ انسانوں کی ہدایت کے لئے کبھی کوئی فرشتہ سابقہ میں نہیں آیا تھا کفار مکہ نے کہا تھا کہ ہماری ہدایت کے لئے کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا؟ اور کبھی کہتے تھے "وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ" ○ (الزخرف ۱ ۳) یعنے "اور وہ بولے یہ قرآن دونوں شہروں (مکہ اور طائف) کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا"؟ اور کفار و مشرکین حضورؐ سے کہتے تھے کہ اللہ کو آپ کے علاوہ کوئی دوسرا نہ ملا جسے رسول بنا کر بھیجتا ۔ کبھی کفار یہ بھی کہتے تھے کہ "وَقَالُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ" (الانعام ۸) ... الخ مطلب یہ کہ "اور ان لوگوں نے کہا کہ نبی کے لئے کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا"؟ کفار کبھی یہ کہتے "لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ" ... یعنے "نبی پر کاش کوئی خزانہ اتارا جاتا یا نبی کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا (تو اچھا تھا)" ۔ غرض جس کافر اور جس مشرک کو جو سمجھ میں آتا کہہ دیتا تھا ۔ جتنے منہ اتنی باتوں کے

مصداق کفار و مشرکین بغیر سوچے سمجھے کچھ بھی کہہ دیتے تھے کیونکہ وہ حضور اکرمؐ کو نہ نبی ماننے تیار تھے اور نہ اسلام لانے تیار تھے ۔ رسول اللہؐ سب کی باتیں سنتے اور خاموش رہتے تھے اور اللہ کے حکم کا انتظار فرماتے تھے ۔ اللہ رب العزت نے کافروں اور مشرکوں کے جواب میں فرمایا " وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا ... الخ مطلب یہ کہ " اور اگر ہم فرشتوں کو بھیجتے تو اسے (بھی) انسانی شکل میں ہی بھیجتے " ۔ کیونکہ بشر بشر سے مانوس ہوتا ہے دوسری مخلوق سے نہیں ۔ فرشتے کا بھی انسانی شکل میں آنا لازمی تھا تاکہ انسان رسول کے قریب آسکیں اور فائدہ حاصل کر سکیں اور رسول بھی انسانوں کو مخاطب کر سکے اور انھیں گمراہی کے راستے سے نجات کے راستے پر لاسکے ۔ اگر ایسا ہوتا بھی تو کافر ایمان لانے والے کہاں تھے ۔ جس طرح بشر کے رسول ہونے میں شک کرتے تھے اسی طرح کسی فرشتے کے بشر کی صورت میں آنے پر بھی شبہ میں مبتلا ہو جاتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ کفار کے جواب میں آپ یہ کہیں " قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ... الخ (الانعام ۵۰) یعنے " (اے نبی!) کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں ۔ اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ بے شک میں فرشتہ ہوں " ۔ سورۂ ھود میں بھی اللہ نے یہی فرمایا وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ ... " یعنے " اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ بے شک میں فرشتہ ہوں " ۔ مطلب بالکل واضح ہے کہ رسول اللہؐ بشر تھے ۔ فرشتہ یا اور کوئی مخلوق نہیں تھے ۔ زمین پر انسان ہی آباد تھے اور انسان جب جب گمراہ ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ رسولوں کو انسانوں میں سے ہی انتخاب کر کے بھیجتا ہے ۔ اگر بشر کے بجائے کوئی فرشتہ بھیجا جاتا تو انسان فرشتے کی طرف اس کے نور کی وجہ سے نظر بھی نہ ڈال سکتے تھے ۔ اس کے قریب آکر اس سے ہدایت حاصل کرنا تو بہت دور کی بات ہے ۔ اسی لئے جب کفار نے رسول اللہؐ کے نبی ہونے پر بشر ہونے کی وجہ سے اعتراض کرتے ہوئے کہا ... " اَبَعَثَ

اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ○ (بنی اسرائیل ۹۴) یعنے "کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا"۔ تو کافروں کے جواب میں اللہ جل جلالہ نے فرمایا "قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا" ○ (بنی اسرائیل ۹۵) آیت کا مفہوم یہ ہے کہ "کہہ دو (اے نبی!) اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو البتہ ہم ان پر کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے"۔ اور جب زمین پر فرشتوں کی آبادی ہی نہیں تو کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجنا کیا معنے؟ انسانوں کی آبادی سے قبل جب زمین پر جنات رہتے بستے تھے تو اللہ نے کسی جن کو ہی جنوں کی ہدایت کے لئے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ پھر انسانوں کو زمین میں آباد کیا اور انسانوں کو ہدایت کے لئے انسانوں ہی میں سے رسول بنا کر بھیجتا رہا اور آخری رسول تاجدار کون مکان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی انسانوں کی ہدایت کے لئے بشر بنا کر بھیجا۔ حضور اقدسؐ ان معنوں میں بشر تھے۔ تاکہ بشر بشر کے قریب آئے اور نصیحت حاصل کرے۔ قدرتی اصول ہے ہم جنس ایک دوسرے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ غیر جنس نہیں ہوتے۔ بقول کسے

کُنَد ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے نبی بنایا تو کفار کو تعجب ہوا

رسول مدنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے قریش کے معزز خاندان میں رسول بنا کر بھیجا تو قریش کے قبیلے کے علاوہ مکے کے دیگر قبائل کے افراد بھی حضورؐ کے رسول بنائے جانے پر متعجب ہو گئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ

کا بھی اقرار کیا اور رسول کی رسالت کی بھی گواہی دی۔

(۳) اللہ نے اُمیوں میں رسول اللہ کو خود اُن ہی میں سے بھیجا۔

اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے "ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ" ○ (الجمعہ۔۲) اس آیت کا ترجمہ ہے کہ "وہی (اللہ) ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول خود ان ہی میں سے بھیجا جو انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، ان کا تزکیہ کرتے ہیں، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور اس سے پہلے وہ سب گمراہی میں تھے"۔یہاں اللہ نے امی کا لفظ جمع استعمال کیا جو عربوں کے لئے تھا یعنے سارا عرب امی تھا اور ان امیوں میں جو سب کے سب بشر تھے اللہ نے ایک بشر کو رشد وہدایت کے لئے چن لیا اور رسول بنا کر ان ہی میں بھیجا۔رسول اس معنی میں بشر تھے اور امی تھے۔یہ لقب اللہ نے آپ کے لئے عطا کیا۔بقول شاعر:

وہ ایک اُمی پہ لاکھوں پڑھے لکھے قربان
عروب وحشی تھے ان کو بنادیا انسان
(ہادیؔ)

مفسر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں عرب کا ذکر کرنا اس لئے نہیں کہ غیر عرب کی نفی ہو بلکہ صرف اس لئے ہے کہ ان پر احسان و اکرام بہ نسبت دوسرے کے بہت زیادہ ہے۔اس حیثیت سے کہ رسول اللہ ان ہی میں رسول بنا کر بھیجے گئے، ان ہی کے خاندان اور قبیلے سے تھے اور سب سے پہلے مخاطب بھی عرب ہی تھے۔(تفسیر ابن کثیر پ۔۲۸)

اُمی یعنے ان پڑھ یا ناخواندہ عربوں میں اللہ کا اپنے رسول کو بھیجنا اس لئے ہے کہ حضرت ابرہیم خلیل اللہ کی دعاء کی قبولیت معلوم ہوجائے کہ تعمیر کعبہ کے وقت

حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے دعا مانگی تھی ۔ "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ" ○ (البقرۃ ـ ۱۲۹) یعنے " اے ہمارے رب ! اور ہم میں ایک رسول کو بھیج جو ان لوگوں کو تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے ان کو پاک کر دے بیشک تو عزت والا حکمت والا ہے "

دونوں انبیاء کی دعائیں بارگاہ رب العزت میں قبول ہوئیں اور حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل میں صرف ایک نبی خاتم النبیینؐ بن کر آئے ۔ ایک حدیث میں رسول اللہؐ فرماتے ہیں " میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیینؐ اُس وقت سے ہوں جبکہ حضرت آدمؑ مٹی کی صورت میں تھے ۔ میں تمہیں اپنا ابتدائی امر بتاؤں ۔ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں ، حضرت عیسیٰؑ کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں ۔ انبیاء کی والدہ کو ایسے ہی خواب آتے ہیں " بزبان شعر یوں کہا گیا ؎

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل و نوید مسیحا
(مولانا حالیؔ)

غرض اللہ رب العزت نے مکے کے ناخواندہ لوگوں میں سے حضور اکرمؐ کو رسول بنا کر بھیجا ۔ حضورؐ اس معنے میں بشر تھے کہ اَن پڑھوں میں مبعوث کئے گئے =

(۴) رسول اللہ کے علاوہ تمام رسول کھاتے پیتے اور بازار و[illegible]

کفار مکہ اور مشرکین [illegible] بشر کے رسول ہونے [illegible] ماننے کی صورت میں بھی تیار نہیں تھے۔ اور وہ آئے دن [illegible] نت نئے اعتراضات کرتے رہتے تھے۔ ان کا ایک اعتراض یہ بھی تھا [illegible] رسول تو ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں، بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں، اپنی ضرورت کی اشیاء خریدتے ہیں۔ اللہ نے ان کے الفاظ کو اس طرح ادا فرمایا "وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا" ○ (الفرقان ۔۷) مطلب یہ کہ "اور وہ بولے یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے بازاروں میں چلتا ہے۔ (رسول) کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا [illegible] ساتھ رہ کر لوگوں کو ڈراتا" کفار [illegible] کو اتنی بھی عقل نہیں تھی [illegible] [illegible] وسیلے سے ایک بشر کو رسول [illegible] کی جو لازمی ضروریات [illegible] لازمی [illegible] کرنا پینا کاروبار کرنا [illegible] [illegible] فروخت کرنا وغیرہ۔ یہ تو ہر بشر کے لئے ضروری کام ہیں اگر کوئی بشر نہ کھائے اور نہ پئے تو وہ زندہ کیسے رہے گا۔ پانی کے بغیر کوئی بھی انسان تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح کھانے کے بغیر تقریباً [illegible] دن سے زائد زندہ رہنا محال ہے۔ اور ہوا کے بغیر ایک تا تین منٹ کا وقت بھی انسانی زندگی کو ختم کر سکتا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق ہر بالغ انسان کو روزانہ پندرہ کیلو گرام ہوا، دو تا ڈھائی لیٹر پانی اور آدھا یا پون کیلو غذا کی ضرورت [illegible]

تاجدار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ [illegible] ہونے میں بشر تھے کہ آپ کو بھی دوسرے انسانوں کی طرح غذا اور پانی کی ضرورت تھی اور مختلف

اور [illegible] کوئی دوسری مخلوق سے تھے۔ بلکہ نبی کے مثل سب کے سب بشر تھے اور بشری تقا[illegible]ان کو بھی تھے۔ اس طرح رسول اللہؐ بھی بشر ہیں اور بشری تقاضے رکھتے ہیں =

(۵) رسولُ اللہؐ کے علاوہ اکثر رسولوں کو ازواج اور اولاد تھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معنیٰ میں بھی بشر تھے کہ ہر بشر کو اکل و شرب کے علاوہ ازدواجی زندگی اور اس کے لوازمات سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ اپنی نسل بڑھانے کے لئے ازدواجی زندگی اور نکاح کی ضرورت ہے اور اولاد کی پرورش و پرداخت بھی لازمی ہے۔ کفار اور مشرکین نے جب یہ اعتراض کیا کہ رسولوں کو نکاح کی کیا ضرورت ہے ؟ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح رہبانیت کی زندگی گزارنا چاہئے نکاح کر کے اولاد کی پیدائش اور پرورش کے جھمیلوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اگر رسول نکاح کرتے ہیں تو رسول میں اور دیگر انسانوں میں کیا فرق رہے گا ؟۔ دوسرے اعتراضات کی طرح یہ بھی لغو اعتراض تھا اس لئے اللہ جل جلالہ نے صاف الفاظ میں فرمادیا " وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً " ... الخ (الرعد ۔ ۳۸) اس کا مفہوم یہ ہے کہ " اور تحقیق تم سے پہلے ہم نے کئی رسولوں کو بھیجا اور ان تمام کو ہم نے بیوی اور بچوں والا ہی بنایا تھا " ۔ اس آیت میں اللہ نے حضور انورؐ کے علاوہ سابقہ انبیاء کی ازواج و اولاد کا بھی تذکرہ فرمادیا ۔ یعنے جس طرح آپ باوجود بشر ہونے کے اللہ کے منتخب کردہ اور رسول تھے ۔ اسی طرح آپ سے پہلے کے تمام انبیاء بھی باوجود بشر ہونے کے اللہ کے انتخاب کردہ اور رسول ہی تھے ۔ ذیل کی تفصیل سے واضح ہوجائے گا ۔

سب سے پہلے بشر اور رسول حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ کا تذکرہ اس آیت میں ہے ۔ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ... الخ (البقرۃ ۔ ۳۵) یعنے " اور ہم نے کہا ۔ اے آدم ! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو " ۔ حضرت آدمؑ کی اہلیہ کا نام

حوا تھا اور ان کی اولاد بکثرت تھی جن میں بیٹے اور بیٹیاں تھیں ۔ ان کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے ۔ ارشاد رب تعالیٰ ہے " وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ " ... الخ (المائدۃ ۔ ۲۷) یعنے اور (اے نبی!) انھیں آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ حق کے ساتھ سنادو " = حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی کی دو بیویاں تھیں ایک آپ پر ایمان لاکر کشتی میں سوار ہوئیں اور دوسری کافر تھی جو طوفان میں غرق ہوئی ۔ اللہ نے فرمایا " ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ " ... الخ (التحریم ۔ ۱۰) یعنے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے جو کفر کرتے ہیں حضرت نوحؑ کی بیوی کی مثال دیتا ہے " ۔ جو اللہ کے نیک و برگزیدہ بندے اور رسول حضرت نوحؑ کی زوجیت میں ہونے کے باوجود ایمان سے محروم رہی اور کفار کا ساتھ دینے کے باعث عذاب سے ہلاک کر دی گئی ۔ حضرت نوحؑ کی اولاد میں حام، سام، یافث، عابر اور کنعان کے نام ملتے ہیں = قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام بھیجے گئے تھے ان کی اہلیہ کا نام لیشا اور فرزند کا نام شاخ تھا = (انبیائے کرام) حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافرہ تھی جو ان کی نافرمان قوم کے ساتھ عذاب الہیٰ سے ہلاک کی گئی ۔

قرآن میں ہے " فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ۔ o اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ o (الشعراء ۔ ۱۷۰ اور ۱۷۱) یعنے " اللہ فرماتا ہے کہ " پس ہم نے اسے (حضرت لوطؑ کو) اور اس کے اہل و عیال کو بچالیا سوائے ایک بوڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی " حضرت لوطؑ کی صاحبزادیوں کا ذکر بھی قرآن میں ہے " قَالَ يٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِىْ هُنَّ اَطْهَرُ " ... الخ (ھود ۔ ۷۸) یعنے " (حضرت نوح نے) کہا اے قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں ۔ یہ سب پاکیزہ تر ہیں " ۔ حضرت لوطؑ کی بیٹیوں میں صرف ایک نام وجدہ ملتا ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام کی والدہ تھیں ۔ (تہذیب الاسماء واللغات ۔ ۲۴۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ اور اولاد کا تذکرہ اس آیت میں ہے " وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ o (ھود ۔ ۷۱)

کیا تمہیں موسیٰ کی خبر معلوم ہے؟ جب انھوں نے آگ دیکھی تو اپنی گھر والی سے کہا ٹھہرو"۔ حضرت موسیٰ کی اہلیہ کا نام صفورا تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ کا نام رحمہ تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا تذکرہ قرآن میں ہے "قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝" (مریم ـ ۸) یعنے "کہا (حضرت زکریا نے) پروردگار! مجھے بیٹا کیسے ہوگا؟ اور میری بیوی بانجھ ہے اور تحقیق میں ضعیفی کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں"۔ آپ کی زوجہ کا نام حضرت الیشع تھا اور صاحبزادے کا نام یحییٰؑ تھا۔

خاتم النبیین، فخر مرسلین، تاجدار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا تذکرہ قرآن حکیم کی ان تین سورتوں میں موجود ہے الاحزاب، الطلاق اور التحریم۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے "يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ ..." الخ (الاحزاب ـ ۲۸) یعنے "اے نبی! اپنی ازواج سے کہہ دو"۔ دوسری جگہ اللہ نے فرمایا يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ... الخ (الاحزاب ـ ۳۲) یعنے "اے نبی کی ازواج! تم دوسری عورتوں کے مانند نہیں ہو"۔ تیسری جگہ اللہ کا فرمان ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝" (التحریم ـ ۱) آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے نبی! اس چیز کو تم کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال فرمائی ہے۔ تم اپنی ازواج کی خوشنودی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں جملہ گیارہ نکاح کئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں تین اور مدینہ طیبہ میں آٹھ۔ بالترتیب گیارہ ازواج مطہرات کے نام یہ ہیں (۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد (۲) حضرت سودہ بنت زمعہ (۳) حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیقؓ (۴) حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ (۵) حضرت زینب بنت خزیمہ (۶) حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ (۷) حضرت زینبؓ بنت جحش (۸) حضرت جویریہ بنت حارث (۹) حضرت ام حبیبہ بنت ابو سفیانؓ (۱۰) حضرت

صفیہؓ بنت حُیّ (۱۱) حضرت میمونہؓ بنت حارث =

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی بنات طیبات کا تذکرہ اس آیت میں ۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ ... الخ (الاحزاب ۔۵۹) یعنے "اے نبی! آ

ازواج اور اپنی بنات سے کہہ دو" ۔ حضور اکرمؐ کو چار صاحبزادیاں تھیں ۔ ترتیب وا

ان کے نام یہ ہیں ۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثوم، اور حضرت فاط

ان چاروں کی والدہ حضرت خدیجہؓ تھیں ۔ رسول عربی کے صاحبزادوں کی تعداد تین تھ

جن میں سے حضرت قاسم اور حضرت عبد اللہ مکے میں ولادت پائے اور کمسنی میں ا

انتقال کر گئے ۔ ان دونوں کے انتقال کے باعث اللہ تعالیٰ نے حضورؐ پر سورہ کو

نازل فرمایا تھا ان دونوں کی والدہ حضرت خدیجہؓ تھیں ۔ تیسرے صاحبزادے کا نا

ابراہیم تھا جو مدینے میں تولد ہوئے اور تین سال کی عمر میں انتقال کئے ۔ حضرت

ابراہیمؑ کا تذکرہ حدیث میں ملتا ہے ۔ ان کی والدہ کا نام ماریہ قبطیہ تھا =

یہ تمام تفصیل پڑھنے کے بعد تھوڑی سی عقل رکھنے والا بہ آسانی سمجھ جائے گا ک

حضورؐ اس معنی میں بشر تھے کہ آپ کو بھی دوسرے انبیاء کی طرح ازواج اور اولاد تھ

(۶) رسول اللہؐ کو کفار کی جانب سے جسمانی تکالیف پہنچنا =

اللہ جل جلالہ نے سابقہ انبیاء کی طرح آپ کو بھی بشر اور رسول بنا کر بھیجا تھا

ایک بشر ہونے کے لحاظ سے حضورؐ کا بھی مصائب سے مبتلا ہونا اور جسمانی تکالیف

پہنچنا اسی طرح لازمی تھا جیسے دوسرے انسانوں کو جسمانی تکلیفیں پہنچتی ہیں چنانچ

جنگ بدر میں اللہ کی بارگاہ میں فتح کی دعا کرنا، جنگ احد میں آپ کا زخمی ہونا اور د

دندان مبارک کا شہید ہونا، جنگ خندق میں اپنے بطن اطہر پر تین تین پتھر باندھنا او

ایک ہی ضرب سے چٹان کا ٹکڑے کر دینا، صلح حدیبیہ میں کافروں کی تمام شرائط مان

لینا اور مکہ نہ جانا بلکہ حدیبیہ سے ہی لوٹ جانا، زہر آلود گوشت کھانے سے ہلکا اثر ہونا، یہودی کی بیٹیوں کا آپؐ پر جادو کرنا وغیرہ یہ سب بشری لوازمات ہیں اور جو حضور اقدسؐ کی حیات طیبہ میں موجود ہیں۔ ہجرت سے قبل بھی کفار و مشرکین مکہ کے ہاتھوں آپؐ کو کئی بار تکلیفیں پہنچیں جیسے آپؐ کے سجدے کی حالت میں ابو جہل کا آپؐ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی بوٹی رکھ دینا اور اس کے وزن سے آپؐ کا سجدے سے بہت دیر تک سر نہ اٹھانا، ابو لھب کا آپؐ کو کوسنا۔ ابو لھب کی بیوی ام جمیل کا راستے میں کانٹے ڈال کر آپؐ کے پائے مبارک کو زخمی کرنا، طائف والوں کا پتھر مار کر آپؐ کو زخمی کرنا، ہجرت کے وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ غار ثور میں تین دن اور تین رات قیام فرمانا وغیرہ۔ یہ سب بشری ضروریات کہلاتی ہیں۔ علاوہ ازیں آدھی رات تک نمازوں میں قیام کے باعث دونوں پیروں کا متورم ہو جانا اور آخری ایام میں بیمار پڑنا اور بخار کی حدت کا بڑھ جانا بھی بشری تقاضے کہلاتے ہیں۔ اور رسول عربیؐ ان معنوں بشر تھے اور یقیناً بشر تھے۔

(ب) تمام انبیاء بشر ہی تھے۔

"رسول اللہؐ کن معنوں میں بشر تھے" کے عنوان میں تفصیل سے میں نے لکھا ہے اور مختلف آیات کا حوالہ دے کر ثابت کیا ہے۔ اس عنوان میں ایک آیت یہ بھی ہے کہ اللہ نے فرمایا "اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے ہوتے (یعنے زمین میں فرشتوں کی آبادی ہوتی) تو ہم ضرور کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے"۔ جب فرشتوں کی یا جنات کی آبادی نہیں تھی بلکہ انسانوں کی آبادی تھی تو کسی انسان کو ہی رسول بنا کر بھیجنا لازمی تھا۔ اسی لئے اللہ جلّ مجدہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انسانوں کو رسول بنا کر بھیجا۔ اس لحاظ سے تمام انبیائے سابق بشر ہی تھے جو بشر کی ہدایت کے لئے اللہ کی جانب سے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری

نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام پیغمبر انسان ہی تھے۔ ایک حدیث کے مطابق اس دنیا میں اور دنیا کے ہر خطے میں جملہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مبعوث ہوئے۔ جن کی تعداد کے تعلق سے اللہ نے فرمایا" وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ..." (المومن ۔ ۷۸) یعنے "اور تحقیق (اے نبی!) تم سے پہلے ہم کئی رسول بھیجے ہیں۔ ان میں سے بعض کے قصے ہم نے تمہیں بتائے اور بعض کے قصے تمہیں نہیں بتائے" اسی مفہوم کی ایک آیت سورۃ النساء آیت ۱۶۴ میں بھی ہے۔

(۱) قرآن عزیز میں چھبیس انبیاء کے نام ہیں

ان میں سے بعض پیغمبروں کے صرف نام ہیں دیگر تذکرہ یا تفصیل نہیں۔ بعض کا مختصر تذکرہ کسی ایک سورت میں ہے۔ بعض انبیاء کا اجمالی ذکر ایک سے زائد سورتوں میں ہے۔ بعض پیغمبروں کا ذکر تفصیل سے ایک یا دو سورتوں میں ہے۔ بعض کا تفصیلی بیان کئی سورتوں میں آیا ہے۔ چھبیس پیغمبروں کے نام بالترتیب (بلحاظ بعثت) اور قرآن میں کتنی مرتبہ نام آیا ہے ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام (۲۵ بار)، حضرت ادریس علیہ السلام (۲ بار)، حضرت نوح علیہ السلام (۴۳ بار)، حضرت ہود علیہ السلام (۷ بار)، حضرت صالح علیہ السلام (۱۱ بار)، حضرت لوط علیہ السلام (۲۷ بار)، حضرت ابراہیم علیہ السلام ([illegible] بار)، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام (۱۲ بار)، حضرت اسحٰق علیہ السلام (۱۷ بار)، حضرت یعقوب علیہ السلام (۱۶ بار)، حضرت یوسف علیہ السلام (۲۷ بار)، حضرت [illegible] علیہ السلام (۱۳۶ بار)، حضرت ہارون علیہ السلام ([illegible] بار)، [illegible] بار)، حضرت یونس علیہ السلام ([illegible] بار)، [illegible] علیہ السلام (ایک بار)،

حضرت داؤد علیہ السلام (۱۶ بار)، حضرت سلیمان علیہ السلام (۱۷ بار)، حضرت ایوب علیہ السلام (۴ بار)، حضرت زکریا علیہ السلام (۷ بار)، حضرت یحییٰ علیہ السلام (۵ بار) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۲۵ بار)، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۴ بار)=

(۲) بعض انبیاء کے نام نہیں ہیں صرف تذکرہ ہے

جن انبیاء کا تذکرہ بغیر نام کے (صرف ضمیر کے ساتھ) ہے وہ یہ ہے۔ حضرت خضرؑ (سورہ کہف) حضرت یُوشع بن نونؑ، (سورہ کہف) حضرت حزقیلؑ (سورہ بقرہ) حضرت شمعونؑ، حضرت یُوحنا اور حضرت بولصؑ (سورہ یٰسٓ)۔ ان کے علاوہ انبیائے کرام کے حالات میں حضرت دانیالؑ اور حضرت جرجیسؑ کا نام بھی ملتا ہے=

مذکورہ بالا تمام انبیائے کرام بشر تھے جو بشر کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ رب العالمین نے اس بات کا قرآن حکیم میں کئی سورتوں میں تذکرہ فرمایا ہے جیسے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" ○ (النحل۔ ۴۳) آیت کا مطلب یہ ہے کہ "اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب آدمی ہی بھیجے۔ ہم ان کی طرف اپنی وحی بھیجتے تھے۔ پس اہل علم سے پوچھو اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو۔" مفسر قرآن ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے "حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تو عرب نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی شان اس سے بہت اعلیٰ ہے کہ وہ کسی انسان کو اپنا رسول بنائے۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور کفار کے لئے صاف الفاظ میں واضح کر دیا کہ "سابقہ میں ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ سب کے سب بشر ہی تھے اور جس طرح ان رسولوں پر ہم وحی بھیجتے تھے اسی طرح آخری رسول پر بھی وحی بھیجتے ہیں۔ کیا اتنی معمولی بات تمہارے عقل میں نہیں آئی؟ اگر تم لوگ اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہو کہ انسان رسول کیسے ہو سکتا ہے

تو اہل علم اور اہل کتاب سے پوچھو " (یعنے یہود اور نصاریٰ سے) جنھیں اللہ نے آسمانی کتابیں دیں اور ان کتابوں میں بھی یہی تذکرہ کیا گیا کہ رسول بشر ہی ہوتے ہیں۔ مافوق البشر یا فرشتے یا جنات میں سے نہیں ہوتے۔ سورہ انبیآء کی ساتویں آیت اسی مفہوم کی ہے=

(۳) حضور انورؐ کا رسول بنا کر بھیجا جانا انوکھی بات نہیں تھی

مکہ مکرمہ کے کافروں اور مشرکوں کو اس بات سے حیرانی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انورؐ کو رسول کیسے بنایا اور کیوں بنایا۔ اللہ نے ان کی حیرانی دور کرنے حضورؐ سے فرمایا " قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ "...الخ (الاحقاف ۔ ۹) یعنے " کہہ دو (اے نبی! ان کافروں سے) میں کوئی انوکھے رسولوں میں نہیں ہوں " مطلب یہ کہ حضورؐ کو انسانوں میں سے چن کر اللہ نے رسول بنایا اور انسانوں کو ہدایت دینے بھیجا اور یہ کوئی نرالی بات یا ان ہونی بات نہیں تھی۔ کیونکہ آنحضرتؐ سے قبل جتنے انبیاء اس دنیا میں تشریف لائے وہ سب کے سب بشر تھے اور انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اللہ نے کافروں کے حیران ہونے پر فرمایا " وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ..." (یوسف ۔ ۱۰۹) یعنے " اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب آدمی ہی بھیجے۔ ہم ان کی طرف اپنی وحی بھیجتے تھے اور وہ سب بستیوں (میں رہنے) والے تھے "۔ اس آیت میں سید المرسلین کے مثل انبیائے سابقین کے رسول ہونے کے علاوہ اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ تمام رسول مرد ہی تھے۔ کوئی عورت نبی نہیں بنائی گئی۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ جمہور اہل اسلام کا یہی قول ہے کہ نبوت عورتوں کو کبھی نہیں ملی۔ اور اہل سنت و الجماعت میں سب کا مذہب یہی ہے کہ عورتوں میں کوئی نبی نہیں ہوئی "۔

انبیائے سابقین تمام انسان ہی تھے۔ بعض انبیاء کی قوم نے ان کے بشری روپ

میں رسول بننے پر تعجب کیا تھا جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی تذکرہ میں اللہ فرماتا ہے" اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" ○ (الاعراف ۔ ۶۳) یعنے "کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس تمہاری قوم کے ایک شخص کے ذریعے پروردگار کا ذکر آیا تاکہ تمہیں (عذاب الہیٰ سے) ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ اور شائد تم پر رحم کیا جائے"۔ حضرت نوح کو جب ان کی قوم جھٹلائی تو انھوں نے کہا..."وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ" ... اور میں یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں"۔ بلکہ میں بھی دیگر انبیاء کی طرح بشر ہی ہوں۔ کیونکہ بشر ہی بشر کو ہدایت دیتا ہے، گمراہی سے بچاتا ہے اور صراط مستقیم بتاتا ہے =

غرض تمام نبی اور رسول انسان تھے، بشر تھے اور اللہ کی جانب سے انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ رسول اللہ بھی بشر تھے، انسان تھے اور انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیے گئے تھے =

(ج) انبیاء کو اپنے جیسا بشر کہنے والے کافر تھے ایمان والوں نے نہیں کہا

مختلف انبیاء مختلف اقوام کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور اکثر انبیاء کو کافروں نے اپنے جیسا بشر کہا، انھوں نے انکار کیا، اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اپنی ضد پر اڑے رہے۔ انبیاء کو اپنی مثل بشر کہنے والے قوم کے سردار اور دوسرے افراد سب کافر تھے۔ کسی نبی کو ان پر ایمان لانے والوں نے اپنے جیسا بشر نہیں کہا ذیل میں مختلف آیات سے یہ واضح ہوتا ہے۔

(۱) حضرت نوح علیہ السلام کو ان قوم نے اپنے جیسا بشر کہا

اللہ رب العزت فرماتا ہے

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا نَرٰىکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا... " الخ (ھود ۔ ۲۷) یعنے " پس ان کی قوم کے کافر سردار بولے ہماری نظر میں تم بس ایک انسان ہو ہمارے جیسے ..." دوسری آیت میں یوں ہے فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْکُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِکَۃً" ... الخ (المومنون ۔ ۲۴) مطلب یہ ہے (حضرت نوحؑ کی) قوم کے سرداروں نے کہا جو کافر تھے یہ شخص کچھ نہیں ہے لیکن تمہارے جیسا ایک بشر ہے ۔ وہ چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت حاصل کرے ۔ اور اگر اللہ کو (رسول بھیجنا) منظور ہوتا تو البتہ فرشتوں کو (رسول بناکر) بھیجتا" ۔ نوح تو ہمارے جیسا بشر ہے یہ رسول کیسے ہو سکتا ہے ؟

(۲) حضرت صالح علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کے سرداروں نے اپنے جیسا بشر کہا

فرمان باری تعالیٰ ہے مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یَاْکُلُ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ مِنْہُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ○ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَکُمْ اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○ " (المومنون ۔ ۳۳ و ۳۴) یعنے قوم کے کافر سردار بولے " یہ شخص کچھ نہیں مگر تمہارے جیسا بشر ہے وہ کھاتا ہے جو کچھ تم سب کھاتے ہو اور وہ پیتا ہے جو کچھ تم سب پیتے ہو اور اگر تم لوگوں نے اپنے ہی جیسے بشر کی اطاعت کی تو بے شک تم سب نقصان میں رہو گے " ۔ تمام رسولوں کا انسانوں میں سے ہونا اور تمام رسولوں کا کھانا پینا اور بازاروں میں چلنا پھرنا بھی قرآن سے ثابت ہے ۔ اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ۔

(۳) حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو بھی قوم نے اپنے جیسا بشر کہا

اللہ جل جلالہ فرماتا ہے فَقَالُوٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ "○ (المومنون ـ ۴۷) مطلب یہ ہے کہ "(فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی جیسے دو انسانوں پر ایمان لائیں؟ اور یہ دونوں (موسیٰؑ و ہارونؑ) کی قوم تو ہماری غلام ہے"۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اللہ کے حکم سے فرعون اور فرعونیوں کو دعوت اسلام دینے لگے تو فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا یہ تو ہمارے جیسے ہی بشر ہیں ہم ان پر کیوں ایمان لائیں؟ مطلب واضح تھا کہ جو ہمارے مثل بشر ہیں ان کو نہ وہ رسول ماننے تیار تھے نہ ان پر ایمان لانے تیار تھے۔ اور جب حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا جو سانپ بن گیا تو فرعون اور اس کے درباریوں پر خوف طاری ہو گیا۔ حضرت موسیٰؑ نے سانپ کو اپنے ہاتھ میں لیا تو پھر وہ عصا بن گیا۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو سورج کے مانند چمکنے لگا جسے دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ حضرت موسیٰؑ کے ان معجزات کے تعلق سے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے... "فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ "○ (القصص ـ ۳۲) یعنی "پس یہ دو روشن نشانیاں (معجزات) تمہارے رب کی طرف سے ہیں فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں (اور درباریوں) کو دکھانے کے لئے۔ بے شک وہ سب نافرمان قوم ہیں۔"

حضرت موسیٰؑ کے ان معجزات کو دیکھ کر فرعون نے کہا تھا کہ "اے موسیٰؑ! تم بہت بڑا جادو سیکھ کر آئے ہو۔ تم میرے جادوگروں سے مقابلہ کرو۔ چنانچہ فرعون نے کئی جادوگروں کو جمع کیا۔ انھوں نے رسیوں اور لاٹھیوں پر جادو پڑھا تو وہ سب سانپ بن کر رینگنے لگے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا اور وہ جادوگروں

کے سانپوں کو نگل گیا۔ جادوگروں نے عصائے موسیٰؑ کا یہ معجزہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے۔ اللہ فرماتا ہے "فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سُجَّدًا قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰی" ○ (طٰہٰ۔ ۷۰) یعنے "پس تمام جادوگر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے پروردگار پر ایمان لائے"۔

(۴) انبیاء کے معجزات اور جادوگروں کے شعبدوں میں فرق

اس عبارت میں پیغمبر کے معجزے اور جادوگر کے شعبدے میں نمایاں فرق بتایا گیا ہے لیکن بعض کم عقل اور ایسے نادان لوگ جو رسول اور جادوگر میں فرق نہیں کر سکتے یا اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے دونوں کو ایک جیسا بشر سمجھتے ہیں وہ اس طرح کہتے ہیں کہ "جادوگروں کے شعبدے انبیا کے معجزات سے بڑھ کر ہوتے ہیں" جس شخص کو اللہ نے عقل جیسی بیش بہا نعمت سے سرفراز کیا ہے وہ یہی کہے گا کہ رسولوں کے معجزے بالکل الگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو معجزے اس لئے عنایت کئے تھے کہ کفار و مشرکین انھیں دیکھ کر صاحب معجزہ کو نبی مان لیں اور ان پر ایمان لے آئیں۔ معجزہ کے لفظی معنے عاجز کر دینے کے ہیں یعنے معجزہ دیکھنے والے اس کام کے کرنے سے عاجز آجائیں جو کام نبی نے کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کا معجزہ دیکھ کر سارے جادوگر عاجز آگئے اور آخر کار انھیں حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ پر ایمان لانا پڑا۔ اب اگر کوئی بے وقوف جادوگروں کے شعبدوں اور نظر بندی کے کھیلوں کو انبیا کے معجزات سے بڑا مانے تو صاف مطلب یہی ہوا کہ وہ کافروں کے جادو پر پکا یقین رکھتا ہے مگر رسولوں کے معجزات پر ایمان نہیں رکھتا۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے کا ایمان کہاں باقی رہا۔ پیغمبروں کے مقابل میں جادوگروں کو ترجیح دینے والا مومن تو نہیں ہو سکتا اس کے ایمان میں کھوٹ اور نقص ہے۔ اسے اپنے اس غلط عقیدے سے توبہ کر کے صحیح عقیدہ اپنانا چاہیے۔

(I) حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ

قرآن حکیم میں اللہ عزوجل نے بعض انبیاء کے معجزات بیان فرمائے ہیں جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا اونٹنی کا معجزہ جس کے متعلق اللہ نے فرمایا "وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۝" (بنی اسرائیل ـ ۵۹) "اور ہم نے (حضرت صالح کی قوم) ثمود کو علانیہ اونٹنی (کا معجزہ) دیا تو انھوں نے اس پر ظلم کیا۔ اور ہم نشانیاں اسی لئے بھیجتے ہیں کہ (انہیں دیکھ کر) لوگ ڈریں"۔ اللہ نے اونٹنی کو اپنی نشانی فرمایا جو پہاڑ میں سے زندہ نکلی تھی۔ کیا کسی جادوگر کا شعبدہ نعوذ باللہ اللہ کی نشانی کہلانے کا مستحق ہے؟ ہرگز نہیں۔

(II) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو معجزات کا تذکرہ اوپر گزرا۔ قرآن میں ان کے دیگر معجزات کا بھی ذکر ہے جیسے بنی اسرائیل جب پیاس سے بے تاب ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے عصا کی ضرب سے پتھر میں سے پانی نکالا اور سب کو سیراب کیا۔ اللہ فرماتا ہے "وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا" (البقرۃ ـ ۶۰) یعنے "اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا مانگی تو ہم نے کہا پتھر پر اپنا عصا مارو (حضرت موسیٰ نے ایک چٹان پر اپنا عصا مارا) تو اس میں سے بارہ چشمے جاری ہوگئے۔ بے جان پتھر میں سے پورے بارہ چشموں کا جاری ہونا حضرت موسیٰ کا کھلا معجزہ تھا کیونکہ بنی اسرائیل کے بارہ قبائل تھے ہر قبیلے کے لئے ایک چشمہ جاری ہوا۔ یقیناً یہ معجزہ جادوگروں کے تماشوں پر ہزار گنا فوقیت رکھتا ہے۔

(III) حضرت یوسف علیہ السلام کا معجزہ

حضرت یوسف علیہ السلام کا معجزہ یہ تھا کہ ان کے جسم کا قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر ڈلنے سے ان کی بینائی واپس آگئی تھی ۔ حضرت یعقوبؑ اپنے چہیتے بیٹے کی جدائی میں اتنا روئے کہ نابینا ہوگئے تھے مگر اللہ نے قمیض کے باعث ان کی بینائی لوٹادی ۔ اللہ تعالی فرماتا ہے "اِذْهَبُوا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا" (یوسف ۔ ۹۳) یعنے "حضرت یوسفؑ نے اپنے سوتیلے بھائیوں سے کہا "میرا یہ قمیص ساتھ لے جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دو ان کی بینائی واپس آجائے گی" بینائی کا ختم ہو کر کئی برسوں بعد لوٹ آنا حضرت یوسف کا کھلا معجزہ تھا ۔ اور کسی جادوگر کے بس میں یہ بات نہیں کہ بینائی ختم ہونے کے بعد اپنے جادو کے زور سے لوٹادے ۔ ایک معمولی عقل والا بھی ایسے معجزات پڑھ کر یا سن کر یہی کہے گا کہ پیغمبروں کے معجزات علحدہ ہیں اور جادوگروں کے شعبدے علحدہ ہیں جو کسی صورت میں انبیا کے کسی بھی معمولی معجزے سے آگے نہیں بڑھ سکتے ۔

(IV) حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں مثل موم نرم ہوجاتا تھا اور پہاڑ اور پرندے ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اللہ کا ارشاد ہے "وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يٰجِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ" ۝ (السبا ۔ ۱۰) یعنے "اور تحقیق ہم نے داود کو اپنے پاس سے فضل عطا کیا تھا ۔ (ہم نے) پہاڑوں کو (یہ حکم دیا تھا کہ تسبیح پڑھنے میں) ان کا ساتھ دیں اور ہم نے لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا تھا" ۔

(V) حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ

حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت سلیمانؑ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کی بولی سمجھنے کا علم عطا کیا تھا جو ان کا بڑا معجزہ تھا۔ اللہ نے فرمایا " وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ " (النمل ۱۶) مطلب یہ کہ " سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور انھوں نے کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولیاں (سمجھنا) سکھایا گیا ہے " حضرت سلیمانؑ جانوروں اور پرندوں کے علاوہ حشرات الارض کی بولیاں سنتے اور سمجھتے تھے۔ چیونٹی سے گفتگو کرنے کا واقعہ سورہ نمل میں اللہ نے بیان کیا ہے۔ یہ آپ کا خاص علم اور معجزہ تھا۔ ہزاروں جادوگر مل کر بھی ایک چھوٹی مخلوق خدا جیسے مکھی، مچھر یا چیونٹی کی بولی نہیں سمجھ سکتے۔

(VI) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

اللہ رب العزت نے بعض سورتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات بیان فرمائے ہیں۔ سورہ مریم میں اللہ فرماتا ہے کہ " مریم عیسیٰ کی ولادت سے قبل آبادی سے دور چلی گئی اور عیسیٰ پیدا ہوئے تو اپنے آپ کو کوسنے لگیں۔ مگر اللہ نے فرشتے کو بھیج کر انھیں سمجھایا کہ بستی میں جانے کے بعد اگر کوئی پوچھے تو صرف اتنا کہہ دینا کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزے کی نذر مانی ہے اس لئے آج میں کسی سے کچھ نہ بولوں گی۔ چنانچہ جب آپ حضرت عیسیٰؑ کو لے کر آبادی میں آئیں تو لوگ طعنے دینے لگے۔ اس وقت حضرت مریم نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں نے کہا ہم اس بچے سے کیا بات کریں جو گود میں ہے؟ اس وقت حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا " قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا " ۝ (مریم ۔ ۳۰) یعنے (حضرت عیسیٰؑ) بولے بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے "

دو تین دن کے بچے کا بات کرنا خود بڑا معجزہ ہے چہ جائے کہ جادوگروں کی ایک بڑی تعداد ہزار لاکھ بار بھی کوشش کرلے اور دو دن کے بچے پر اپنے جادو کا زور صرف کرلے تو بھی اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں اگلوا سکتے۔یہاں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انبیا کے معجزات ہر لحاظ سے بڑے ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ نے اپنے دوسرے معجزات کو اس طرح بیان کیا ہے "اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ" (آل عمران ۔۴۹) آیت کے اس ٹکڑے میں اللہ نے حضرت عیسیٰ کے چھ محیر العقول معجزے بیان کئے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ "(حضرت عیسیٰ نے فرمایا) بے شک میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی ایک شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونکتا ہوں پھر وہ بحکم خدا پرندہ بن جاتا ہے اور میں پیدائشی نابینا کو اور برص کے مرض والے کو اور مردے کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں۔اور میں بتاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرکے رکھتے ہو۔ حضرت عیسیٰ کے ان حیرت میں ڈالنے والے معجزات پر غور کرنے کے بعد ایک معمولی عقل والا مسلمان یہی کہے گا کہ انبیا کے معجزات ہی بہت بڑے ہیں۔ان کے سامنے جادوگروں کے تماشے کسی بھی صورت میں بڑھ کر نہیں ہو سکتے۔

(VII) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

ہمارے نبی سید الانبیاء و سید ولد آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار معجزات کتب سیرت میں ملتے ہیں جن میں سے صرف چند یہاں تحریر کئے جاتے ہیں =

حضور اکرم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن حکیم ہے کہ جس کا ایک ایک حرف

نزول قرآن کے بعد سے جاریہ صدی تک نہیں بدلا اور نہ قیامت تک بدلے گا۔ دوسرا معجزہ شق قمر (چاند کے شق ہونے کا) ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" ○ (القمر۔۱) یعنے "قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہوگیا"۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ "اہل مکہ (کفار) نے نبی کریمؐ سے معجزہ طلب کیا جس پر دو مرتبہ چاند شق ہوگیا" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے تو رسولؐ اللہ نے فرمایا "یاد رکھو اور گواہ رہو"۔ امام احمد بن حنبلؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ چاند کا ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور دوسرا دوسرے پہاڑ پر گرا اسے دیکھ کر بھی جن کی قسمت میں ایمان نہ تھا کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے مگر بعض لوگوں نے کہا اگر یہ مان لیا جائے کہ ہم پر جادو کر دیا ہے تو تمام دنیا کے لوگوں پر تو جادو نہیں کیا جاسکتا۔ یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے" صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ "شق القمر کا واقعہ رسول اللہؐ کے عہد مبارک میں ہجرت سے پانچ سال پہلے پیش آیا اور شق کے سلسلے کی صحیح احادیث بکثرت موجود ہیں۔ شبلی نعمانی لکھتے ہیں "ہدایت کی نشانیوں میں کفار مکہ کے لئے سب سے آخری اور فیصلہ کن نشانی شق قمر تھا۔ احادیث میں ہے کہ کفار مکہ آپؐ سے معجزے کے طالب تھے تو آپؐ نے شق قمر کا معجزہ دکھلایا۔ چاند دو ٹکڑے ہو کر نظر آیا۔ مستدرک میں اس کے راوی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہیں۔ (سیرت النبی۔ جلد سوم)۔

شرح مواقف میں اس واقعے کی خبر کو متواتر کہا گیا ہے اور خصائص کا کہنا ہے کہ "یہ واقعہ تواتر سے نقل ہوا اور کسی صحابی نے انکار نہیں کیا"۔ مگر کیا کیا جائے کہ جن لوگوں کو حضور اقدسؐ سے بغض و عناد ہے جیسے ابو الاعلیٰ مودودی۔ انھوں نے اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے "احادیث کی رو سے واعظین کے اس بیان کی کوئی حقیقت نہیں ہے کہ یہ واقعہ حضورؐ کے اشارے سے رونما ہوا تھا یا کفار مکہ نے معجزے کا مطالبہ کیا تھا اور اس پر یہ معجزہ دکھایا گیا"۔ (ترجمہ قرآن مجید مع مختصر حواشی) ان جملوں کو سامنے رکھ کر انور شاہ کشمیری محدث کے ان جملوں کو پڑھئے "آج اجرام سماویہ میں چرنا، پھٹنا، ٹوٹنا، گرنا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا سب کچھ ثابت ہوچکا ہے اس لئے اب اس معجزے کا انکار کیسے صحیح ہوگا؟ (فیض الباری شرح بخاری) مفسر قرآن

ابن کثیرؒ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "حضرت عبد اللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں "پہاڑ چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دکھائی دیتا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ! تم گواہ رہنا"۔ لیکن مشرکین نے اس زبردست معجزے کو بھی جادو کہہ کر ٹال دیا۔ اب اہل عقل و دانش فیصلہ کر لیں کہ دیگر مفسرین کا شق القمر کو حضور انورؐ کا معجزہ کہنا زیادہ صحیح ہے یا ابو الاعلیٰ کا اپنے قیاس سے معجزہ نہ کہنا صحیح ہے۔

ذیل میں رسول مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ معجزات کا مجملاً بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک درخت آپ کے کہنے پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جھک گیا پھر واپس اپنی جگہ چلا گیا۔ (مسلم شریف) حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہؐ نے ایک صحابی کے پاس دعوت میں چند روٹیوں پر اپنا دست مبارک پھیرا اور ۸۰ صحابہ شکم سیر ہو کر کھائے (بخاری شریف) حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر میں ان کی آنکھوں میں شدید درد تھا جس کے باعث وہ جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ نہیں جا سکتے۔ دو تین دن تک آشوب چشم کی کیفیت قائم رہی اور آپ اسی تکلیف میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ حضورؐ نے اپنا لعاب دہن حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لگایا اور درد کافور ہوا اور حضورؐ نے انہیں علم عطا کیا اور خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی"۔

(بخاری شریف) حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ ہجرت کے موقع پر ام معبد کے گھر قیام کیے اور ان کی بکری کے تھن پر حضورؐ نے ہاتھ پھیرا اور وہ دودھ دینے لگی جس کا دودھ کئی دنوں سے سوکھ گیا تھا (بخاری شریف) حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوے میں پینے کا پانی صرف ایک لوٹے میں تھا اور لشکر میں کئی اصحاب تھے۔ رسول مکیؐ نے اپنی انگلیاں لوٹے میں ڈالیں تو انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے (مسلم شریف) حضرت جابر بن عبد اللہؓ اس حدیث کے بھی راوی ہیں کہ رسول خداؐ

مسجد نبوی میں خطبے کے وقت ایک کھجور کے سوکھے تنے پر سہارا لیتے تھے۔ایک صحابی نے عصا بنا کر حضورؐ کو دیا اور آنحضرتؐ نے کھجور کے تنے کو مسجد میں ایک جگہ رکھ دیا جمعے کے دن جب آپ نئے عصا پر سہارا لئے خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اچانک اونٹنی کے بچے کے رونے کی آواز آئی۔تمام صحابہ حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔آواز کھجور کے سوکھے تنے سے آرہی تھی۔رسول اللہؐ خطبہ چھوڑ کر تنے کے پاس آئے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تب رونے کی آواز بند ہوئی۔حضورؐ نے اس تنے کو مسجد ہی میں ایک گڑھا کھدوا کر دفن کر دیا اور وہاں ایک ستون بنا دیا گیا۔مسجد نبویؐ کے ستونوں میں ایک ستون کا نام "استن حنانہ" ہے جو سوکھے تنے کی یادگار ہے= (بخاری شریف)۔

خاتم المرسلینؐ کے بے شمار معجزات ہیں۔انھیں پڑھ کر تھوڑی سی بھی فہم والا یہی کہے گا کہ حضور اقدسؐ کے اور دیگر انبیائے کرام کے معجزات جادوگروں کے شعبدوں سے بہت زیادہ بڑھ کر ہیں۔کہاں انبیاء اللہ کے منتخب اور برگزیدہ بندے؟ اور کہاں ناپاک اور دھوکے باز جادوگر؟۔"منصب امامت" کے مصنف جیسا ہی کوئی بے وقوف جادوگروں کے شعبدوں کو انبیاء کے معجزات سے بڑھ کر مان سکتا ہے دوسرا کوئی نہیں مانے گا۔کیونکہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

(۵) قومِ نوحؑ اور عاد و ثمود نے بھی انبیاء کو بشر کہا

عنوان کے ابتداء میں میں نے یہ بتایا تھا کہ بعض انبیائے سابقین کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا تھا مگر کسی ایمان والے نے نہیں کہا۔کچھ مثالیں بیان کی گئیں اور مزید کچھ مثالیں یہ ہیں۔اللہ رب العزت فرماتا ہے "اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ

جَاءَتهم رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ "....الخ ۔ (الانعام ۔۹) مطلب یہ کہ "کیا تمہیں ان لوگوں کی خبریں نہیں پہنچیں جو تمہارے سے پہلے تھے ۔ قوم نوحؑ اور عاد اور وثمود ۔ اور وہ لوگ جو اُن کے بعد آئے ۔ سوائے اللہ کے ان قوموں کو کوئی نہیں جانتا ۔ ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے " ۔ کافروں نے انھیں جھٹلایا اور اپنے ہی جیسا بشر کہہ کر ان کی تضحیک کی ۔ اللہ فرماتا ہے " قَالُوا اِنْ اَنْتُمْ اِلاَّ بَشَرٌ مِّثْلُنَا " .... (ابراہیم ۔ ۱۰) یعنے " (کفار) بولے تم کچھ نہیں ہو مگر ہمارے جیسے بشر ہو " ۔ پھر انھوں نے رسولوں سے یہ بھی کہا کہ " تم ہمیں ان کی بندگی (پوجا) سے روکنا چاہتے ہو جن کی بندگی (پوجا) ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے ۔ تم اگر واقعی رسول ہو تو کوئی دلیل ہمارے سامنے پیش کرو " ۔ اس کے جواب میں رسولوں کا یہی کہنا تھا کہ " قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلاَّ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ .... الخ (ابراہیم ۔ ۱۱) مطلب یہ کہ " ان (کافروں) سے ان کے رسولوں نے کہا ہم تمہارے جیسے بشر ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس پر احسان کرتا ہے " یعنے ہر رسول کا کہنا یہ تھا کہ " بے شک ہم انسان ہی ہیں ۔ فرشتہ یا جن یا کوئی اور مخلوق نہیں ہیں ۔ اللہ نے ہمیں تمہارے جیسا ہی بشر بنایا ہے لیکن اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے انسانوں میں سے ہمارا انتخاب فرمایا اور انسانوں کو ہدایت دینے کے لیے ہمیں رسول بنا کر بھیجا ۔ ہم تمہارے سامنے کیا دلیل پیش کریں ؟ ہمارا رسول بنا کر بھیجا جانا خود کھلی دلیل ہے اور جو ایمان والے ہیں وہ بغیر کسی دلیل کے رسولوں کی بات مان لیتے ہیں " ۔ کفار نے کئی رسولوں کو اذیتیں دیں ، انھیں جادوگر کہا اور ان کے معجزات کا انکار بھی کیا ۔ لیکن اللہ کے رسول اذیتیں برداشت کئے ، کفار کی بھلی بری باتیں بھی سنے اور صبر کرتے رہے ۔ کافروں نے یہاں تک کہہ دیا کہ " یا تو تم ہمارے عقائد کو اختیار کر لو اور ہم جن کو پوجتے ہیں انھیں تم بھی پوجو یا پھر ہمارے شہر سے نکل جاؤ ورنہ ہم تمہیں یہاں سے نکال دیں گے " ۔ اللہ نے کافروں کے جواب

میں رسولوں سے کہا کہ "ہم ان ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور ان کے بعد ہم تمہیں زمین میں آباد کریں گے" ـ چنانچہ کئی اقوام اللہ کے عذاب سے ہلاک کی گئیں =

اوپر کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کا نام لئے بغیر مجموعی طور پر تذکرہ فرمایا ـ ان رسولوں میں حضرت نوحؑ، حضرت ھودؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت لوطؑ سب شامل ہیں ـ مجموعی طور پر مشرکوں اور کافروں نے ان رسولوں کو اپنے ہی جیسا بشر کہہ کر ان کو نبی ماننے سے انکار کیا اور اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے =

(۶) اَنطاکِیہ کے تین رسولوں کو بھی ان کی قوم نے بشر کہا

سورہ یٰسٓ میں اللہ جل جلالہ نے ایک بستی کا قصہ اس طرح بیان فرمایا ہے "اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ" ○ (یٰسٓ ـ ۱۴) یعنے "جب ہم نے ان کی جانب دو رسولوں کو بھیجا تو بستی والوں نے دونوں کو جھٹلا دیا ـ پھر ہم نے تیسرے رسول سے تائید کی ـ تو (تینوں نے کہا) ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں" ـ مفسر قرآن ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ "یہ واقعہ جس بستی کا ہے اس کا نام اَنطاکیہ ہے جہاں ابتداء میں اللہ نے دو انبیاء شمعون اور یوحنا کو بھیجا ـ پھر دونوں کی تائید کے لئے بولص نامی پیغمبر کو بھیجا (ایک روایت میں ان تینوں انبیاء کے نام یہ ہیں ـ صادق، صدوق اور شلوم) ـ تینوں نبیوں کو بستی والوں نے کہا "قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا" --- الخ (یٰسٓ ـ ۱۵) یعنے "وہ بولے تم (تینوں) کچھ نہیں ہو مگر ہمارے جیسے ہی بشر ہو" جس طرح دوسرے انبیاء کو بھی ان کی قوم کے کافروں نے اپنے ہی جیسا بشر کہا اسی طرح انطاکیہ والوں نے بھی تینوں رسولوں کو اپنے جیسا بشر کہہ کر انھیں بستی سے واپس چلے جانے پر مجبور کیا =

اوپر کی تمام مثالوں میں میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ انبیاء کرام کو اپنے جیسا

بشر کہنے والے کافر اور مشرک تھے۔ کسی بھی نبی پر ایمان لانے والوں نے انھیں اپنے جیسا بشر نہیں کہا مگر ان مسلمانوں کی باتوں پر حیرت ہوتی ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود حضورؐ کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں۔ ان دلیلوں کو سامنے رکھ کر وہ کم عقل غور کریں جو تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کو اپنے جیسا بشر کہتے ہوئے علی الاعلان نبی کے مقام کو گھٹاتے اور گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں انھیں اپنے اس فعل شنیع سے توبہ کرنی چاہیئے۔

(د) انبیاء سے گستاخی کرنے والے کافر تھے ایمان والے نہ تھے

اللہ جل مجدہ نے مختلف اوقات میں مختلف انبیاء کرام کو مختلف قوموں کی ہدایت کے لئے رسول بنا کر بھیجا مگر قوم کے سرداروں نے ان کا مذاق اڑایا۔ ان کی تضحیک کی، ان سے گستاخیاں کیں۔ انھیں ساحر کہا، انھیں مجنوں کہا، انھیں بستی چھوڑ کر چلے جانے کہا اور نہ جانے کی صورت میں انھیں پتھر مار کر ہلاک کرنے کی دھمکی دی اور بعض بدبخت کافروں نے بعض انبیاء کو شہید بھی کیا۔ لیکن کسی بھی پیغمبر پر ایمان لانے والوں نے ان سے گستاخی نہیں کی اور نہ کسی برے لفظ سے انھیں خطاب کیا۔

ذیل میں مختلف آیتوں کی تشریح میں ان باتوں کا ثبوت موجود ہے۔

(۱) انبیاء کو ان کی قوم نے جادوگر کہا

مختلف انبیاء کی قومیں انھیں جادوگر یا "جادو کیا ہوا" کہتے تھے۔ یہ ان لوگوں کی کھلی گستاخی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دو عجیب معجزے عطا کئے تھے جن کا تذکرہ اللہ اس طرح فرماتا ہے کہ "ہم نے موسیٰؑ کو فرعون کے پاس جا کر ہدایت کرنے کو کہا۔ اور اللہ کے حکم کی تعمیل میں موسیٰؑ فرعون کے دربار میں پہنچے

اور کہا اے فرعون! میں کائنات کے مالک کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں میں اللہ کا نام لے کر حق کے سوا کوئی بات نہ کہوں گا۔ میں تمہارے پاس کھلی دلیلیں لے کر آیا ہوں۔ اس لئے بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے" فرعون بولا "اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو اور کوئی نشانی لائے ہو تو بتاؤ"۔ حضرت موسیٰؑ نے دو معجزات فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش کئے۔ اللہ فرماتا ہے۔ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۝ (الاعراف ۱۰۷ و ۱۰۸) یعنے "پس موسیٰؑ نے اپنا عصا (زمین پر) ڈال دیا اور وہ ایک زندہ اژدہا بن گیا۔ اور (موسیٰؑ نے) اپنا ہاتھ (گریبان میں ڈال کر) نکالا۔ پس وہ (ہاتھ) دیکھنے والوں کے لئے چمک رہا تھا" یہ دو معجزات تھے جنھیں عصائے موسیٰؑ اور ید بیضاء کا نام دیا گیا مگر کفار ان معجزات کو جادو سمجھے اور کہنے لگے "قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝ (الاعراف ۔ ۱۰۹) یعنے "فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا بے شک یہ (موسیٰؑ) ماہر جادو گر ہے"۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا" ۝ (بنی اسرائیل ۔ ۱۰۱) مطلب یہ کہ "تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو نو کھلی نشانیاں دیں۔ پس بنی اسرائیل سے پوچھو جب (حضرت موسیٰؑ) ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا اے موسیٰ! بے شک تمہارے متعلق میرا یہ گمان ہے کہ تم ایسے آدمی ہو جس پر جادو کیا گیا ہے"۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو سحر زدہ کہا اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے حضرت موسیٰؑ کے علاوہ حضرت ہارونؑ کو بھی جادو گر کہا "قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ ...الخ ۝ (طٰہٰ ۔ ۶۳) یعنے لوگوں نے کہا یہ دونوں جادو گر ہیں"۔ ایسا کہنے والے سب کے سب کافر تھے ان میں کوئی ایمان والا نہ تھا۔

حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

حضرت صالحؑ نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "کیا تم لوگ ڈرتے نہیں ۔ میں تمہارے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں ۔ پس تم سب اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ۔ میں اس کام کے لئے تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا ۔ میرا اجر تو عالمین کے پروردگار کے پاس ہے ۔ تم پہاڑوں کو تراش کر عمارتیں بناتے ہو اور فخر کرتے ہو ۔ تم سب مجھے رسول مانو میرے مطیع ہو جاؤ اور ان لوگوں کی اطاعت مت کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور کوئی اصلاحی کام نہیں کرتے " ۔ حضرت صالحؑ کی پاکیزہ باتیں سن کر کافروں نے کہا " قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ○ (الشعراء ۔ ۱۵۳) یعنے " وہ بولے بے شک تم ان لوگوں میں ہو جن پر جادو کیا گیا ہے " ۔ اپنے رسول کو ساحر یا سحر زدہ کہنے والے کفار تھے ۔ کسی ایمان والے نے ہرگز نہیں کہا ۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ جل جلالہ نے اہل مدین کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا جنھیں اصحابُ الایکۃ بھی کہتے ہیں ۔ حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے وہی الفاظ ادا کئے جو حضرت صالحؑ نے اپنی قوم (ثمود) سے کہا تھا ۔ حضرت شعیبؑ بولے "کیا تم لوگ ڈرتے نہیں ۔ میں تمہارے واسطے ایک امانت دار رسول ہوں ۔ اس لئے تم سب اللہ کا خوف کرو اور میرے مطیع ہو جاؤ ۔ میں اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا ۔ میرا اجر تو تمام دنیاؤں کے رب کے پاس ہے ۔ تم لوگ ناپ تول میں کمی نہ کرو ۔ کسی کا نقصان مت کرو ۔ صحیح ترازو سے تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو ۔ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اور اس ذات کا خوف کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تمہارے سے پہلے کے لوگوں کو بھی " ۔ یہ سن کر قوم نے انھیں بھی وہی کہا جو ثمود نے حضرت صالحؑ کو کہا تھا " قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ○ (الشعراء ۔ ۱۸۵) یعنے " ان لوگوں نے کہا بے شک تم سحر زدہ لوگوں میں سے ہو " ۔ اپنے نبی کو جادوگر یا جادو کئے ہوئے لوگوں میں سے کہنے والے تمام کافر ہی تھے ۔ کہنے والوں میں ایمان والا کوئی نہیں تھا ۔

تاجدارِ حرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مثل انبیائے سابقہ کے کفار نے ساحر کہا تھا اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے "الٓرٰ۔ یہ آیات اس کتاب کی ہیں جو حکمت والی ہے۔ کیا لوگوں کے لئے یہ بات تعجب کی ہوگی کہ ہم نے خود ان ہی لوگوں میں سے ایک شخص (حضور اکرمؐ) پر وحی بھیجی کہ لوگوں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائے اور ایمان والوں کو یہ خوش خبری سنائے کہ ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس عزت اور سربلندی ہے تو منکروں نے کہا ... قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ" ○ (یونس ۔ ۲) یعنے "کافروں نے کہا بے شک یہ کھلا جادوگر ہے"۔ اللہ نے کافروں کو ظالمین میں شمار کیا اور فرمایا "اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا" ○ (بنی اسرائیل ۔ ۴۷) مطلب یہ کہ "جب وہ ظالم لوگ کہتے ہیں (ایمان والوں کو) کہ تم لوگ جس کی اتباع کر رہے ہو یہ تو ایسا شخص ہے جس پر جادو کیا گیا ہے"۔ تقریباً یہی الفاظ سورہء فرقان میں بھی ہیں کہ "وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا" ○ (الفرقان ۔ ۸) یعنے "اور ظالموں نے کہا کہ تم جس کی اتباع کرتے ہو وہ شخص سحرزدہ ہے"۔ اللہ کے رسول کو جادوگر یا جادوزدہ کہنا کتنی بڑی گستاخی ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ظالم کہا جو رسول کو اس طرح کہتے تھے۔ مکے کے کفار حضور انورؐ کو جادوگر کہہ کر گستاخی کرتے تھے مگر کسی صحابی نے آپ کی شانِ اطہر میں ایسے گستاخانہ الفاظ نہیں کہے۔

(۲) رسولوں کو قوم کے لوگوں نے مجنون کہا

کفار اور مشرکین جہاں رسولوں کو ساحر کہتے تھے وہیں مجنون بھی کہا کرتے تھے۔ جب اللہ کے رسول انھیں ہدایت کرتے، صِرَاطِ مُّسْتَقِيْم کی طرف بلاتے، بت پرستی چھوڑنے کہتے اور خدا پرستی کا حکم دیتے تو بدبخت ایسا کہنے والے رسولوں کو مجنون کہتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے رب تعالیٰ فرماتا ہے:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ " ○
(القمر-۹) اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ "اس سے قبل نوحؑ کی قوم انھیں جھٹلا چکی ہے۔ انھوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور بولے دیوانہ ہے اور انھیں جھڑکیاں دیں"۔ جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو سیدھا راستہ بتاتے کئی صدیاں گزار دئے اور قوم انھیں کاذب اور مجنون کہنے کے علاوہ ان سے جھڑک کر بات کرنے لگی تو حضرت نوحؑ کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا اور انھوں نے اپنے رب کو پکارا اور کہا "یا اللہ! میں مغلوب ہوگیا ہوں تو میری مدد فرما"۔ اللہ نے گستاخی کرنے والوں پر عذاب نازل کیا اور انھیں طوفان سے ہلاک کیا۔ مجنون کہنے والے کفار سب ہلاک ہوگئے۔ مجنون کہنے والا کوئی ایمان والا نہیں تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کے دربار کے امراء نے ساحر کے علاوہ مجنون بھی کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ○ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ" ○ (الذّٰریات-۳۸ و ۳۹) یعنے "اور موسیٰؑ کے (قصے) میں ہے جب ہم نے انھیں کھلی نشانی دے کر فرعون کی طرف بھیجا تو وہ اپنے ارکان (سلطنت) کے ساتھ پھر گیا اور بولا یہ ساحر ہے یا مجنون ہے" دوسری جگہ ہے "قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ○ (الشعراء-۲۷) یعنے "(اپنے درباریوں سے فرعون نے) کہا "بے شک تمہارے یہ رسول جو تم لوگوں کے طرف بھیجے گئے ہیں دیوانے ہیں"۔ موسیٰؑ جیسے صاحب کتاب اور جلیل القدر پیغمبر کی شان میں گستاخی کر کے انھیں جادوگر اور دیوانہ کہنے والوں کو اللہ نے معاف نہیں کیا بلکہ عبرتناک سزا دی۔ فرعون دشمن خدا کو اپنی طاقت اور اپنے لشکر اور سرداران قوم پر بہت گھمنڈ تھا اس لئے وہ حضرت موسیٰؑ کی بات نہ مانا بلکہ آپ کو جادوگر اور مجنون کہہ کر روحانی تکلیف پہنچائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس گستاخی کے بدلے میں فرعون جیسے کافر و متکبر کو اس کے لشکر سمیت دریا میں غرق

کر کے اس کی لاش کو کنارے پھینک دیا تاکہ قیامت تک آنے والوں کو عبرت ہو کہ اپنے نبی کے ساتھ بے ادبی کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟۔ حضرت موسیٰؑ کو مجنون کہنے والا کوئی ایمان والا نہیں تھا۔

آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کفار مکہ مجنون کہتے تھے۔ کافر نبوت سے قبل حضورؐ کے اخلاق کے گن گاتے تھے اور آپ کے اسم مبارک کے بجائے آپ کو امین اور صادق کہہ کر پکارتے تھے۔ بقول شاعر؎

امانت اور صداقت کے معترف دشمن۔ پکارتے امیں، صادق بجائے اسم عَلَم

(ہادیؐ) مگر نبوت کے بعد کافروں نے ان ہی القاب سے نوازنا شروع کیا جن القاب سے انبیائے سابقہ کی امتیں نوازتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ "○ (الحجر۔۶) اور (کفار) کہتے اے وہ شخص جس پر ذکر (قرآن) نازل کیا گیا ہے بے شک تم مجنون ہو"۔ دوسری آیت میں ہے "ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ "○ (الدخان۔۱۴) مطلب یہ کہ پھر (کفار) اس سے سرتابی کئے اور بولے ان کو (حضورؐ کو) کسی نے سکھایا ہے مجنون ہے"۔ ایسا کہنے والے کافروں اور بے دینوں کے جواب میں اللہ بزرگ و برتر نے اپنے رسول کے متعلق فرمایا "نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ○ مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ "○ (القلم۔۱و۲) یعنے نٓ قسم ہے قلم اور ان (فرشتوں کی قسم) جو لکھ رہے ہیں۔ (اے نبی!) آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں"۔ اور اسی سورت کے آخر میں اللہ نے فرمایا ... وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ○ (القلم۔۵۱) یعنے" اور (کفار) کہتے ہیں کہ بے شک وہ (حضور اکرمؐ) مجنون ہیں"۔ ابتدائی دو آیات میں اللہ جل جلالہ نے قلم کی اور قلم سے لکھنے والے فرشتوں کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا کہ منکرین نبوت حضورؐ کو اس لئے مجنون کہتے تھے کہ آپ انھیں بت پرستی سے منع فرماتے اور خدا پرستی کی تعلیم دیتے تھے۔ حالانکہ یہ بات کسی دیوانے کی نہیں ہو سکتی بلکہ فرزانے کی ہو سکتی ہے۔

اللہ نے کفار کی باتوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا وَمَا صَاحِبُکُم بِمَجْنُونٍ ۝ (التکویر۔
۲۲) یعنے "(اے مکے میں رہنے والو!) تمہارے ساتھی (حضورؐ) مجنون نہیں ہیں بلکہ اللہ
فضل و کرم سے آپ فرزانے ہیں"۔ گویا آپ کو دیوانہ کہنے والے ہی دیوانے ہیں جو
حق کی بات سنتے ہیں، نہ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑتے ہیں، نہ آپ پر ایمان لاتے ہ
اور نہ صراطِ مستقیم اختیار کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے ہی لوگ دیوانے ہیں
حق کو چھوڑ کر باطل میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اللہ نے مشرکوں کی بات کو نہ صرف
فرمایا بلکہ رسول خداؐ کے تعلق سے فرمایا کہ اے نبی! اسلام کی تبلیغ کے کام میں آپ
جو محنت اور مشقت ہے اور اس کی وجہ سے کافروں کی دل شکنی کی باتیں ہیں اور ا
باتوں کو سن کر آپ صبر کرتے ہیں۔ تو اس کے بدلے میں ہمارے پاس آپ کے
ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں (القلم۔۳)۔ اور ان بے ایمانوں کے لئے
معمولی سے اجر کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ حضورؐ کے لئے اجر بے پایاں کے علاوہ ا
نے آپ کے اخلاق کی بھی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانے
ہیں۔ آپؐ کے اخلاق عظیم ہیں (القلم۔۴)۔ اور ان کافروں کے اخلاق اچھے ہونا تو
ان کی بداخلاقی ہی مشہور ہے۔

آنحضورؐ کو مجنون کہنے والے کفار تھے جن میں ولید بن مغیرہ پیش پیش رہتا تھ
اور اکثر مرتبہ حضورؐ کو مجنون کہہ کر پکارتا تھا۔ حضورؐ ہر مرتبہ خاموش رہتے مگر اللہ ن
اپنے رسول کی توہین کے جواب میں اور ایک برے لقب کے بدلے ولید کی دس بری
صفتوں کو بیان فرمایا کہ ولید جھوٹی قسم کھانے والا، اہانت کرنے والا، طعن کرنے
والا، بے عزت، چغلی کرنے والا، نیکیوں سے روکنے والا، حد سے آگے نکلا ہوا، گنہگار،
سخت مزاج والا ہے اور ان سب کے علاوہ اس کی نسل میں فرق ہے۔ رسول اللہؐ کو
ایک برے لقب سے پکارا تو اللہ نے اس کی دس بری صفات گنا دئے اور آخر میں اس
کی نسل کے فرق کو بھی ظاہر کر دیا۔ ولید کو جب ان آیتوں کے نزول کی اطلاع پہنچی تو

اس نے غور کیا۔ ابتدائی نو[9] بُری صفتیں مجھ میں موجود ہیں مگر نسل کے فرق کی بات سمجھ میں نہ آئی۔ وہ تلوار لے کر اپنی ماں کے پاس پہنچا اور کہنے لگا "بتا میرا باپ کون ہے ؟" اس کی ماں بولی "تیرا باپ مغیرہ ہے"۔ کہا نہیں۔ ابھی میری بری صفتوں کا تذکرہ قرآن میں آیا ہے۔ نو بری صفات مجھ میں ہیں اور دسویں صفت یعنے نسل میں فرق کی بات تیرے علاوہ کوئی نہیں بتا سکتا"۔ ماں بار بار کہتی رہی "مغیرہ تیرا باپ ہے" مگر ولید نہ مانا اور ماں سے کہنے لگا "اگر تو میرے اصلی باپ کے تعلق سے نہ بتائے گی تو تلوار سے گردن اڑا دوں گا"۔ ماں بولی "ایک مرتبہ ایک چرواہے کو میں بلالی تھی۔ تو چرواہے کا بیٹا ہے"=

ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے ولید کے علاوہ اخنس بن شریق ثقفی اور اسود بن عبد یغوث زہری کے نام بھی لکھے ہیں۔ غرض حضورؐ کو مجنون کہنے والے کافر اور بے ایمان تھے۔ کسی ایمان والے نے (نعوذ باللہ) آپؐ کو مجنون نہیں کہا=

اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ "

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○ "

(الذّٰریٰت ـ ۵۲) مطلب یہ کہ "اس طرح جو (کفار و مشرکین) ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس کوئی رسول ایسا نہیں آیا جس کو ان (کافروں نے) جادوگر یا دیوانہ نہ کہا ہو" یعنے بے ایمانوں، کافروں اور مشرکوں کی یہی عادت رہی ہے کہ اپنے اپنے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، انھیں ساحر کہتے ہیں، انھیں دیوانہ کہتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں۔ مگر کسی ایمان والے نے اپنے رسول کی شان میں بے ادبی نہیں کی=

(۳) پیغمبروں کو ان کی قوم کاذب کہتی تھی

رسولوں کے ساتھ کافروں کی گستاخیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ اپنے رسول کو جھٹلاتے تھے اور آیتوں کا انکار کرتے تھے اور رسول کو کاذب کہتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کفار نے جھوٹا کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ
اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ○ و ۲۴) اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُ
فَقَالُوْا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ○ (المومن ۔ ۲۳ و ۲۴) یعنے اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو
نشانیوں اور کھلی دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیجا۔ ت
لوگوں نے (حضرت موسیٰ کو) جادوگر کہا"۔ فرعون بادشاہ تھا، ہامان اس کا وزیر تھ
قارون حضرت موسیٰ کا چچازاد بھائی تھا۔ یہ تینوں کافر تھے۔ انھوں نے حضرت مو
کہنا نہ مانا، ان کے معجزات کو جادو سے تعبیر کیا اور انھیں جھوٹا کہا۔ کذاب ک
مبالغے کا ہے۔ کاذِب کے معنے جھوٹا اور کذّاب کے معنے بہت زیادہ جھوٹا (ل
القرآن ۔ جلد پنجم) گویا اپنے پیغمبر کو اور صاحب کتاب نبی کو کافروں نے بہت ز
جھوٹ بولنے والا کہا۔ دوسری آیت میں اللہ فرماتا ہے" وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰهَامٰنُ
لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ○ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓی اِلٰهِ مُوْسٰ
اَنِّیْ لَاَظُنُّهٗ کَاذِبًا... " الخ (المومن ۔ ۳۶ و ۳۷) یعنے "اور فرعون نے کہا اے ہا
میرے لئے ایک بلند عمارت بنادے تاکہ میں راستوں تک پہنچ سکوں ۔ آسمانو ں
راستوں تک ۔ اور موسیٰ کے خدا کو دیکھوں ۔ اور بے شک مجھے گمان ہے کہ یہ
ہے"۔ فرعون نے اپنی سرکشی اور تکبر میں حضرت موسیٰ کو کاذب کہا۔ فرعون
ہامان کافر و مشرک تھے۔ دونوں نے حضرت موسیٰ کے ساتھ بے ادبی کی۔ کسی ا
والے کی یہ جرات نہیں ہوتی کہ وہ اپنے نبی کی شان میں بے ادبی کرے یا ان کو
برے لقب سے پکارے۔

قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کو گستاخی سے جھوٹا بھی کہا
شیخی باز بھی کہا۔ اللہ فرماتا ہے" ءَاُلْقِیَ الذِّکْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ هُوَ کَذَّابٌ اَ
○ سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْکَذَّابُ الْاَشِرُ " ○ (القمر ۔ ۲۵ و ۲۶) یعنے کفار نے کہ
"کیا ہم سب میں اسی پر (صالحؑ پر) وحی نازل کی گئی ۔ بلکہ یہ بہت بڑا جھوٹا اور اتر

والا ہے۔(ہم نے صالحؑ سے کہا) عنقریب کل ہی انھیں معلوم ہوجائے گا کہ کون بہت بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے"۔قوم ثمود کو اس بات پر تعجب تھا کہ ہماری قوم میں سے ایک شخص رسول کیسے بن گیا؟ اور ہم اس رسول کی اتباع کیسے کریں؟ پھر اس سے آگے بڑھ کر گستاخانہ انداز میں حضرت صالحؑ کو کھلے الفاظ میں بڑا جھوٹا اور شیخی کرنے والا کہا۔یعنے حضرت صالحؑ کا نبوت کا دعویٰ ان کافروں کے لئے جھوٹ تھا اور وہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ صالحؑ شیخی کی وجہ سے اپنے آپ کو رسول کہہ رہے ہیں۔ان کافروں کے جواب میں اللہ جل جلالہ نے فرمایا"اے صالحؑ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ اب تم لوگ جو چاہے کہہ لو مگر کل قیامت کے دن معلوم ہوجائے کہ جھوٹا اور اترانے والا کون ہے؟ اور کس کو اس بے ادبی کی سزا دی جائے گی؟۔جو لوگ اونٹنی کا معجزہ دیکھ کر حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے ان میں کسی نے حضرت صالحؑ کے ساتھ گستاخی نہیں کی۔اس سے ظاہر ہوا کہ ایمان والے نبی کے ساتھ کسی قسم کی گستاخی نہیں کرتے۔اور جو بے ایمان ہیں، کافر ہیں یا مشرک ہیں وہی ایسا کرتے ہیں

صاحب المعراج حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مشرکین مکہ نے جھوٹا کہا تھا۔اللہ فرماتا ہے"وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ"○(ص۔۴) مطلب یہ کہ"اور ان لوگوں کو تعجب اس بات پر ہوا کہ ایک ڈرانے والا ان ہی میں سے آیا۔اور کافروں نے کہا یہ جادوگر اور کذّاب ہے"۔کافروں کے حیرت کی کوئی وجہ نہیں تھی جبکہ اللہ نے اسی قوم میں سے حضورؐ کو منتخب کرکے بھیجا۔وہی کافر جو نبوت سے پہلے حضورؐ کے گن گاتے تھے اور آپ کے اسم مبارک کے بجائے صادق کہہ کر پکارتے تھے نبوت کے بعد شرارتاً حضورؐ کو کاذب کہنے لگے۔کافروں کی اس بے ادبی کی مخاطبت سے حضور اقدسؐ کبھی دل برداشتہ ہوجاتے تھے تو اللہ نے یہ کہہ کر آپؐ کو اطمینان دلایا کہ"فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ " ○ (آل عمران ۱۸۴) یعنے "پس (اے نبی!) اگر یہ (کفار) آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں ہے) پس تحقیق آپ سے پہلے کئی رسولوں کو جھٹلا چکے ہیں جو کھلی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لائے تھے"۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس طرح کہنے پر رسول اللہ کی ڈھارس بندھاتے ہوئے فرمایا۔ "وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰىٓ اَتٰهُمْ نَصْرُنَا "... الخ (الانعام ۔ ۳۴) یعنے "اور تحقیق آپ سے پہلے کئی رسول جھٹلائے جا چکے ہیں مگر اس طرح جھٹلانے پر اور تکالیف دینے پر جو انھیں پہنچائی گئیں ان رسولوں نے صبر کیا یہاں تک کہ انھیں ہماری مدد پہنچی"۔ سورۂ فاطر کی چوتھی آیت بھی اسی مفہوم میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کی شرارت اور حضور کو کاذب کہنے کا تذکرہ کرتے ہوئے اور حضور کو تسلی دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا "قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ " ○ (الانعام ۔ ۳۳) یعنے "(اے نبی!) تحقیق ہم جانتے ہیں کہ ان باتوں سے آپ کو رنج ہوتا ہے جو باتیں لوگ کہتے ہیں۔ پس بے شک وہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن یہ ظلم کرنے والے (کفار) اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرمادیا کہ یہ کفار دراصل آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ کیونکہ حضور اقدس کی راستی اور راست بازی پر کافر و مشرک بھروسہ کرتے تھے۔ اور یہ جانتے تھے کہ دنیاوی کسی معاملے میں آنحضرت جھوٹ بولنے کے مرتکب نہیں ہوئے کافروں نے آپ کو جھٹلایا یعنے فی الحقیقت اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ حضرت علی مرتضیٰ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کے دوران کہا "ہم آپ کو کاذب نہیں کہتے بلکہ آپ جو کچھ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اس کو جھوٹ قرار دیتے ہیں"۔ بہرحال مکے کے کفار اور مشرکین ہی اس گستاخی کے

مرتکب ہوئے تھے۔ کوئی ایمان والا نعوذ باللہ نہ حضور انور کی تکذیب کیا اور نہ آپ کو کاذب کہا۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارِ مکہ نے کاہن کہا

کافروں کی رسول کے ساتھ بے ادبی میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ حضور اکرمؐ کو کاہن کہتے تھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَذَكِّرْ فَمَا اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ○" (الطور ـ ۲۹) مطلب یہ کہ "اس لئے (اے نبیؐ!) آپ نصیحت کرتے رہیں۔ آپ اپنے پروردگار کے فضل سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں"۔ اس آیت میں کافروں نے مجنون کے علاوہ کاہن کا لفظ حضورؐ کے لئے استعمال کیا۔ امام راغب اصفہانی اپنی لغت میں لکھتے ہیں کہ "کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے دل سے گزری ہوئی باتیں بتاتا ہو۔ اور جو آنے والی باتیں بتاتا ہو اس کو عَرّاف کہتے ہیں"۔ (مفردات القرآن) مجمع البحار میں ہے کہ "کاہن وہ شخص ہے جو معرفتِ اسرار کا مدعی ہو اور آنے والی باتوں کی اطلاع دیتا ہو۔ عرب میں سطیح اور کشف وغیرہ کاہن تھے جن کا دعویٰ تھا کہ ہمارے تابع کچھ جن ہیں جو ہم کو غیب کی باتیں بتاتے ہیں۔ (مجمع البحار) ایک حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا "مَنْ اَتٰى عَرَّافًا اَوْ كَاهِنًا مُصَدِّقَةً بِمَا قَالَ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى اَبِى الْقَاسِمِ" (مسلم شریف) مطلب یہ کہ جو کسی عراف یا کاہن کے پاس جاتا ہے اور اس کی باتوں کو سچ جانتا ہے وہ اس (قرآن) کا منکر ہے جو ابوالقاسم (حضور اکرمؐ کی کنیت) پر نازل کیا گیا۔

کفارِ مکہ کی اس بات کو بھی اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا جو حضورؐ کو کاہن کہتے تھے اور اللہ کے مقدس کلام کو بھی کاہن کا کلام کہتے تھے۔ اللہ نے فرمایا "وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○" (الحاقہ ـ ۴۲ و ۴۳) یعنی "اور (یہ قرآن) کسی کاہن کا کلام نہیں ہے۔ تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو۔ یہ تو عالمین کے

ہوڑ دیں؟ اور ایک اللہ کی عبادت کریں؟ ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ یہ کافروں
ناف طور پر ہٹ دھرمی تھی کہ وہ رسول اکرمؐ کی باتوں کو ماننے کی بجائے الٹا آپ
گستاخی کرنے لگے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار کی تکذیب کی اور فرمایا "بَلْ جَآءَ
حَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ "○ (الصّٰفّٰت۔۳۷) مطلب یہ کہ "(یہ رسول) بلکہ
حق (اسلام) کے ساتھ آئے اور دوسرے رسولوں کی تصدیق بھی کرتے ہیں"۔
رسول بھی سچے ہیں سچا دین لے کر آئے ہیں، ان کی شریعت بھی سچی ہے، ان پر جو
نازل ہو رہا ہے وہ بھی برحق ہے اور یہ انبیائے سابقہ کی تصدیق بھی فرماتے ہیں
اللہ تعالیٰ نے کافروں کی طرف سے رسول اللہؐ کو شاعر کہنے پر ان کی تردید کرتے
ئے فرمایا "اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ
(الحاقہ۔۴۰ و ۴۱) یعنے بے شک وہ ایک کرم کرنے والے رسول کا قول ہے۔ اور
شاعر کا قول نہیں ہے۔ تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو" مفسر قرآن
والدین اسمعیل المعروف ابن کثیرؒ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ نے آیت
قرآن حکیم کو رسول کریمؐ کا قول فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اللہ کا
م اور وحی ہے جس کو اس نے اپنے بندے اور برگزیدہ رسول پر نازل کیا آیت میں
ول کریم سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی کی اضافت حضورؐ کی
رف س لئے کی گئی کہ بندوں تک اس کلام کو پہنچانے والے آپؐ ہی ہیں اس لئے لفظ
سول لایا گیا کیونکہ رسول تو پیغام اپنے بھیجنے والے کا ہی پہنچاتے ہیں حالانکہ زبان
سول کی ہوتی ہے لیکن کہا ہوا بھیجنے والے (اللہ) کا ہوتا ہے۔ اور یہ کلام کسی شاعر کا
ہیں ہے۔ اس کلام کو کفار سمجھنے کے باوجود ایمان اس لئے نہیں لانا چاہتے تھے کہ ان
یں نصیحت حاصل کرنے کی کمی تھی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام اور رسول اللہ کی پاک
بان سننے والے کے دل پر راست اثر کرتی تھی۔ اگر لوگ زبان مبارک سے نہ بھی
نتے اور صرف پڑھ لیتے تو ایمان لا لیتے تھے۔ جب سورہ کوثر کا نزول ہوا تو رسول اکرمؐ

پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے۔" اور اس کلام میں کوئی شک نہیں ہے۔ جب رسول اللہؐ انبیائے سابقہ اور ان کی امتوں کے واقعات بیان کرتے اور ان کی اقوام کا تذکرہ کرتے اور اپنے اپنے رسول کی بات نہ ماننے پر ان پر اللہ کا جو عذاب نازل ہوا تھا وہ بیان کرتے تو یہ تمام باتیں سن کر مشرکین مکہ حضورؐ کو کاہن کہتے تھے۔ ایسا کہنے والے تمام بے ایمان اور کافر تھے۔ یہی باتیں جب کوئی ایمان والا سنتا تو صدق دل سے یقین کر لیتا اور کہتا بے شک یہ اللہ کا کلام ہے اسی نے ہمارے رسولؐ پر نازل فرمایا ہے اور اس کلام کے باعث ہمارے نبیؐ سابقہ اقوام کی باتیں ہمیں سناتے ہیں =

(۵) حضور اکرمؐ کو مشرکینِ مکہ شاعر کہتے تھے

جب اللہ کے رسول اللہ کا کلام صحابہ کرام کو سناتے تو ابو جہل، ابولہب ولید بن مغیرہ اور امیہ جیسے کافر بھی کلام کو سنتے تھے اور ہر آیت کو مسجع و مقفع سمجھ کر کہتے تھے کہ یہ تو کسی شاعر کی شاعری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ " ○ (الطور۔ ۳۰) یعنے "یا یہ لوگ (کفار) کہتے کہ یہ شاعر ہے، جس کے متعلق ہم شک و شبہ میں ہیں۔ دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے " وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ " ○ (الصّٰفّٰت۔ ۳۶) مطلب یہ کہ " اور وہ لوگ (کافر) کہتے کہ ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر مجنون کی خاطر چھوڑ دیں "۔ تیسری جگہ اللہ نے کفار کا یہ قول بیان فرمایا " بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ " ۔۔ الخ (الانبیاء۔ ۵) یعنے بلکہ وہ کہتے ہیں یہ پراگندہ خواب ہیں بلکہ یہ ان کی (حضورؐ کی) گھڑی ہوئی باتیں ہیں بلکہ وہ شاعر ہے "۔ کافروں نے کلمہ، توحید اور کلمہ شہادت سنا جس میں شرک کا رد اور خدائے واحد کی عبادت کا ذکر ہے تو اس کے جواب میں حضور انورؐ کے لئے بے ادبی کے الفاظ کہنے لگے اور کفار آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ کیا ہم ایک شاعر اور مجنون کے کہنے سے اپنے بتوں کی پرستش

نے صحابہ کو حکم دیا کہ "اس سورت کو لکھ کر کعبے کی دیوار پر وہاں لٹکا دو جہاں شعراء کے کلام لکھ کر لٹکائے جاتے ہیں"۔ صحابہ نے حکم کی تعمیل کی۔ جو لوگ کعبے کے طواف کو آتے سورہ کوثر بھی پڑھتے تھے۔ مکہ مکرمہ کا مشہور شاعر لبید بن ربیعہ عامری بھی طواف کے لئے آیا اور کعبے کی دیوار کے پاس ٹھہر کر سورہ کوثر پڑھنے لگا۔ بہت دیر تک وہ ایک ایک لفظ پر غور کرتا رہا۔ تنقیدی نگاہ سے جانچا۔ فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے پرکھا۔ معانی و مطالب پر غور کیا اور اس کے نیچے یہ جملہ لکھ دیا "مَا هٰذَا كَلَامُ الْبَشَرِ" (یہ انسان کا کلام نہیں ہے)۔ اس کے بعد لبید نے حضور اقدس کی خدمت میں آکر اسلام قبول کیا۔ لَبید دورِ جاہلیت کے مشہور شاعر تھے جنہیں مَلِکُ الشعراء کا خطاب دیا گیا تھا اور ان کے اشعار کو ریشمی کپڑے پر سونے کے پانی سے لکھ کر کعبۃ اللہ کی دیوار پر لٹکا دیا گیا تھا تاکہ دور دور سے طواف اور حج کرنے والے ان اشعار کو پڑھ کر شاعر کی تعریف کریں۔ ایسا مشہور شاعر جب سورہ کوثر کو پڑھا تو باوجود ہر آیت مُقفّیٰ ہونے کے اس نے اشعار بھی نہیں کہا اور نہ کسی انسان کا کلام کہا بلکہ معجز نما کلام پر فوراً ایمان لایا۔ اس کے برعکس کفارِ مکہ شرارت سے اللہ کے کلام کو شاعری کہتے اور آنحضورؐ کو شاعر کہتے تھے۔ اللہ نے ان باتوں کو رد کر دیا اور کہا کہ یہ نہ شاعری ہے اور نہ حضورؐ شاعر ہیں۔ پھر اللہ نے شاعروں کی عادتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا "وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ○ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ○ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ○" (الشعراء۔ ۲۲۴ تا ۲۲۶) مطلب یہ کہ اور شاعروں کی اتباع بھٹکے ہوئے لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بے شک وہ سب ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور بے شک وہ سب ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شعراء کی مذمت فرمائی جو نہ ایمان والے ہوتے ہیں نہ نیک اعمال کرنے والے، نہ اللہ کو یاد کرنے والے بلکہ اس کے برعکس برے اعمال کرنے والے، لوگوں کی ہجو یا تمسخر کرنے والے اور اپنے اشعار میں ایسی باتیں بیان

کرنے والے ہوتے ہیں جن کا کرنا عملاً ناممکن ہوتا ہے۔ اور ایسے شاعروں کی پیروی اچھے لوگ نہیں کرتے بلکہ بہکے ہوئے اور بھٹکے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔ دور جاہلیت میں ایسے شعراء تھے جو اپنے اشعار میں عشقیہ مضامین، فحش باتیں، شکار اور کھیل کود، لوگوں کی بے عزتی، شراب کی تعریف، اپنے قبیلے کی تعریف، اپنی جہالت پر فخر نسب کی برتری اور لوگوں کی مبالغہ آمیز تعریف وغیرہ وغیرہ باتیں ہی پیش کرتے تھے اور سامعین اخلاق سے گرے ہوئے اشعار پر داد دیتے تھے۔ ایسے شعراء میں اِمراء لقیس، طَرفہ، حارث، عُنترہ، نابِغہ، عروہ، مرقش، شنفریٰ، عَلقمہ، سلیک اور دُرید نے شہرت پائی۔ ان کے اشعار حیاسوز اور عریانیت لئے ہوئے ہوتے تھے۔ کفار مکہ نے قرآن مجید کی آیتوں کے اختتامی کلمات سن کر یہی سمجھ لیا کہ یہ بھی شاعری ہے اور حضورؐ شاعری کر رہے ہیں۔ کافروں نے شاعر کہا لیکن سرور دو عالمؐ کو شاعر کہنے والا کوئی مومن نہیں تھا۔

(۶) آنحضرتؐ کو کافروں نے مُذَمَّم کہا

نبوت کے بعد سے ہجرت تک کا تیرہ سال کا طویل عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے لئے بڑا صبر آزما رہا۔ کافروں اور مشرکوں نے نئے نئے حربے تکلیفیں پہنچانے کے کئے۔ حضورؐ کو نئے نئے القاب دئے۔ ان میں سے ایک لقب مُذَمَّم بھی تھا۔ جب رسول عربیؐ مکے کے کسی راستے، کوچے یا بازار سے گزرتے تو کافر آواز لگاتے "وہ دیکھو مُذمم جا رہے ہیں"۔ کبھی آپ تنہا ہوتے اور کبھی کچھ صحابہ آپ کے ساتھ ہوتے۔ آپ تو یہ لفظ سن کر خاموش ہو جاتے (مذمم کے معنے وہ شخص جس کی سب سے زیادہ برائی بیان کی جائے)۔ دراصل کافر "محمدؐ" کا برعکس لفظ مذمم آپ کے لئے استعمال کرتے تھے (محمدؐ کے معنے وہ جن کی سب سے زیادہ تعر[illegible] کی جائے)۔ صحابہ مُذمم کا لفظ سن کر بے برداشت ہو جاتے اور کہتے "یا رسول اللہ! وہ لوگ

آپ کو برے لفظ سے پکارتے ہیں" ۔ حضورؐ صبر کرتے اور فرماتے" وہ لوگ کسی مذمم کو پکار رہے ہیں اور گالیاں دے رہے ہیں ۔ مجھے نہیں ۔ کیونکہ میرا نام محمدؐ ہے" =

نبی کریمؐ کی شان میں بعض مسلمانوں کی گستاخی

اوپر جتنی مثالیں میں نے دی ہیں ان میں انبیائے کرام اور حضورؐ سے گستاخی کرنے والے کافر ہی تھے کسی مسلمان نے گستاخی نہیں کی ۔ مگر ان مسلمانوں پر حیرت ہوتی ہے جو باوجود رسولؐ کے امتی ہونے کے ان سے بے ادبی کرتے ہیں ۔

(الف) اسمٰعیل دہلوی کی گستاخی

اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں یہ گستاخانہ جملہ لکھا کہ " رسول اللہ ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں " (تقویۃ الایمان) ایسا لکھنے والے کی عقل پر پتھر پڑیں جو اپنے رسول کو اپنا بڑا بھائی کہتا ہے جبکہ لکھنے والا کم عقل نہ کسی تابعی کے درجے تک پہنچ سکتا ہے نہ کسی صحابی کے مقام تک =

(۱) رسول اللہؐ اور صحابہ کرام

رسولؐ کا مقام اور درجہ تو بہت افضل و اعلیٰ ہے ۔ ایسی گستاخانہ بات کسی صحابی سے ثابت نہیں ہے ۔ حالانکہ صحابۂ کرام جنھوں نے اپنی عمر کے کئی سال حضور انورؐ کی صحبت میں گزارے ، حضورؐ کے ساتھ ساتھ اٹھے بیٹھے حضور کے ساتھ کھائے پیے ، حضورؐ کے ہمراہ غزوات میں شرکت کیے ، حضورؐ کے افعال کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیے ، حضورؐ کے اعمال دیکھے ، حضورؐ کے ساتھ سفر و حضر میں رہے ۔ حضورؐ کے مصاحب کہلائے لیکن اس کے باوجود کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ حضورؐ تو

میرے بڑے بھائی ہیں۔

(۲) رسول اللہؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ

حضرت ابو بکر صدیقؓ تو ایسے صحابی ہیں جو لڑکپن کی عمر سے حضورؐ کے ساتھ رہے۔ جوانی میں ایک ساتھ رہے حضورؐ کے ساتھ پکی دوستی تھی۔ مصیبت و راحت میں دونوں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے تھے۔ حضورؐ کے اخلاق اور کردار سے اچھی طرح واقف تھے۔ اس کے باوجود جب اللہ نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ و سلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا اور کلمہء طیبہ پڑھ کر اللہ کی وحدانیت کے ساتھ حضورؐ کی رسالت کی بھی گواہی دے دی اور یہ نہیں سوچا کہ حضورؐ تو بچپن کے ساتھی ہیں۔ اسلام لانے کے بعد کفار کی اذیتیں برداشت کئے۔ تین سال تک حضورؐ کے ہمراہ شعب ابو طالب میں محصور رہ کر تکالیف اٹھائے۔ ہجرت کے سفر میں ساتھ رہے۔ غار ثور میں تین دن اور تین راتیں حضورؐ کے ساتھ گزارے۔ مدینہء طیبہ آنے کے بعد ہر غزوے میں حضور کے ساتھ رہے۔ اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضورؐ سے نکاح کر کے حضورؐ کے خسر کہلائے۔ اتنی ساری خصوصیات رکھنے کے باوجود اور عمر میں صرف دو سال حضورؐ سے چھوٹے ہونے کے باوجود حضرت ابو بکر صدیقؓ کی زبان سے کبھی حضورؐ کے لئے یہ جملہ نہیں نکلا کہ آپؐ میرے بڑے بھائی ہیں اور میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں۔ بالفرض اگر حضرت ابو بکرؓ ایسا کہتے بھی تو روا تھا مگر انھوں نے آنحضورؐ کا پورا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی بھی ایسا نہیں کہا۔ اور حضورؐ کا ادنیٰ امتی ہو کر اتنی کھلی گستاخی کرنے والا اور اپنے آپ کو حضور اقدسؐ کا چھوٹا بھائی کہلوانے والا کیا ایمان اور اسلام میں حضرت سیدنا ابو بکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ کا درجہ حاصل کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کو بالاتفاق تمام صحابہؓ میں عشرہ مبشرہ میں خلفائے راشدین میں

پہلا مقام حاصل ہے۔ اسی لئے جمعے اور عیدین کے دوسرے خطبے میں آپ کے نام سے قبل یہ کہتے ہیں۔ اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْقِ یعنے "انبیاء کے بعد بے شک سب سے افضل بشر" حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ ساری زندگی حضور اکرمؐ کے ساتھ رہے اور وفات پائی تو حضورؐ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ بقول شاعر؎

ساتھ چھوڑا نہ بعدِ مردن بھی
مثل صدیقؓ یارِ غار کہاں
(ہادیؔ)

(۳) رسول اللہؐ اور حضرت عمر فاروقؓ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہؐ اور صحابہ کرام ان کے ہمراہ علی الاعلان کعبۂ مکرمہ کے پاس نماز ادا کئے اور حضورؐ نے انھیں "فاروق" کا لقب عطا کیا۔ اسلام لانے کے بعد ہجرت تک کفار کے مظالم برداشت کئے۔ بعد ہجرت اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضورؐ سے کر کے خسر کہلائے حضور کے ساتھ کئی غزوات میں شریک رہے۔ کئی بار اسلامی فوج کے سپہ سالار بنائے گئے۔ قرآن حکیم میں بیس آیات عین آپ کی خواہش کے مطابق اللہ نے نازل فرمایا۔ قرآن کی تدوین آپ ہی کے اصرار پر عمل میں آئی۔ بیک وقت ایشیا، یورپ اور آفریقہ کے کئی ممالک پر خلافت فرمائی۔ بقول شاعر؎

تین برِ اعظموں پر ایک ہی اوقات میں
تھی حکومت واقعی حضرت عمر فاروقؓ کی
(ہادیؔ)

حضورؐ نے آپ کو جنت کی بشارت سنائی۔ وصال کے بعد حضورؐ کے قریب

پہلوئے صدیق اکبرؓ میں جگہ پائے۔ آپ ہی کے متعلق حضور اقدسؐ نے فرمایا لَوْ کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِی لَکَانَ عُمَر یعنے "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے"۔ اتنی بڑی فضلیت پائی مگر کبھی آپ نے حضور اقدسؐ کو نہ اپنا بڑا بھائی کہا نہ بھائی کا درجہ دیا۔ باوجود خسر ہونے کے ہمیشہ رسول اللہؐ کے درجے اور فضلیت کو پیش نظر رکھا۔ اور یہ بے وقوف چلا ہے حضورؐ کو بڑا بھائی کہنے۔ تُف ہے اس کے جملے پر اور تف ہے اس کے ناقص لمان پر=

(۴) رسول اللہؐ اور حضرت عثمان غنیؓ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ رسول اللہؐ سے چھ سال چھوٹے تھے۔ لڑکپن اور جوانی میں حضورؐ اور ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ رہے۔ اسلام لانے میں پہل کی اور اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں شمار کئے گئے۔ اسلام قبول کرنے کی پاداش میں کفار کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے۔ نبوت کے تیسرے سال سرور کائناتؐ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا آپ سے نکاح کر دیا اور آپ کے داماد کہلائے۔ ہجرت کے بعد جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو حضورؐ نے اپنی تیسری صاحبزادی کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے کر دیا اور آپ ذُوالنُّوْرَین (دو نور والے) کہلائے۔ غزوہ بدر کے علاوہ ہر غزوے میں حضورؐ کے ہمراہ رہے۔ دس جنتی صحابہ میں حضورؐ نے آپ کا شمار کیا۔ آپ کاتبانِ وحی میں تھے۔ صلحِ حُدیبیہ کے موقع پر بیعت رضوان کے وقت رسول اللہؐ نے اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ میں لے کر فرمایا "یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے"۔ ہجرت حَبش کے علاوہ ہجرتِ مدینہ کی سعادت حاصل کئے۔ بیرِ رومہ (مدینہ میں کنویں کی خریدی) اور جیش عُسرہ (جنگ تبوک) کے موقع پر حضورؐ نے فرمایا کہ "عثمانؓ نے دو بار جنت خریدی" بقول شاعرؔ

دوؔ مواقع پر نبی سے تم نے حاصل خلد کی
بئرَ رومہ ، جیش عُسرہ حضرت عثمانؓ کا

(ہادیؔ)

اتنی فضیلتوں کے علاوہ امت مسلمہ کو ایک قراءت پر جمع کر کے جامعؔ القراٰن ؓ کا آپ نے لقب پایا۔ لیکن کبھیؔ بھی آپ نے رسول اللہؐ کو اپنا بڑا بھائی نہیں کہا کیونکہ آپ جانتے تھے ۔ حضور انورؐ کا مقام اور مرتبہ کیا ہے ؟ جس نادان کو رسول عربیؐ کا مقام اور مرتبہ نہیں معلوم یا علم رکھتے ہوئے بھی گستاخانہ انداز میں بڑا بھائی کہتا ہے کیا وہ مسلمان کہلانے کے مستحق ہے ؟

(۵) رسول اللہؐ اور حضرت علی مرتضیٰؓ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بچپن سے اپنے والد ابو طالب کے علاوہ رسول خدؐا کے زیر تربیت رہے ۔ صرف دس سال کی عمر میں حضورؐ پر ایمان لاکر کمسنوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حاصل کئے ۔ ہجرت کے وقت آنحضرتؐ کے حکم پر آپ کے بستر پر استراحت کئے ۔ حضورؐ کے ساتھ ہر غزوے میں شرکت کئے ۔ فتح مکہ کے وقت حضورؐ کے ساتھ کعبہ مکرمہ کے اندر داخل ہو کر بتوں کو باہر پھینکے ۔ رسول عربیؐ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ۔ حضورؐ کو آپ نے غسل دیا اور لحد میں اترے ۔ تصوف میں اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے ۔ بقول شاعرؔ

ہیں تصوف کا مبدا بھی مرکز بھی آپ
اکمل الصوفیہ ہیں علی مرتضیٰؓ

(ہادیؔ)

حضرت علی مرتضیٰؓ سے تصوف کے اکتالیس سلاسل نکلے جس کی ساٹھ سے زائد شاخیں ہیں ۔ بعض سلاسل کے نام یہ ہیں قادریہ ، چشتیہ ، سہروردیہ ، نقشبندیہ ،

شطاریہ ، بخاریہ ، رفاعیہ اویسیہ ، کبرویہ ، ادھمیہ ، شریحیہ اور مداریہ وغیرہ (مخزن السلاسل الحسنیہ) اتنے سارے فضائل سے متصف ہونے کے باوجود آپ نے اپنا بڑا بھائی نہیں کہا حالانکہ حضور اکرمؐ رشتے میں آپ کے چچازاد بڑے بھائی ہی تھے مگر آپ کو آنحضورؐ کا اعلیٰ و ارفع مقام و رتبہ معلوم تھا۔ اس لئے حضورؐ کو غسل دیتے وقت حضرت علیؓ بار بار کہتے تھے "فِدَاکَ اُمِّیْ وَ اَبِیْ" (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں)۔ (شمس التواریخ۔ جلد چہارم)

حضرت علیؓ نے چچازاد بھائی ہونے کے باوجود ہمیشہ حضور اقدسؐ کی تعظیم اور احترام کو باقی رکھا اور ایک ادنیٰ امتی جو نہ کسی تابعی کے درجے تک پہنچ سکتا ہے نہ کسی صحابی کے۔ اس کا یہ کہنا کہ حضورؐ ہمارے بڑے بھائی ہیں اور ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔ کیا کسی عقلمند کی زبان سے یہ جملہ نکل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسا جملہ تو کوئی کم عقل اور پاگل ہی کہہ سکتا ہے۔

ان چاروں خلفائے راشدین کے علاوہ عشرہ مبشرہ کے باقی چھ صحابہ یعنے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف، حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ، حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت عبیدہؓ بن الجراح، حضرت سعیدؓ بن زید اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا شمار اکابر صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان تمام کو تاجدار مدینہؐ نے زندگی میں ہی یہ خوشخبری سنائی تھی کہ اللہ تمہیں جنت عطا کیا ہے۔ اتنی بڑی بشارت کے باوجود ان اصحاب ستہؓ میں سے کسی نے حضور پر نورؐ کو نہ اپنا بڑا بھائی کہا اور نہ خود کو حضورؐ کا چھوٹا بھائی کہلوایا۔ یہ بات تو کوئی جاہل ہی کہہ سکتا ہے۔

(٦) رسول اللہؐ اور حضرت حمزہؓ و حضرت عباس رضی اللہ عنہما

رسول اللہؐ کے ایک چچا حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ انھوں نے آپ کی شان میں اشعار بھی لکھے۔ جنگ احد میں شہید ہو کر جنت کے

مستحق ہوئے مگر عمر میں حضورؐ سے چھوٹے ہونے کے باوجود اور رشتے میں بڑے ہونے کے باوجود کبھی بھی حضورؐ سے گستاخانہ بات نہیں کی ۔ رسول خدا کے دوسرے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب حضورؐ سے دو تین سال بڑے تھے عمر اور رشتے میں بڑے ہونے کے باوجود کبھی خود کو حضورؐ سے بڑا نہیں کہتے تھے ۔ اگر وہ کہتے بھی تو ہر لحاظ سے واجب تھا مگر حضرت عباسؓ حضورؐ کے مرتبے کو جانتے تھے اس لئے اگر کوئی صحابی ان سے پوچھتا کہ "رسول اللہ بڑے ہیں یا آپ" ؟ تو حضرت عباسؓ پورے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کہتے "بڑے تو رسول اللہ ہیں ۔ البتہ میری پیدائش آپ سے پہلے ہوئی" (سیر الصحابہ) ۔ حضور اقدسؐ کے دونوں چچا حضورؐ کا احترام کرتے تھے باوجود یہ کہ حضرت عباسؓ آپؐ سے عمر میں بڑے اور حضرت حمزہؓ آپؐ سے عمر میں چھوٹے تھے مگر ان دونوں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جسے بے ادبی پر محمول کیا جاسکے اور ایک معمولی امتی ہو کر اسمٰعیل دہلوی کی گستاخی کو اس کی جہالت اور کم عقلی کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں ۔

(ب) اشرف علی تھانوی کی گستاخی

ایک اور مشہور گستاخ اشرف علی تھانوی ہے ۔ جس نے اپنی کتاب کا نام حفظ الایمان رکھا ہے ۔ دراصل اس کتاب کا نام نقص الایمان ہونا چاہیئے تھا ۔ وہ لکھتا ہے کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم رذائل اور حیوانات کے علم جیسا ہے" ۔ اصل عبارت یہ ہے ۔ "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل غیب ۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضورؐ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے ۔" (حفظ الایمان صفحہ ۔ ۸) یہاں پر اشرف علی نے رسول اللہ کی شان مبارک کی بہت بڑی اہانت کی ہے

کہ حضورؐ کے علم کو حیوانات کے علم سے مشابہ قرار دیا۔ حالانکہ سرور کائناتؐ کی بعثت کی وجوہات بتاتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے "کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ" ○ (البقرہ ۔۱۵۱) مطلب یہ کہ "جس طرح ہم نے تمہارے میں خود تم میں سے ایک رسول کو بھیجا جو تمہیں ہماری آیتیں سناتے ہیں اور تمہارے (اخلاق و کردار اور جسم و روح کو) سنوارتے ہیں اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور تمہیں وہ باتیں سکھاتے ہیں جو تم لوگ نہیں جانتے تھے" اس آیت کی روشنی میں اشرف علی کے جملے پہ نظر ڈالئے کہ رسول اکرمؐ کو اللہ نے کتاب اور حکمت کی تعلیم عطا فرمائی اور آپ کو ایسا علم عطا فرمایا جس سے لوگ واقف نہیں تھے۔ کیا ایسا علم رکھنے والے نبی کے علم مبارک کو حیوانات کے علم سے مشابہ قرار دینا گستاخی کی انتہا نہیں ہے؟ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جس کا دماغ جانوروں کے دماغ جیسا ہو بلکہ جانوروں کے دماغ سے بھی بدتر ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے متعلق فرمایا" وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا" ○ (النساء ۔۱۱۳) یعنے اور (اے نبی!) اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور تم کو ان باتوں کا علم سکھایا جو تمہیں معلوم نہ تھا اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے"۔ اللہ کا فرمان بالکل واضح ہے کہ اس نے اپنے رسول پر کتاب نازل فرما کر حکمت عطا کی۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس آیت میں کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد سنت ہے۔ اور اللہ نے اپنے رسول کو نبی بنائے جانے سے پہلے آپؐ جو نہ جانتے تھے ان کا علم بذریعہ وحی آپؐ کو عطا فرمایا اور یہ بھی کہا کہ نبی پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔ قارئین اندازہ لگالیں کہ جس نبی کو قرآن کا علم اور حکمت کا علم اللہ کی جانب سے عطا کیا گیا اور جن پر اللہ کا بڑا فضل ہے کہا گیا ان کا علم نعوذ باللہ جانوروں کے علم کے مشابہ ہو سکتا

ہے ؟ ۔اشرف علی نے نہ صرف ہمارے رسول مکرمؐ کی توہین کی بلکہ رسولؐ کو جس نے علم و حکمت عطا کیا یعنے اللہ رب العزت کی بھی توہین کھلے انداز میں کی ۔ اب ایسے شخص کا ایمان ہی کہاں رہا ؟ جو علم دینے والے خدا اور علم لینے والے نبیؐ کی اہانت کرتا ہے ۔ مجھے تو ان لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جو اشرف علی کے زمانے میں موجود تھے اور اتنی بڑی بے ادبی کرنے والے کو بخش دئے ۔ حالانکہ گستاخ رسول گردن مار دینے کے قابل تھا ۔ کسی بھی قسم کی رعایت کے قابل نہ تھا ۔ ان مسلمانوں پہ تف ہے جنھوں نے گستاخ رسول کے ساتھ نرمی برتی بلکہ الٹا "حکیم الامت" کا خطاب بھی دیا جو یقیناً "رجیم الامت" کہلانے کا مستحق ہے ۔ ایسا خطاب دینے والوں کا ایمان بھی ناقص ہے اور وہ بھی گستاخانِ رسول میں ہیں ۔

(ج) رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کی گستاخی

اشرف علی کے مانند اور دو بے ادب یعنے رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی بھی اپنے پیشرو کی پیروی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ " شیطان کا علم رسول اللہؐ کے علم سے زیادہ ہے ۔ اصل عبارت یہ ہے " شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے " (براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ مصنف خلیل احمد انبیٹھوی) ۔ اللہ اکبر ۔ گستاخی کی بھی انتہا ہوتی ہے ۔ ان دونوں جاہلوں نے رسول کے امتی ہو کر رسول کے علم کی بابت ایسا کہہ دیا ۔ یہ دونوں نادان جو رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے کی وجہ سے مسلمان کہلائے ورنہ پتہ نہیں کسی مندر میں پوجا پاٹ کرتے ہوتے یا کسی گرجا میں پریار (Prayer) کرتے ہوتے جنہیں شیطان کے متعلق معلومات ہوئے بھی تو رسول اکرمؐ کے طفیل ہوئے ورنہ یہ شیطان کو کیا جانتے ؟ ایک معمولی عقل رکھنے والا بھی یہی کہے گا کہ شیطان کے تعلق سے تفصیلات ہمیں رسول اللہ نے قرآن مجید کے ذریعے بتلائے ۔ ورنہ ہمیں کیا معلوم کہ

شیطان کسے کہتے ہیں ؟ شیطان کی تخلیق کیسے ہوئی ؟ شیطان نے آدمؑ کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ شیطان نے آدمؑ وحواؑ کو کیسے بہکایا؟، شیطان نے اللہ سے کس بات کی اجازت طلب کی ؟ شیطان انسان کو کیسے بہکاتا ہے ؟قیامت میں شیطان کا کیا انجام ہوگا ؟ یہ تمام باتیں ہمیں ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بتلائے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل کر کے ساری تفصیلات سے آپؐ کو آگاہ کیا اور آپؐ نے اپنی امت کو بتلایا ۔ اب قاری فیصلہ کرے کہ جس کے متعلق معلومات دی جائیں اس کا علم زیادہ ہوگا یا جنھوں نے معلومات دیں ان کا علم زیادہ ہوگا ۔ دوسری بات یہ کہ رشید احمد اور خلیل احمد کو کیسے پتہ چلا کہ شیطان کا علم بڑھ کر ہے ؟ کیا ان دونوں جاہلوں نے کسی شیطان سے ملاقات کر کے اس کے علم کو جانچا تھا ؟ یا انھیں شیطان کے علم کے بارے میں کوئی الہام ہوا تھا ؟ میں تو ان دونوں کی اس بات کو شیطانی وسوسہ ہی کہوں گا کہ شیطان نے دونوں کے دلوں میں یہ بات بٹھادی کہ "میرا علم تمہارے رسولؐ کے علم سے زیادہ ہے" ۔ اور دونوں نے شیطان کے وسوسے کو بالکل صحیح سمجھا اور شیطان کی بات پر ایمان لاکر اپنے رسول کے علم کو گھٹادیا اور شیطان کے علم کو بڑھادیا ۔ تیسری بات یہ کہ ایسی بے ادبی وہی کہہ سکتا ہے جس کا سلسلہ نسب شیطان سے ملتا ہو یا جس کا جد امجد شیطان ہو کہ وہ اپنے جد کا علم دوسروں کے علم سے بڑھ کر ہی سمجھے گا چاہے رسول کے مقابلے میں ہی کیوں نہ ہو ؟ ۔

مولوی غوث الدین قادری لکھتے ہیں کہ "وہابیوں نے یہ بھی لکھا کہ آنحضرتؐ سے شیطان لعین کا علم زیادہ ہے نعوذ باللہ ۔ جو حضورؐ کے مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کے علم سے شیطان کا علم زیادہ کہے اِن شاء اللہ روز جزا اس کی سزا پائیں گے ۔ یہ ناپاک کلمہ صراحتاً حضورؐ کو عیب لگانا اور آپ کی شان اقدس میں توہین کرنا ہے ۔ یہ کلمۂ کفر نہیں تو اور کیا ہے ؟ (مرجع غیب ۔ صفحہ ۔ ۱۴ مصنف مولوی غوث الدین قادریؒ)

(۱) رسول اللہؐ کا علم مقدس

حضورؐ پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کے تعلق سے دو آیات پچھلے صفحات پر گزر چکیں۔ مفسرین نے رسول اللہؐ کے علم کے تعلق سے لکھا کہ "حضورؐ کو مَاکَانَ (جو تھا) وَمَایَکُوْنُ (جو ہے یا جو ہوگا) کا علم تھا۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ماضی کے واقعات کا علم عطا فرمایا تھا۔ آپ سے قبل گزرے ہوئے کئی پیغمبروں کے حالات اور ان کی امتوں کے حالات کئی سورتوں میں بیان کیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں اصحاب کہف، اصحاب رقیم، اصحاب اُخدود (خندقوں والے) اور ذوالقرنین کے عجیب وغریب قصے بھی بیان کیئے جو زمانہ ماضی میں گزر چکے تھے۔

(۲) رسول اللہؐ نے مستقبل کی اور غیب کی باتیں بتائیں

زمانہ حال اور زمانہ مستقبل کی بے شمار باتوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آگاہ فرمایا تھا اور نبیؐ نے صحابہ کو ارشاد فرمایا تھا۔ آنے والی کئی باتوں کا تذکرہ احادیث میں ملتا ہے جیسے ہجرت کے وقت راستے میں سراقہؓ بن مالک سے آپؐ نے فرمایا کے ایک دن تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ حبش کے بادشاہ شاہ نجاشی کی موت کی اطلاع صحابہ کو دینا اور غائبانہ نماز جنازہ عیدگاہ میں ادا فرمانا۔ راوی ابوہریرۃؓ (صحیح بخاری) حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کی اطلاع دینا۔ راوی انس بن مالکؓ (صحیح بخاری) اپنے نواسے حضرت حسنؓ بن علیؓ کے تعلق سے فرمانا کہ اللہ میرے بیٹے (نواسے) کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ راوی حضرت ابوبکر صدیقؓ (صحیح بخاری)۔ روم کے بادشاہ قیصر کی ہلاکت کی پیش گوئی فرمانا۔ فارس کے بادشاہ کسریٰ کی ہلاکت اور اس کی سلطنت کے مکمل خاتمے کی اطلاع دینا۔ (صحیحین) غرض ایسی کئی احادیث ہیں جن

میں اللہ کے رسول نے غیب کی کئی باتوں سے صحابہ۔ کرام کو آگاہ فرمایا اور جو کئی کئی سال بعد من و عن صحیح ثابت ہوئیں۔ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ جنھیں علم غیب عطا کرے ان کے علم سے بڑا کیا کسی اور کا علم ہو سکتا ہے؟ اللہ نے فرمایا "عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ...(الجن ـ۲۶ و ۲۷) مطلب یہ کہ "اللہ عالم الغیب ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا لیکن جس رسول کو پسند فرمائے۔

(۳) بعض انبیائے کرام کا علم غیب

قرآن حکیم میں اللہ جل جلالہ نے بعض انبیاء کے علم غیب کے واقعات بیان فرمائے ہیں جیسے حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کا واقعہ سورہ۔ یوسف میں، حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ سورہ۔ کہف میں اور حضرت عیسیٰؑ کے معجزات میں لوگ جو کچھ کھاتے اور گھروں میں جو کچھ رکھ کر آتے آپ کا ان کو بیان کرنا سورہ۔ ال عمران میں۔ جب دوسرے پیغمبر اللہ کے پسندیدہ تھے تو خاتم النبین صلی اللہ علیہ و سلم تو لازمی طور پر اللہ کے پسندیدہ رسول تھے اور اللہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کے علم سے نوازتا ہے۔ اور حضور انورؐ کو تو کشف تام، اطلاع کامل، مکمل علم اور علم غیب غرض سب کچھ عطا فرمایا تھا جس کا ظہور جلد یا دیر سے ہو جاتا تھا۔ کیا ایسے جلیل القدر نبی کا علم زیادہ ہے یا شیطان کا علم زیادہ ہے؟ مسلمان اس بات کا خود فیصلہ کر لیں کہ جو شیطان کے چیلے ہیں انھیں شیطان کا علم رسول کے علم سے زیادہ نظر آئے گا مگر جو رحمن کے بندے اور صاحب البرہان رسول کے امتی ہیں انھیں اللہ کی جانب سے عطا کردہ اپنے رسول پاک کا علم ہی سب سے زیادہ نظر آئے گا۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جنھوں نے اتنی گستاخی کی بات سن کر بھی رشید احمد اور خلیل احمد کو معاف کر دیا۔ دونوں تو رسول اللہؐ کی توہین کیے اور توہین کرنے والے

کی سزا قتل ہے تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اشرف علی، رشید احمد اور خلیل احمد کو لوگوں نے کوئی سزا نہیں دی اور ان کی گردن مارنے کے بجائے خاموشی اختیار کیے مگر اب بھی لوگوں میں اگر غیرت ایمانی اور اپنے رسول کی عظمت کا خیال باقی ہے تو ان نادانوں کی کتابوں کو خرید کر جلادیں۔ تاکہ آنے والی نسلیں گمراہ نہ ہوسکیں اور کوئی شان رسالت میں بے ادبی کا مرتکب نہ ہوسکے۔ میرے ان سطور کو پڑھ کر تھانویوں، گنگوہیوں اور انبٹھیوں کے دلوں میں آگ لگے گی اور وہ چراغ پا ہوجائیں گے کہ ان کے رہبروں (دراصل رہزنوں) کے لئے کیا کیا لکھ دیا گیا؟ یہ لوگ ان باتوں کو کیسے برداشت کریں گے؟ میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ جب رسول عربیؐ کی شان اقدس میں گستاخی کی گئی، جب خاتم المرسلینؐ کی توہین کی گئی اور جب سرور دو عالمؐ کی شان مبارک میں اتنی بڑی بے ادبی کی گئی تو اس وقت مسلمانوں کی غیرت کو کیا ہو گیا تھا؟ جو رسول کے امتی ہوتے ہوئے ایسی بڑی گستاخی کو برداشت کر لیے اور گستاخی کرنے والوں کو کوئی سزا نہیں دیئے۔ گستاخی کے جملے لکھنے والے اللہ کی بارگاہ میں بھی قابل سزا ہیں کیونکہ اللہ رب العزت اپنے رسول کی توہین کو برداشت نہیں فرماتا۔ قرآن شاہد ہے کہ جب ولید بن مغیرہ کافر نے رسول اللہ کو مجنوں کہا تو اللہ نے اس کافر کی دس بری خصلتوں کو بیان کرتے ہوئے اس کی نسل کے فرق کو ظاہر کر دیا۔ دیکھئے سورہ قلم پارہ ۲۹ کا پہلا رکوع = گستاخانہ کلمات لکھنے والوں کے علاوہ ان جملوں کو پڑھ کر خاموشی اختیار کرنے والے اور ان کتابوں کے پڑھنے والے اور گستاخی کرنے والوں کی تعریف کرنے والے بھی مستوجب سزا ہیں۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا......

(۷) انبیاء کا ان کی قوم نے مذاق اڑایا

کافروں، بے دینوں، بت پرستوں، ستارہ پرستوں اور مشرکوں نے چاہے وہ

کسی بھی نبی کی امت سے ہوں اپنے اپنے انبیاء کی اہانت ہی کی اور ان کا مذاق اڑاتے رہے مگر اس گستاخی کی سزا بھی پائی۔ اور مکے کے کفار و مشرکین بھی حضور پرنورؐ کے ساتھ تیرہ سال تک مذاق کرتے رہے اور آپؐ نے مکمل صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے آنحضرتؐ سے فرمایا " وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ (الانبیاء۔۴۱) مطلب یہ کہ "اور البتہ تحقیق (اے نبی!) آپ سے پہلے کے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا جاچکا ہے پھر (رسولوں کا) مذاق اڑانے والے اس چیز کی گردش میں آکر رہے جن کا وہ مذاق اڑاتے تھے "۔ دوسری آیت میں اللہ نے فرمایا " وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ "○ (الرعد ۳۲) اور البتہ تحقیق آپ سے قبل بھی کئی رسولوں کا مذاق اڑایا جاچکا ہے۔ پس میں نے کافروں کو مہلت دی پھر انھیں پکڑ لیا۔ پھر میرا عذاب کتنا سخت تھا۔" اس کے علاوہ سورہ انعام کی دسویں آیت میں بھی یہی مفہوم بیان کیا گیا۔ علامہ ابن کثیرؒ آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ " اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو تسلی دیتا ہے کہ آپ اپنے قوم کی گستاخیوں پر اور آپ سے نازیبا برتاؤ پر رنج اور فکر نہ کریں۔ آپ سے پہلے بھی انبیاء کا اسی طرح مذاق اڑایا گیا تھا۔ اور میں نے ان کافروں کو بھی کچھ ڈھیل دی تھی اور آخرکار انھیں اپنے سخت عذاب میں گرفتار کرلیا اور انھیں نیست و نابود کردیا تھا۔ اے نبی! اس قرآن کے ذریعے ہم نے آپ کو سابقہ رسولوں کی امتوں کو تباہی و بربادی کے تذکرے سنادئے ہیں۔= (تفسیر ابن کثیر۔ پارہ ۱۳) ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے اور پھر جب پکڑتا ہے تو وہ ظالم حیران رہ جاتا ہے " (صحیحین)

حضرت نوح علیہ السلام نو صدیوں تک اپنی قوم میں اسلام پھیلاتے رہے لیکن بہت کم لوگ اسلام قبول کیے۔ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے حق میں بدعاء کی۔

اللہ کی جانب سے حکمِ نازل ہوا کہ اے نوح! ایک کشتی بناؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَ یَصْنَعُ الْفُلْکَ وَکُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ" ○ (ھود۔ ۳۸) یعنے "اور (حضرت نوحؑ) کشتی بنانے لگے اور ان کی قوم کے سرداروں میں سے جو بھی ان کے پاس سے گزرتا تھا وہ نوحؑ کا مذاق اڑاتا تھا۔ (حضرت نوحؑ) فرماتے اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو ہم بھی (ایک دن) تمہارا مذاق اڑائیں گے جس طرح تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو"۔ اس کے بعد کی آیت میں ہے کہ حضرت نوحؑ نے ان مذاق کرنے والوں سے فرمایا "عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب نازل ہوتا ہے؟ اور کس پر وہ بلا نازل ہوگی جو قائم رہے گی؟"۔ حضرت نوحؑ سے تمسخر کرنے والے ان کی قوم کے مالدار اور سرداران قبیلہ تھے جو سب کے سب کافر تھے۔ آپ پر جو مٹھی بھر لوگ اسلام لائے تھے انھوں نے کبھی بھی نہ آپ کا مذاق اڑایا نہ آپ کی شان میں بے ادبی یا گستاخی کی۔

تاجدارِ مدینہؐ کے مکے میں قیام تک کفار و مشرکین مکہ آپؐ کا اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے رہے اور مدینے میں یہی کام منافقین نے انجام دیا۔ جو بظاہر ایمان لائے تھے مگر بباطن وہ کافر تھے۔ اللہ رب العزت نے سورۂ توبہ میں منافقین کو کافروں اور ظالموں میں شمار کیا اور ان کی ابدی ٹھکانہ جہنم بنایا۔ منافقین کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ" ○ (البقرۃ۔ ۱۴) یعنے "اور جب (منافقین) ایمان والوں سے ملاقات کرتے تو کہتے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں (منافقوں) سے ملتے تو کہتے کہ بے شک ہم تمہارے ساتھ۔ بے شک ہم (مسلمانوں سے) مذاق کر رہے ہیں"۔ اس کے بعد کی آیت میں اللہ فرماتا ہے "اللہ ان سے مذاق کرتا ہے اور ان کی مہلت لمبی کرتا ہے اور وہ سرکشی میں

اندھوں کے مانند بھٹکتے جارہے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بجائے گمراہی خریدلی ہے مگر یہ تجارت ان کے لئے فائدہ مند نہیں ہے اور وہ ہدایت کے راستے پر نہیں ہیں " ۔ اللہ جل جلالہ نے منافقوں کے متعلق یہ بھی فرمایا " وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ " (التوبہ ۔ ۶۵) یعنے " اور اگر ان (منافقوں) سے پوچھیں کہ تم کیا باتیں کرتے ہو ؟ تو فوراً کہیں گے کہ ہم تو مذاق اور دل لگی کر رہے تھے ۔ (اے نبی !) کہئے کہ کیا تمہارا مذاق اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ہی ہے " ۔ آیت کی وضاحت کرتے ہوئے مفسر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ " ایک منافق نے مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا یہ قرآن پڑھنے والے بڑے بزدل ہیں ۔ حضورؐ تک یہ بات پہنچی اور کہنے والے کو بلا کر پوچھا گیا تو کہنے لگا یا رسول اللہ ! ہم تو وقت گذاری کے لئے دل لگی کر رہے تھے ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا " کیا تمہاری دل لگی اللہ، رسول اور قرآن کے لئے ہی رہ گئی ہے ؟ " سیرت ابن اسحق میں ہے کہ " تبوک جاتے ہوئے منافقوں میں مخش بن حمیر اور ودیعہ بن ثابت آپس میں مذاق کے انداز میں کہہ رہے تھے " پیغمبر کو دیکھو روم کے قلعے فتح کرنے نکلے ہیں " دوسرا بولا " عرب جب عیسائیوں سے جنگ کریں گے تو خوب پیٹے جائیں گے اس کے بعد ہم یہاں ان کی درگت بنائیں گے " ۔ حضورؐ نے جب دونوں کو بلا کر پوچھا تو جھوٹی قسم کھا کر انکار کر دئے ۔

منافقوں کی ان باتوں سے اور اس طرح مذاق کرنے سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مذاق اڑانے والے تو مسلمان تھے کافر نہ تھے ۔ ایسا نہیں ہے ۔ رسولوں کا مذاق یا اسلام کا مذاق کوئی ایمان والا ہرگز ہرگز نہیں اڑاتا بلکہ یہ کام کافر اور مشرک لوگ کرتے ہیں ۔ مدینے میں جو منافقین تھے وہی اس طرح کے کام کرتے تھے ۔ اللہ رب العزت نے ان کا ابدی ٹھکانہ جہنم کہتے ہوئے فرمایا " وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○" (التوبہ۔۶۸) آیت کا مطلب یہ ہے کہ "وعدہ کیا ہے اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا۔ جس میں وہ سب ہمیشہ رہیں گے وہ (سزا) ان کے لئے کافی ہے۔اور اللہ ان پر لعنت فرمائے گا اور ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا" ۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو مومنوں میں شمار نہیں کیا بلکہ اُن کافروں میں شمار کیا جن کے لئے جہنم کا وعدہ کیا گیا، منافقوں پر اللہ کی لعنت بھیجی گئی، ان کا مستقل ٹھکانہ دوزخ کہا گیا اور دائمی عذاب ان پر مسلط کیا گیا۔رسول اکرمؐ سے اور اللہ کی آیتوں سے گستاخی کافر یا منافق ہی کر سکتا ہے۔ کوئی مسلمان ہرگز ایسا کام نہیں کر سکتا۔

یہ کتابیں پڑھنے کے قابل نہیں ہیں۔

غرض انبیائے سابقہ سے گستاخی کرنے والے، انبیاء کو مختلف القاب سے پکارنے والے اور رسولوں سے تمسخر کرنے والے سب کے سب کافر تھے۔جس نبی پر جو ایمان لایا اس نے کوئی گستاخی نہیں کی۔اور ہمارے رسولؐ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے ادبی اور گستاخی کرنے والے بھی کفار و مشرکین ہی تھے کسی ایمان والے نے بے ادبی نہیں کی۔مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بعض بدبخت ایسے بھی پیدا ہوئے جنھوں نے علانیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی اور بہت بڑی گستاخی کے مرتکب ہوئے اور ان کی گستاخی کے جملوں کو ہزاروں لاکھوں افراد نے پڑھ کر خاموشی اختیار کر کے گستاخیوں کا ساتھ دیا۔بہت کم افراد ایسے تھے جنھوں نے احتجاج کیا ہو۔ گستاخان رسول تو سب زیر زمین ہو گئے مگر اپنی کتابیں چھوڑ گئے۔ ہر اہل السنت والجماعت کے لئے لازمی ہے کہ ان گستاخوں کی کتابوں کو ہرگز نہ پڑھیں نہ دوسروں کو پڑھنے دیں۔ ذیل میں ان کتابوں کے نام تحریر کئے

جاتے ہیں (۱) حفظ الایمان (۲) رسالۃ الامداد (۳) تحذیر الناس (۴) تقویۃ الایمان (۵) صراط المستقیم (۶) فتاویٰ رشیدیہ (۷) تذکرۃ الرشید (۸) براہین قاطعہ (۹) تصفیۃ العقائد (۱۰) اشرف السوانح (۱۱) قصد السبیل (۱۲) ایضاح الحق (۱۳) رسالہ۔ مدینہ (۱۴) ملفوظات الیاس (۱۵) مکاتیب الیاس (۱۶) منصب امامت (۱۷) سراج الابصار (۱۸) تنقیحات (۱۹) تفہیمات (۲۰) تجدید و احیائے دین (۲۱) اعجاز احمدی (۲۲) رسائل و مسائل (۲۳) کتاب التوحید (۲۴) سوانح مولانا یوسف (۲۵) مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت (۲۶) حقیقت الوحی (۲۷) اعجاز المسیح (۲۸) تشحیذ الاذہان (۲۹) دافع البلاء۔ (۳۰) نزول المسیح فی آخر زماں (۳۱) سرمہ۔ چشم آریہ (۳۲) ازالتہ الاوہام (۳۳) البراہین احمدیہ۔ چار حصے (۳۴) بشارت احمد مع تصدیق احمدیت (۳۵) رسالہ۔ اوہام (۳۶) کیا احمدی سچے مسلمان نہیں؟ (۳۷) احمدیت کا پیغام (۳۸) لطائف الرشید (۳۹) سبیل الرشاد (۴۰) تحفتہ الموحدین۔

(ھ) اللہ تعالےٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے

ہر ذی عقل یہ بات آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی بے شمار مخلوق میں سے ہر ایک کو مساوی درجے والا نہیں بنایا بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ انسانوں کے علاوہ کائنات کی کئی چیزیں ایسی ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے دوسروں پر فوقیت رکھتی ہیں۔

(۱) مختلف فضیلتیں

سورج کا درجہ اللہ نے چاند، ستاروں اور سیاروں سے بڑا بنایا ہے۔ سال کے بارہ مہینوں میں رمضان المبارک کا مہینہ اور ربیع الاول کا مہینہ دوسرے مہینوں سے زیادہ فضیلت والے ہیں۔ ان کے علاوہ محرم، رجب، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ احترام

والے مہینے کہلاتے ہیں ۔ سال کی تین ...ن (354) تاریخوں میں ہر تاریخ فضیلت والی نہیں بلکہ ۱۰/ محرم یوم عاشورا، ۱۲/ ربیع الاول، یکم شوال عید الفطر، ۹/ ذوالحجہ یوم عرفہ اور ۱۰/ ذوالحجہ عید الاضحیٰ فضیلت والی تاریخیں ہیں ۔ سال کی تین سو چون راتوں میں ہر رات فضیلت نہیں رکھتی بلکہ ۹/ محرم شب عاشورا، ۲۶/ رجب شب معراج، ۱۴/ شعبان شب براءت، ۲۱/ رمضان و ۲۳/ رمضان و ۲۵/ رمضان و ۲۷/ رمضان اور ۲۹/ رمضان شب قدر کی پانچ راتیں اور ۸/ ذوالحجہ شب عرفہ سال کی دوسری تمام راتوں پر فضیلت رکھتی ہیں ۔ ہفتے کے سات دنوں میں جمعے کے دن کو اور پیر کے دن کو دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہے ۔ میووں میں بھی سب یکساں درجے کے نہیں ہیں بلکہ اللہ نے بعض میووں کو فضیلت بخشی ہے ۔ اللہ نے اٹھارہ ہزار مخلوق پیدا فرمائی ہے اور سب مساوی درجہ نہیں رکھتے ۔ انسان کو اللہ نے باقی تمام مخلوق پر فوقیت عطا کی ہے ۔ اللہ نے ہر مخلوق میں دو جنس مذکر و مونث بنائے اور انسانوں میں مذکر (مرد) کو مونث (عورت) پر فضیلت عطا کی ۔ تمام انسان اعضاء کے لحاظ سے یکساں ہونے کے باوجود برابر نہیں ہیں ۔ مومن کو ایمان کی وجہ سے اللہ نے کافر پر فوقیت دی ہے ۔ ایمان والوں میں مجاہدین کو غیر مجاہدین پر فضیلت حاصل ہے ۔ تمام مسلمانوں میں علم دین رکھنے والوں کو فوقیت دی گئی ۔ علماء اور صلحاء میں اولیاء کو فضیلت حاصل ہے ۔ صحابہ کو دیکھنے والے تابعین کو دوسرے مسلمانوں پر فوقیت ہے ۔ (مزید تفصیل اس کتاب کے مصنف کی دوسری تصنیف " فضیلت ۔ بعض کو بعض پر حاصل ہے " میں دیکھیے)

(۲) صحابہء کرام کی فضیلت

تمام مسلمانوں میں صحابہء کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو برتری حاصل ہے وہ پاک نفوس جنھیں یہ شرف حاصل ہوا کہ اپنی آنکھوں سے ایمان کی حالت میں

رسول اللہ کے چہرۂ انور کو دیکھا ۔ اتنی عظیم سعادت حاصل کرنے والے صحابہ کا درجہ مابعد کے تمام مسلمانوں سے بڑھ کر ہے ۔ قرآن حکیم میں اللہ جلّ مجدہ نے حضور اکرمؐ کے تذکرے کے ساتھ صحابہ کرام کا اس طرح تذکرہ فرمایا " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ "...... الخ (الفتح ۔ ۲۹)

مطلب یہ کہ " (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں ۔ اور جو لوگ (صحابہ) ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں ۔ آپس میں رحم دل ہیں ۔ تم جب دیکھو گے انھیں رکوع کرتے ہوئے ، سجدہ کرتے ہوئے ، اللہ کا فضل طلب کرتے ہوئے اور اس کی رضامندی چاہتے ہوئے پاؤ گے ۔ ان کے چہروں میں ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان ہیں ۔ ان کے یہ اوصاف توراۃ میں ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں " ۔ آگے اللہ فرماتا ہے " ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کونپل نکالی پھر اس نے اسے مضبوط کیا پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر (سیدھی) کھڑی ہو گئی ۔ زراعت کرنے والوں کو متعجب کرتی ہے تاکہ کفار ان کے (پھلنے پھولنے پر) جلنے لگیں ۔ اور اللہ تعالیٰ ان اصحاب سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے ۔ " اس ایک طویل آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کے نام نامی اسم گرامی اور کلمہ طیبہ کے دوسرے مکمل جزء کو بیان فرمایا (جو پوری قرآن میں صرف اسی آیت میں ہے) اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب کا تذکرہ بھی کیا اور ان کی کئی صفتوں کو بھی بیان فرمایا اور ایک مثال دیتے ہوئے صحابہ کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ بھی فرمایا ۔ آیت کی وضاحت کرتے ہوئے ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا ہے کہ " صحابہ کرام کے کفار پر سخت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ موم کی ناک نہیں ہیں کہ انھیں کافر جدھر چاہیں موڑ دیں ۔ وہ نرم چارہ نہیں ہیں

کہ کافر آسانی سے چبا جائیں ۰۰۰ ان کی سختی جو کچھ بھی ہے دشمنان دین کے لئے ہے۔ اہل ایمان کے لئے نہیں ہے۔ اہل ایمان کے مقابلے میں وہ نرم ہیں، رحیم و شفیق ہیں ہمدرد و غمگسار ہیں ۰۰۰ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے یہ ساتھی تو ایسے ہیں کہ ان کو دیکھتے ہی ایک آدمی بیک نظر یہ معلوم کر سکتا ہے کہ یہ خیر الخلائق ہیں کیونکہ خدا پرستی کا نور ان کے چہروں پر چمک رہا ہے"۔ آخری سطر میں ابو الاعلیٰ نے صحابہ کو "خیر الخلائق" لکھا جو بالکل واجبی اور صحیح ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام ساری مخلوقات میں افضل اور بہتر ہیں۔ لیکن انھوں نے اپنی جماعت کا جو دستور بنایا اس میں بہک گئے اور لکھ دیا کہ "رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالا نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو" گہری نظر سے اس جملے کو پڑھنے پر یہ واضح ہوتا ہے کہ صرف حضور اکرمؐ تنقید سے بالاتر ہیں اور آپؐ کے علاوہ ہر شخص پر تنقید کی جا سکتی ہے یعنے صحابہ کرام پر، تابعین پر، اہل بیت اطہار پر، ائمہ پر، مفسرین پر، محدثین پر، فقہاء پر، اولیاء پر اور علما پر غرض کوئی بھی تنقید سے بالا نہیں ہے۔ ابو الاعلیٰ کی یہ تعلیم جماعت اسلامی کی اندھی تقلید کرنے والوں کو ہی مبارک ہو۔ رسول اکرمؐ کا کوئی امتی نہ کسی صحابی پر تنقید کر سکتا ہے اور نہ اہل بیت پر۔ اس طرح دوسرے طبقات کے افراد پر بھی تنقید نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہم رتبہ، ہم درجہ، ہم پلہ اور ہم علم ہی ایک دوسرے پر نکتہ چینی کر سکتے ہیں۔ کم یا بے علم کو تنقید کا کوئی حق نہیں ہے۔ جیسے کسی مفسر نے اپنی تفسیر میں کوئی ایسی وضاحت کر دی جو دوسرے مفسر کو کھٹکتی ہو تو دوسرے مفسر کو حق ہے کہ پہلے مفسر پر نکتہ چینی کرلے جو واجبی ہو تا واجبی نہ ہو۔ اسی طرح کسی مفتی یا فقیہہ نے کوئی ایسا فتویٰ دے دیا جس میں کوئی نقص ہو تو دوسرے مفتی یا فقیہہ کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کے فتوے پر تنقیدی پہلو سے روشنی ڈالے اور اسے قائل کرائے۔ اسی طرح ایک عالم ہونے کی حیثیت سے ابو الاعلیٰ مودودی کسی دوسرے عالم پر ضرور

تنقید کر سکتے ہیں اور اس کے عیوب کو نمایاں کر سکتے ہیں مگر وہ مقدس ہستیاں جن کی آنکھوں نے رَحمَۃً لِلعالَمین کے چہرۂ انور کو بحالت ایمان دیکھا ان کے متعلق تنقید کے لفظ کا استعمال ہی کم علمی کی بیّن دلیل ہے ۔ وہ اصحاب جنھیں اللہ نے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ۔ وہ اصحاب جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی اور جنّتوں کا وعدہ فرماتے ہوئے کہا " وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ " ○ (التوبہ ۔ ۱۰۰) یعنی " اور (ایمان لانے میں) سب سے پہلے سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار اور وہ لوگ جو سچائی کے ساتھ ان کی اتباع کئے ۔ اللہ ان لوگوں سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان لوگوں کے لئے باغات (جنّتیں) تیار کئے ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں ۔ وہ ان (جنّتوں) میں ہمیشہ رہیں گے ۔ یہی بڑی کامیابی ہے " ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے میں پہل کرنے والے صحابہ کرام (بشمول مہاجرین و انصار) اور ان کی اتباع کرنے والے دیگر صحابہ یا تابعین کے متعلق فرمایا کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور ان کے لئے جنّتوں کو تیار رکھا ہے ۔ مکہ مکرمہ میں رہنے والے صحابہ اور صحابیات جنھوں نے ابتدائی مرحلے میں اسلام لاکر بے شمار صعوبتیں برداشت کیں ، کفار کے ظلم برداشت کئے ، بعض شہید کئے گئے ۔ اور اپنے عزیز وطن کو چھوڑ کر ہجرت کئے ۔ یہ سب مہاجرین کہلاتے ہیں ۔ مدینے کے وہ اصحاب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل حج کے موقع پر مکہ آکر بیعت عُقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ میں ایمان لائے اور مکے سے ہجرت کر کے مدینہ آنے والے اصحاب کی مدد کئے یہ سب انصار کہلاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ایمان میں سبقت کرنے والے مہاجرین و انصار سے اپنے راضی ہونے اور جنّتوں میں داخل کرنے کا وعدہ کیا بلکہ جو دوسرے اصحاب ان کے بعد ایمان لائے ان

کے لئے بھی یہی وعدہ فرمایا۔ ایسے برگزیدہ اصحاب رسولؐ پر ابوالاعلیٰ مودودی تنقید کرنے چلے ہیں جن سے اللہ راضی اور خوش ہوا ان کی دو قسم کی تحریروں پر حیرت ہوتی ہے۔ ایک جگہ تو صحابہ کو خیرالخلائق کہتے ہیں اور دوسری جگہ انھیں تنقید سے بالا نہ سمجھنے کی اپنے چیلوں کو ہدایت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول خدا کے علاوہ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ لیکن ہم اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ ان تاروں (صحابہ کرام) کی پھیلائی ہوئی روشنی میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت کی راہ دکھادے اور ان کے طفیل میں ہمیں گمراہی کے راستے سے بچادے (آمین) اور صحابہ کی ذہنی غلامی میں ضرور مبتلا کرکے دوسروں کی ذہنی غلامی سے نجات دے۔ (آمین)۔ صحابہ کے متعلق یہ دو متضاد بیانات پڑھ کر ایک معمولی عقل والا بھی حیرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ایک اور شخص سید مصطفیٰ تشریف اللھی کی گستاخی ملاحظہ کریں جو فرقہ مہدویہ کا ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ "سید محمد جون پوری نبی اور رسول ہیں اور رسول اللہؐ کے برابر ہیں۔ ان کے دیکھنے والے صحابہ کہلاتے ہیں اور صحابہ کو دیکھنے والے تابعین ہیں" (سراج الابصار) دیکھئے کتنی ڈھٹائی کے ساتھ حضور اقدس کے ایک امتی کو نبی بنادیا اور رسول اللہؐ کے برابر قرار دے دیا اور ان کے دیکھنے والوں کو صحابہ بھی کہہ دیا اور صحابہ کو دیکھنے والوں کا تابعین لکھ دیا۔ حالانکہ حضورؐ خاتم النبیین ہیں۔ اللہ نے قرآن میں صاف صاف الفاظ میں فرمادیا۔ اور خود حضورؐ نے بعض احادیث میں فرمادیا کہ میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں جھوٹے نبی آتے رہیں گے۔ کیا قرآن اور حدیث کے مضامین تشریف اللھی کی نظر سے نہیں گزرتے؟ کیا اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ صحابی کی تعریف کیا ہے؟ "جس نے بحالت ایمان رسول اللہ کا دیدار کیا صرف وہی صحابی کہلاتا ہے"۔ کئی کافروں، مشرکوں اور منافقوں نے حضورؐ کو دیکھا تھا مگر وہ سب صحابی نہیں کہلا سکتے کیونکہ شرط ایمان ہے۔ اس کے برعکس ایمان لانے کے باوجود دیدار رسولؐ سے محروم افراد

بھی صحابی نہیں کہلاسکتے جیسے حضرت اُویس قرنی اور شاہ حبش نجاشی ۔ چہ جائے کہ آنحضرتؐ کے آٹھ سو (۸۰۰) سال بعد کوئی نبوت کا دعویٰ کرے اور اس کے دیکھنے والے صحابہ کا درجہ پائیں ۔ ہزار بار لعنت ہے ایسے عقیدے رکھنے والوں پر ۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان غلط عقائد سے ہمیشہ دور رکھے ۔ (آمین)

(۳) اہل بیت اَطہار کو بھی فضیلت حاصل ہے

قرآن حکیم میں اہل بیت کا لفظ تین انبیائے کرام کے اہل خانہ کے لئے لایا گیا ہے (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اہل بیت (ھود ت ۷۳) (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اہل بیت (القصص ۱۲) (۳) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کے اہل بیت (الاحزاب ت ۳۳) اہل بیت کی فضیلت میں کئی احادیث بھی ہیں جن کے راویوں میں حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت سعد بن جبیرؓ جیسے ثِقہ راویان شامل ہیں ۔ اہل بیت اطہار کا درجہ صحابہ کرام سے افضل ہے ۔ ان احادیث کے راویوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ ہیں ۔

(۴) انبیائے کرام کو تمام انسانوں پر فضیلت حاصل ہے

تمام انسانوں سے افضل انبیائے کرام ہیں ۔ اللہ عزّ وجلّ نے فرمایا "اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ" ۝ (آل عمران ۔ ۳۳) یعنے بے شک اللہ نے آدمؑ اور نوح اور ابراہیمؑ کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو تمام دنیا والوں پر (فوقیت دے کر نبوت کے لئے) منتخب فرمایا" ۔ اس آیت کے علاوہ دوسری کئی آیات میں اللہ تعالیٰ نے الگ الگ انبیاء کی فضیلتیں بیان فرمائی جیسے حضرت داوٗدؑ اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے متعلق فرمایا" اور تحقیق ہم نے داوٗد اور سلیمان کو علم عطا کیا اور دونوں نے کہا تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو کثیر مومنوں پر فضیلت عطا کی" (النمل ۔ ۱۵)

مختلف آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبروں کے درجوں کو اللہ نے بلند
اور وہ تمام انسانوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی کم عقل بشر بشر سب برابر کے
اس کو چاہیئے کہ قرآن مجید کا گہری نظر سے مطالعہ کرے۔ ہم اہل السنت والجماعت
کہتے ہیں کہ بشر اور خیر البشر درجے میں برابر نہیں ہیں انبیائے کرام اور ہمارے
کا درجہ عام انسانوں سے بہت بڑا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ فرقہ مہدویہ کا ایک
پیشوا سید مصطفیٰ تشریف اللھی اپنی تصنیف میں لکھتا ہے کہ " سید محمد جون پو
مہدی موعود ہیں، نبی و رسول ہیں، بعض انبیاء سے افضل ہیں " (سراج الابصار
انصاف کی نظر سے اس جملے پر غور کیجئے کہ لکھنے والے نے بہ یک جنبش قلم ایک
رسول کو نبی اور رسول بنادیا اور بعض انبیاء سے افضل قرار دیا۔ کیا نبی عربیؐ کا
امتی کسی نبی سے افضل ہو سکتا ہے ؟ کیا نبی یا رسول کہلا سکتا ہے ؟ کیا سید محمد
پوری کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا تھا ؟ کیا ان پر کوئی فرشتہ نازل ہوا تھا ؟ کیا خاتم النبی
کے بعد کسی بشر کو نبی کہنا حق ہے ؟ ہر گز نہیں۔ کبھی نہیں۔ یہ تمام باتیں گمراہی
ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی باتوں سے محفوظ رکھے۔

(۵) اللہ نے رسولوں میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی۔

انبیاء علیہم السلام جو تمام انسانوں پر فوقیت رکھتے ہیں وہ بھی بلحاظ فضیل
برابر نہیں ہیں کیونکہ اللہ جل مجدہ نے رسولوں میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت
فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے " تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
الخ (البقرۃ ۔ ۲۵۳) یعنی " ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت
ہے " ۔ اسی آیت میں آگے اللہ فرماتا ہے ۔ " ان میں کچھ ایسے تھے جن سے اللہ نے کلام
۔ تین رسول ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ گفتگو فرمایا ۔ حضرت آدمؑ ، حضرت موسیٰ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا " اور کسی

درجوں کو بلند کیا اور عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو کھلی نشانیاں دیں اور ایک پاک روح (حضرت جبریلؑ) سے ان کی تائید کی"۔ دوسری سورت میں اللہ فرماتا ہے۔ ..."
وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ....." الخ (بنی اسرائیل ۔۵۵) مطلب یہ کہ "اور تحقیق ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے"۔ درج بالا دونوں آیات میں اجمالی طور پر اللہ نے رسولوں اور نبیوں میں بعض کو بعض پر فضیلت کا تذکرہ فرمایا اور بعض پیغمبروں کا علحدہ ذکر کر کے ان کی فضیلت بتلائی ۔ رسول اللہؐ کے متعلق کفار مکہ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا" ...
وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ ....." الخ (الزخرف ۔۳۲) یعنے "اور ہم نے ان میں سے بعض کے درجے بعض سے بلند کیے ہیں"۔ جب اللہ نے حضور اکرمؐ کو رسول بنایا تو مکے کے مشرکین اور کفار اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگے "قرآن دونوں شہروں (مکہ اور طائف) کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا"؟ کافروں نے دنیاوی لحاظ سے مال و دولت اور شہرت رکھنے والوں پر قرآن کے نزول کی خواہش کی تھی جیسے عتبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ، عمرو بن مسعود، کنانہ بن عمرو اور ان ہی کے جیسے دوسرے مالدار لوگ ۔ لیکن اللہ نے ان باتوں کو رد کرتے ہوئے اسی سورت میں فرمایا "کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں؟"۔ یہ تو رحمت خاصہ تھی جو ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آئی اور اللہ نے دنیا کے کروڑوں انسانوں میں اور عرب کے لاکھوں آدمیوں میں آپؐ کو منتخب کر کے اپنا رسول بنایا ۔ یہ درجہ اور یہ فضیلت نہ دنیاوی لحاظ سے نہ دینی لحاظ سے کسی کو ملی اور نہ قیامت تک کسی کو ملے گی ۔ وہ لوگ نادان ہیں جو حضور انورؐ کو اپنے جیسا بشر کہہ کر اللہ کی آیتوں سے کھلا انکار کر رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کا درجہ بلند فرمایا اور رسولؐ کے امتی رسولؐ کے درجے کو، رسولؐ کی عظمت کو، رسولؐ کی فضیلت کو، رسولؐ کی فوقیت کو، رسولؐ کی برتری کو اور رسولؐ کے اعلیٰ مقام کو گھٹانے کی

کوشش کرکے اپنے ایمان کو برباد کر رہے ہیں۔ ایسے ہی کم عقلوں میں ایک بدبخت محمد بن عبدالوہاب نجدی گزرا ہے جو وہابی فرقے کا بانی تھا۔ جس کے فرقے کی بنیادی تعلیم ہی رسول اللہؐ کی عظمت کو کم کرنا ہے اور امتیوں کے سامنے رسول اکرمؐ کی تقدیس کو کم کرنا ہے۔ ابن عبدالوہاب ہر جمعہ خطبے میں نبی کا وسیلہ لینے والے کو کافر کہتا تھا، رسول اللہؐ پر درود شریف پڑھنے سے منع کرتا تھا، حضورؐ کے اسم گرامی سے قبل سیدنا کہنے والے کو کافر قرار دیتا تھا، اکثر مرتبہ آنحضرتؐ کی شان اقدس میں گستاخی کرتا اور گستاخی کرنے والوں سے خوش ہوتا تھا۔ وہ لعین حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم کو "طارِش" کہتا تھا۔ طارش کے معنے ہیں پیام پہنچانے والا۔ گویا ابن عبدالوہاب کے نزدیک حضورؐ صرف اللہ کا پیام اس کے بندوں تک پہنچانے والے تھے۔ اور آپ پیام پہنچا کر چلے گئے۔ اب نہ آپؐ کی (نعوذ باللہ) کوئی اہمیت ہے نہ عظمت و وقعت ہے ایسے دریدہ دہن کا حشر کیا ہوگا قارئین سمجھ جائیں۔ اس کا فرقہ وہابی کہلاتا ہے۔ اس نے نجد (عرب) میں ۱۱۴۳ھ میں اس نئے فرقے کی بنیاد رکھ کر صرف اس بات کی تشہیر کی کہ "اس زمانے میں شرک عام ہو گیا ہے اس لئے ہر مسلم پر واجب ہے کہ توحید کو عام کرے"۔ ابن عبدالوہاب نے کتاب التوحید لکھ کر اپنے عقائد کو عام کیا۔ کئی سادہ لوح عرب اس کی باتوں میں آگئے۔ جب کثیر تعداد جمع ہو گئی تو اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ صرف ہم ہی صحیح معنوں میں مسلمان ہیں باقی مسلمان مشرک ہیں جن سے جہاد کرنا ضروری ہے۔ ان لوگوں نے معصوم مسلمانوں سے جہاد کرکے ہزاروں کو شہید کیا ہزاروں کو جلاوطن کیا۔ ابن عبدالوہاب نے اس وقت کے عرب کے بادشاہ کو اپنے عقیدے میں ملا لیا اور بادشاہ کی سرپرستی میں المقبرۃ المعلیٰ (مکے کے قبرستان) کے قبور کو کھدوا دیا۔ چند صحابہ اور تابعین کے قبور کو مسمار کر دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مزار کے اطراف اونٹوں کو بندھوا دیا۔ بَقیعُ الغَرقد (مدینے کے قبرستان) کے سینکڑوں اکابر صحابہ کے قبور کو منہدم کر دیا جن میں حضرت عثمان غنیؓ،

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت عباسؓ اور حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف قابل ذکر ہیں۔ صحابہ کے علاوہ اہل بیت اطہار کی مزارات کو مسمار کروایا جن میں نو اُمھات المومنین، حضورؐ کی چاروں صاحبزادیاں، ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم، دو نواسے حضرت حسنؓ اور سرمبارک حضرت حسینؓ وغیرہ شامل ہیں۔

ان بدبخت، گستاخ لعینوں وہابیوں کے متعلق جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے مفتی حضرت رکن الدین نے فتویٰ دیا کہ "سنیوں کو چاہیئے کہ غیر مقلدین (وہابی اور اہل حدیث مسلک کے پیروؤں) کو اپنی مسجد میں داخل ہونے نہ دیں اور نماز پڑھنے سے منع کریں (فتاویٰ نظامیہ۔جلد اول)۔ علاوہ ازیں علمائے فرنگی محل، علمائے بدایون اور علمائے بریلی کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ حضرت انوار اللہ فاروقیؒ (بانی جامعہ نظامیہ) اور حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ کا کہنا بالکل صحیح ہے کہ "کون بے غیرت مسلمان ہے جو نجدیوں (وہابیوں) اور دیوبندیوں کے گستاخانہ جملوں سے واقف ہونے کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی اپنے محبوب پیغمبرؐ کو مخالفین سے خود کو وابستہ رکھے گا"؟۔ فتوے میں وہابیوں کی اقتداء میں نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دینے کے علاوہ وہابیوں کو کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر کہا گیا۔

الحاصل اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں میں انبیاء اور مرسلین کے درجے کو بلند فرمایا ہے۔ ان کے درجے سے کوئی بشر بڑا درجہ نہیں رکھتا بلکہ ہر بشر نبیوں اور پیغمبروں سے کم رتبہ ہے اور خیر البشر سے بھی کم درجے کا ہے۔

(۶) تمام رسولوں میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فوقیت ہے

تمام انبیائے کرام اور مرسلین عظام میں ہمارے نبی کا کیا مقام ہے؟ قرآن حکیم اور احادیث شریفہ کے ذریعے یہ دیکھنا ہے کہ تمام صاحب کتاب رسولوں اور اولوالعزم پیغمبروں میں ہمارے رسولؐ کا کیا درجہ ہے؟ پورے وثوق و کامل یقین

اور مکمل اطمینان کے ساتھ ہم اہل السنت والجماعت یہی کہتے ہیں کہ تمام برگزیدہ اور صاحب کتاب رسولوں میں ہمارے نبی سید البشر، خیر البشر، فوق البشر، نبی الرحمۃ، رسول الرحمۃ، کاشف الکرب، روح القسط، علم الایمان، فصیح اللسان، مطہر الجنان، صاحب الکوثر، صاحب اللواء، سید المرسلین، امام المتقین، نعمۃ اللہ، ھدیۃ اللہ، عین النعیم عین الغر، مفتاح الجنۃ، مفتاح الرحمۃ، ذو فضل، ذو عز، سید ولد آدم، اور ابن عبد المطلب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بلند، رتبہ اعلیٰ، مقام افضل اور مرتبہ بالا ہے۔ اور آپؐ کی فضلیت تمام انبیاء میں سب سے بڑی اور مسلّم ہے۔ اس دعوے کے ثبوت میں چند آیات اور احادیث پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) اللہ جل مجدہ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج سے سرفراز فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے "سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○" یعنی "پاک ہے وہ (اللہ) جو اپنے بندے (حضرت محمدؐ) کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا۔ جس کے اطراف ہم نے برکت دی ہے۔ تاکہ ہم انھیں (حضور اقدسؐ) کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے"۔ واقعہ معراج کا تذکرہ اس آیت کے علاوہ سورہ نجم کے پہلے رکوع کی چند آیات میں ہے۔ حضرت امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں حضرت مالک بن صعصعہؓ کی طویل روایت نقل کی ہے جس میں شب معراج میں پیش آئے تمام واقعات کی تفصیل ملتی ہے جیسے شق صدر، براق پر سواری، جبریل کے ہمراہ مسجد حرام سے بیت المقدس جانا، مسجد اقصیٰ میں امامت کرنا۔ وہاں سے براق پر سوار ہوکر آسمان اول پر جانا، فرشتوں کا مرحبا کہنا، حضرت آدمؑ سے ملاقات کرنا، دوسرے آسمان پر حضرات یحییٰؑ اور عیسیٰؑ سے ملاقات کرنا، تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ سے ملنا، چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے ملنا، پانچویں پر حضرت ہارونؑ سے اور چھٹے پر

حضرت موسیٰؑ سے ملاقات کرنا، ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے ملنا، جنتوں کا اور جنت کی نہروں کا مشاہدہ کرنا، دوزخ اور اس کے مختلف عذابوں کا معائنہ کرنا، سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنا، پھر بلند مقام پر پہنچنا اور قلموں کے لکھنے کی آوازیں سننا، اللہ کا قرب حاصل ہونا، امت پر پچاس نمازوں کا فرض کیا جانا اور ان میں ۴۵ نمازوں کی تخفیف ہونا، دیدارِ رب سے مشرف ہونا اور پھر اسی رات مسجد الحرام میں واپس آجانا۔ واقعہ معراج کی روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت انسؓ بن مالک، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ابو حبہ انصاریؓ کے علاوہ دیگر صحابہ سے بھی ثابت ہے۔ معراج کے اس واقعے میں بے شمار ایسی باتیں ہوئیں جو حضور انورؐ کو سارے انبیاء سے ممتاز کر دیتی ہیں کیونکہ ایسا واقعہ نہ کسی نبی کے ساتھ پیش آیا نہ کسی صاحبِ کتاب رسول کے ساتھ ہوا اور نہ کسی کو معراج ہوئی۔ شاعر نے بالکل سچ کہا

شبِ معراج عروج تو گزشت از افلاک
بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی
(قدسی)

(۲) دیدارِ رب العلیٰ کے تعلق سے حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا "کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟" آپ نے فرمایا "وہ سراسر نور ہے۔ میں نے اپنے دل سے اپنے رب کو دیکھا" (مسلم) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں "کیا تمھیں تعجب ہوتا ہے کہ خلّت (خلیل کہا جانا) حضرت ابراہیمؑ کے لئے تھی کلام حضرت موسیٰؑ کے لئے اور دیدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے"۔ (نسائی) حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ "اللہ تعالےٰ نے اپنا دیدار اور اپنا کلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان تقسیم کر دیا۔ حضورؐ کو دو مرتبہ

اپنا دیدار کرایا اور حضرت موسیٰؑ سے دو مرتبہ باتیں کیں" (ترمذی) ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ "رسولؐ اللہ نے اپنے رب کو دیکھا" ۔ حضرت عکرمہؓ نے سن کر کہا کہ پھر اس آیت میں اللہ کا جو فرمان ہے اس کی بابت آپ کیا کہتے ہیں " لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ "...... الخ (الانعام ۔ ۱۰۳) یعنے " اسے کوئی نگاہ نہیں پا سکتی اور وہ سب نگاہوں کو پالیتا ہے" ۔ حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا " یہ اس وقت ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی پوری تجلی کرے ۔ ورنہ آپ نے دو دفعہ اپنے رب کو دیکھا ہے" (ترمذی) ۔

ان احادیث میں حضورؐ کا اپنے رب کا دیدار کرنا خود اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ تمام رسولوں سے افضل ہیں ۔ کسی اور رسول کے متعلق دیدار رب ثابت نہیں ہے ۔ مگر کئی احادیث میں دیدار کا تذکرہ ملتا ہے چاہے وہ دل سے ہی کیوں نہ ہو ۔ آپ کے علاوہ کسی نبی کو دل سے بھی دیدار رب نہیں ہوا ۔ شاعر کا کہنا صحیح ہے:

انبیاء و رُسل اور بھی یوں تو ہیں
مصطفیٰؐ ہر طرح ہیں مگر مصطفیٰؐ

(خواجہ شوقؔ)

(۳) حضور اقدسؐ کو اللہ نے آخری نبی بنا کر بھیجا اور نبوت کو آپ پر تکمیل فرمایا جیسا کہ ذیل کی حدیث میں ہے ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا " میری مثال اور دیگر انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے عمدہ مکان بنایا اور تکمیل تک پہنچایا مگر صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی ۔ جو لوگ اس مکان میں جاتے اور تعجب کرتے کہ کاش یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی ۔ دراصل وہ اینٹ میں ہوں اور خاتم النبین ہوں " (صحیح بخاری) اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا " مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ "۔۔۔ الخ (الاحزاب ۔ ۴۰) یعنے "محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتَم ہیں "۔

(الف) اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں آنحضورؐ کے لئے خاتَم النبین کے لفظ کا استعمال کیا اور حدیث میں بھی رسول عربیؐ نے اپنے لئے خاتم النبین کے الفاظ فرمائے۔ اس کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے اس آیت کو دلیل بنا کر ترجمے میں غلطی کر کے ہزاروں بلکہ لاکھوں معصوم افراد کو گمراہ کر دیا اور اسلام کے دائرے سے خارج کر دیا۔ خاتم کے دو معنے ہیں ختم کرنے والا یا مہر کرنے والا دونوں معنوں کے لحاظ سے رسول اکرمؐ خاتم النبین ہیں یعنے " تمام نبیوں کا ختم (اختتام) کرنے والے یا تمام انبیاء پر مہر لگانے والے "۔ کیونکہ مہر سب کے آخر میں لگائی جاتی ہے (لغات القرآن ۔ جلد دوم)۔ لیکن غلام احمد نے ترجمہ اس طرح کیا کہ " حضورؐ کے بعد بھی نبوت قائم ہے اور آپ اپنے بعد آنے والے نبیوں کی نبوت پر اپنی مہر لگا کر نبوت کی تصدیق کرتے ہیں "۔ ایسا ترجمہ قرآن مجید کے سینکڑوں عربی مفسرین میں سے کسی نے بھی نہیں کیا۔ کیونکہ خاتم المرسلینؐ کی فضیلت تمام انبیاء پر اس بات میں ہے کہ نبوت آپ پر اللہ نے مکمل کر دی، نبوت آپ پر ختم کر دی اور بابِ نبوت کو آپ کے بعد بند کر دیا۔ اب قیامت تک کوئی نبی اللہ کی جانب سے نہیں آئے گا۔ جتنے بھی حضورؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے وہ سب جھوٹے نبی کہلائیں گے۔

(ب) مرزا غلام احمد نے اپنے دعویٰ میں بطور ثبوت قاسم نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" (جس کا صحیح نام تَضلیل الناس ہونا چاہیئے) پیش کرتا ہے جس میں "دارالعلوم دیوبند کے بانی نے حضورؐ کو آخری نبی ماننے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ یہ بھی لکھ دیا کہ حضورؐ کے بعد اگر کسی نئے نبی کا آنا فرض کیا جائے تب بھی رسولُ اللہ کے خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ افسوس، صد افسوس، قاسم نانوتوی پر اور ان کی

دینی معلومات پر اور ان کی اتباع کرنے والے کم عقلوں پر کہ اللہ تو حضورؐ کو خاتم النبیین کہے اور خود رسول اللہؐ بھی اپنے کو خاتم النبیین کہیں اور ایک ادنیٰ امتی حضورؐ کے زمانے میں یا بعد میں نئے نبی کا تصور کرے۔ سیرت اور تاریخ اسلام پر جن کی اوسط معلومات ہیں وہ بھی یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے حیات طیبہ میں مُسیلَمۃُ الکذّاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور سَجاح نامی ایک عورت بھی نبوت کی دعوے دار تھی۔ دونوں نے شادی کر کے اپنی اپنی نبوت پھیلانی شروع کی تو کئی ہزار افراد نبوت کے جھوٹے دعوے داروں پر ایمان بھی لائے۔ حضور اکرمؐ نے محسوس کیا کہ یہ ایک فتنہ ہے جس کی سرکوبی ضروری ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک لشکر تیار کیا اور حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو سپہ سالار بنایا۔ لیکن یہ لشکر جانے نہ پایا تھا کہ حضور اقدسؐ کا وصال ہو گیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالنے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ اُسامہ بن زیدؓ کو ہی سپہ سالار بنا کر لشکر روانہ کیا جو فتح یاب ہو کر لوٹا اور مُسیلمۃ الکذاب وحشیؓ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ یہ جنگ اسلامی تاریخ میں جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے۔ اگر قاسم نانوتوی کے کہنے کے مطابق حضورؐ کے زمانے میں کسی نئے نبی کا آنا فرض کیا جائے تو رسول اللہؐ مسیلمہ سے درگزر فرما لیتے اور کسی لشکر کو تیار نہیں کرتے۔ آپ نے نبوت کے دعوے داروں کی سرکوبی کو اس لئے ضروری سمجھا تھا کہ یہ ایک فتنہ تھا اور یہ کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ پر نازل کی ہوئی آخری کتاب قرآن ہے۔ قیامت تک اللہ تعالیٰ نہ کسی نبی کو بھیجے گا۔ اور نہ کسی کتاب کو۔ ایک معمولی عقل رکھنے والا بھی اس بات کو تسلیم کرے گا۔

(۴) شافعُ المذنبین، سید المرسلین، امامُ المتقین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجے اور مقام کو جو بات سارے انبیاء سے ممتاز کرتی ہے وہ شفاعت ہے۔ اس طویل حدیث کے راوی دو معتبر صحابہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قیامت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "حشر کے میدان میں تمام انبیاء کی امتیں جمع ہوں گی۔ اہل جنت جنتوں کی طرف بھیجے جانے لگیں گے اور دوسرے کہیں گے اب ہماری شفاعت خدا کے پاس کون کرے گا؟ کہا جائے گا کہ (حضرت) آدمؑ کے پاس جاؤ۔ تمام لوگ (حضرت) آدمؑ کے پاس آکر شفاعت کی درخواست کریں گے۔ (حضرت) آدمؑ کہیں گے کہ مجھے اللہ کے سامنے جانے سے اس بات سے جھجک ہوتی ہے کہ اللہ نے جس درخت کے پاس جانے سے منع فرمایا تھا میں نے شیطان کے بہکانے میں آکر کھالیا تھا (البقرۃ ۳۰، ۳۶) اس لئے میں اللہ کے سامنے نہیں جاؤں گا۔ تم سب (حضرت) نوحؑ کے پاس جاؤ وہ پہلے صاحب شریعت رسول ہیں۔ تمام لوگ (حضرت) نوحؑ کے پاس جاکر شفاعت کرنے کہیں گے۔ حضرت نوحؑ یہ کہیں گے کہ مجھے اللہ سے شفاعت طلب کرنے سے جو چیز روکتی ہے وہ یہ کہ اللہ نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ کشتی میں صرف ان لوگوں کو سوار کرلو جو ایمان لائے ہیں (هود ت ۴۰) لیکن میں نے کشتی میں سوار ہونے کے بعد اپنے نافرمان بیٹے کو بھی کشتی میں بیٹھ جانے کہا تھا (هود ت ۴۲) مجھ سے محبت پدری میں یہ لغزش ہو گئی تھی۔ اب میں اللہ کے سامنے کیسے جاؤں؟ تم لوگ (حضرت) ابراہیمؑ کے پاس جاؤ اللہ نے انھیں خلیل کہا ہے۔ تمام افراد (حضرت) ابراہیمؑ کے پاس پہنچیں گے اور شفاعت کرنے کی خواہش کریں گے۔ حضرت ابراہیمؑ فرمائیں گے کہ شفاعت کے لئے اللہ کے روبرو حاضر ہونے سے جو بات مانع ہوتی ہے وہ یہ کہ میں نے بت خانے کے سارے بتوں کو توڑ کر بڑے بت کو نہیں توڑا تھا اور جب لوگوں نے پوچھا تو مصلحتاً میں نے کہا تھا کہ یہ کام بڑے بت نے کیا ہے اگر یہ چھوٹے بت کہہ سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو (الانبیاء۔ ۶۳)۔ میری یہ بات کذب میں شمار نہیں کی جاتی مگر یہ بات مجھے اللہ کے سامنے جانے سے روکتی ہے۔ تم لوگ موسیٰؑ کے پاس جاؤ اللہ نے ان سے کلام کیا تھا اور توراۃ ان پر نازل کی تھی۔ تمام لوگ (حضرت) موسیٰؑ کے پاس جاکر شفاعت کی درخواست کریں گے۔ حضرت موسیٰؑ کہیں

گے کہ میں بارگاہ خداوندی میں جانے سے اس لئے پیچھے ہٹ رہا ہوں کہ میرے سے انجانے میں ایک خطا ہو گئی تھی وہ اس طرح کہ میں نے ایک مرتبہ دو افراد کو لڑتے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک میری قوم کا تھا اور دوسرا دشمن قوم کا تھا۔ میری قوم کے آدمی نے جب مجھے مدد کے لئے پکارا تو میں نے دشمن قوم کے آدمی کو ایک گھونسہ مارا۔ جس سے وہ مر گیا اور اسی وقت میں نے کہا تھا کہ یہ شیطان کا کام ہے اور یہ کہ اے میرے رب! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے۔ (القصص ۱۵ و ۱۶)

حضرت موسیٰ کہیں گے اس واقعے کے سبب میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں تم لوگ عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ روح اللہ ہیں۔ پھر تمام لوگ (حضرت) عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور شفاعت کے لئے درخواست کریں گے۔ حضرت عیسیٰ کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں نے اپنی قوم کو اس بات کی تعلیم دی تھی کہ اللہ ایک ہے نہ اس کی اولاد ہے نہ اس کے ماں باپ ہیں مگر میرے بعد میری قوم نے مجھ کو ہی اللہ کا بیٹا بنا دیا (الصافات ۳۰) اس لئے میں اللہ کے حضورؐ میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ سب لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا ہاں میں اس کے (شفاعت کے) لائق ہوں۔ پھر میں اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا۔ مجھ کو اللہ کی جانب سے اجازت ملے گی۔ میں اللہ کی حمد بیان کروں گا۔ اس حمد کے کلمات اب مجھے یاد نہیں ہیں۔ پھر میں اس کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ اللہ حکم دے گا۔ "اے محمد! سر اٹھاؤ اور کہو۔ تمہاری بات سنی جائے گی۔ مانگو دیا جائے گا اور شفاعت کرو قبول ہو گی میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت"۔ حکم ہو گا "دوزخ کی طرف جاؤ اور جن لوگوں کے دل میں جو برابر ایمان ہو ان کو نکال لو"۔ چنانچہ میں ان تمام لوگوں کو نکال لوں گا پھر واپس آؤں گا اور اللہ کی حمد و ثناء کر کے سجدے میں گر جاؤں گا۔ حکم ہو گا اے محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ اور کہو۔ سنا جائے گا۔ مانگو دیا جائے گا اور شفاعت کرو

قبول کی جائے گی" ۔ میں عرض کروں گا "اے پروردگار! میری امت، ۔ حکم ہوگا جاؤ اور جن کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو انھیں بھی دوزخ سے نکال لو" ۔ چنانچہ میں جاکر ان کو نکال لوں گا ۔ پھر واپس آؤں گا اور وہی تعریفیں اور محامد کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑوں گا ۔ اللہ کا حکم ہوگا جاؤ ۔ جن کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو ان کو بھی دوزخ سے نکال لو ۔ میں جاکر ان کو بھی نکال لوں گا ۔ چوتھی دفعہ پھر میں سجدے میں گروں گا، حمد و ثناء کروں گا ۔ اللہ پھر وہی فرمائے گا میں کہوں گا" پروردگار! تو مجھے ان لوگوں کے واسطے بھی حکم دے جنھوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا" ۔ اللہ فرمائے گا" مجھ کو اپنے عزت و جلال اور اپنی کبریائی و عظمت کی قسم ۔ میں ان لوگوں کو بھی دوزخ سے نکالوں گا جنھوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا" ۔ (صحاح ستہ اور مشکوٰۃ المصابیح) ۔

اس طویل حدیث میں سرور کون و مکان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت ہوتی ہے ۔

(۵) حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت کردہ یہ حدیث بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام پیغمبروں پر ثابت کرتی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میں یہ باتیں بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ قیامت کے دن میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا ۔ لواء حمد (حمد کا جھنڈا) بھی میرے ہاتھ میں ہوگا ۔ تمام انبیاء میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے ۔ سب سے پہلے میری ہی قبر کھلے گی ۔ سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور میری شفاعت مقبول ہوگی (ترمذی ۔ کتاب المناقب) ۔

(۶) درج ذیل حدیث بھی حضور اقدسؐ کی شفاعت کو ثابت کرتی ہے ۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا" میرے پاس خدا کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور مجھے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حق دیا ۔ نصف امت کا جنت میں داخلے کا حق یا شفاعت کا حق ۔ پس میں نے شفاعت [illegible] مستحق [illegible] شخص ہے جو شرک کی حالت

میں نہ مرے" (ترمذی شریف)۔

(۷) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رسولوں پر فضیلت اس حدیث سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جنگ تبوک میں رسولُ اللہ رات کی نماز (تہجد) پڑھنے کے لئے اٹھے تو بعض صحابہ آپ کی حفاظت کرنے لگے۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ "آج رات مجھے پانچ چیزیں خصوصیت کے ساتھ دی گئیں۔ یہ امتیازات مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دئے گئے تھے۔ (۱) یہ کہ میں ساری دنیا کے لوگوں کی طرف پیغمبر بن کر آیا ہوں (الاعراف ۱۵۸) اس سے قبل ہر رسول صرف اپنی قوم کی طرف ہی رسول ہو کر آتا رہا ہے (۲) مجھے صرف رعب ہی سے دشمن پر نصرت حاصل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ میرے اور میرے دشمن کے درمیان ایک مہینے کی مسافت ہو مگر اس پر میرا رعب چھا جاتا ہے (۳) مال غنیمت کو اللہ نے میرے اور میری امت کے لئے حلال کر دیا ہے (الانفال ۶۹) لیکن مجھ سے قبل مال غنیمت کو استعمال کرنا یا کھانا گناہ کبیرہ تھا اور اس کو جلا دیا جاتا تھا۔ (۴) ساری زمین میرے لئے پاک ہے اور مسجد (عبادت کی جگہ) ہے۔ جہاں کہیں نماز کا وقت آیا اسی مٹی سے مسح کیا اور اسی مٹی پر نماز ادا کر لیا (المائدۃ ۶) مگر مجھ سے پہلے کے لوگ صرف اپنے اپنے عبادت خانوں میں عبادت کرتے تھے۔ (۵) مجھ سے کہا گیا کہ ایک چیز کی اجازت ہے طلب کر لو۔ ہر نبی نے بھی اپنی پسندیدہ چیز کی درخواست کی ہے لیکن میں نے اپنا سوال قیامت کے دن پر اٹھا رکھا ہے اور وہ تمہارے لئے ہے اور توحید کے قائل کے لئے ہے (صحیح مسلم)۔

صحیح مسلم شریف کی اس حدیث میں تو رسول اللہ نے بالکل واضح الفاظ میں یہ فرمادیا کہ اللہ کی جانب سے حضور اکرمؐ کو پانچ ایسی خاص خصوصیتیں دی گئیں جو آپ سے قبل کسی نبی یا رسول کو نہیں دی گئی تھیں۔ اور یہی باتیں رسول اللہ کو دوسرے انبیاء کے مقابل میں مقام امتیاز پر پہنچا دیتی ہیں۔ ہم اہل السنت

والجماعت اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ افضلُ الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و
آلہٖ وسلم کی امت میں اللہ نے پیدا فرمایا شاعر کا کہنا بالکل بجا ہے ؎

رحمتِ دو جہاں ، شافعِ عاصیاں
بن کے آئے ہیں خیرالبشر مصطفیٰؐ

دلاور حزیںؔ

افضلُ الانبیاء ، سیدّ الانبیاء ، خاتَم الانبیاء ، صاحبِ تاج اور صاحبِ معراج حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سارے انبیاء اور رسولوں سے بڑا ہے۔ جس کا ثبوت احادیث سے میں نے دیا۔ احادیث بھی وحی کا درجہ رکھتے ہیں۔ علماء نے وحی کی دو قسمیں بتائیں (۱) وحیُ مَتلو (جس وحی کی تلاوت کی جاتی ہے یعنے قرآن حکیم) (۲) وحیُ غیر مَتلو (جس وحی کی تلاوت نہیں کی جاتی یعنے احادیث شریفہ)۔ جن لوگوں کے قلوب میں حضور اقدسؐ کی عظمت ہے وہ حضورؐ کو یقیناً افضل الانبیاء کہتے ہیں۔ لیکن جن کے ہاں حضور انورؐ کی کوئی عظمت نہیں اور جو حضورؐ کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں وہ ایسی احادیث کے متعلق یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا غلط ہے حالانکہ حدیث کے ضعف کا ان کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہوتا۔ حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے اصول حدیث کا جاننا لازمی ہے۔ ذیل میں چند گمراہ راہبروں کے جملے ان کی ہی کتابوں سے نقل کرتا ہوں جن کے پاس رسول عربیؐ کا کوئی مقام نہیں ہے۔ وہ تو حضورؐ کو اپنے جیسا بشر کہہ کر حضورؐ کے افضلُ الانبیاء ہونے کا انکار کرتے ہیں اور عوام الناس میں سے بعض ان کی باتوں پر صدق دل سے یقین کر کے اپنے ایمان کو تباہ و برباد کر لیتے ہیں۔

(ج) وحید الدین خاں "الرسالہ" کے مدیر نے لکھا کہ "پیغمبر اسلام افضل الانبیاء نہیں ہیں" (وحید الدین خاں ۔ علماء اور دانش وروں کی نظر میں) ۔ لیپا گے

کرنل معمر قذافی کے زیر سایہ پلنے اور اس کے ٹکڑوں پر اپنی زندگی گزارنے والے وحید الدین خاں نے جو انگریزی ادب کا کچھ مطالعہ کر کے اپنے آپ کو مشاہیر اسلام سے اعلیٰ سمجھتے ہیں ان کی نظروں میں نہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اہمیت ہے نہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی وقعت ہے۔ اپنے طور پر ہر قسم کی آزادی افکار کی راہ پر چلنے والے غلامانہ ذہنیت والے، مغرب سے متاثر ہونے والے اور اپنے منہ میاں مٹھو بننے والے نے علماء و صوفیاء پر وار کرنے کے علاوہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عزت کو گھٹانے کے لئے لکھ دیا "حضور افضل الانبیاء نہیں ہیں"۔ اس عقل کے سٹھیائے ہوئے سے کوئی پوچھے کہ بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کی دیگر احادیث کی کتابوں میں اور قرآن حکیم کے بعض آیات میں رسول مقدس کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں کیا وہ صحت پر مبنی ہیں؟ اور اگر حضور افضل الانبیاء نہیں ہیں تو پھر دوسرے کونسے نبی یا رسول افضل الانبیاء کہلاتے ہیں؟ اپنے شیطانی قسم کے دماغ سے کسی بات کا نکالنا اور لکھ دینا بہت آسان ہے مگر اس کی تائید میں قرآن و حدیث سے دلیل پیش کرنا بہت مشکل ہے۔

(د) فرقہ مہدویہ کے سید مصطفیٰ تشریف اللّٰھی نے اپنی کتاب میں بندگی شاہ برہان کے ان الفاظ کو نقل کیا ہے کہ "مہدی سے صرف خدا افضل ہے" (سراج الابصار)۔ مطلب بالکل صاف ہے کہ سید محمد جون پوری کا درجہ حضور اکرمؐ سے بڑا ہے اور ان سے کوئی افضل نہیں ہے۔ اور کوئی افضل ہے تو صرف اللہ ہی افضل ہے حیرت ہوتی ہے ان عقل کے اندھوں پر جنھوں نے ایک جھوٹے نبی کے تعلق سے ایسا لکھ دیا۔ غور کیجئے کہ ایک جھوٹا نبی جس کا ایمان متزلزل ہے اور جو صحیح معنوں میں مسلمان یا مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور ایسے شخص پر ایمان لانے والے بھی مسلمان نہیں کہلا سکتے اس کا درجہ خدا کے بعد ہے اور مہدی سے صرف اللہ افضل ہے۔ کتنی کھلی جہالت اور گمراہی ہے۔ جبکہ امت محمدیہ میں ننانوے فیصد افراد کا یہ صحیح

عقیدہ ہے کہ اللہ ربّ العزت کے بعد صرف اور صرف حضور اکرمؐ کی ذات مبارکہ ہے اور کسی کی بھی نہیں ۔ شاعر نے حقیقت کا اظہار کیا ؎

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَجْھِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَر
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ
بعد از خدا بُزُرگ توئی قصہ مختصر

(جامیؒ)

اشعار کا مطلب یہ ہے کہ "اے حسن و جمال والے نبیؐ! اور اے انسانوں کے سردار! آپ کے منور اور روشن چہرہ مبارک سے چاند کو روشنی ملتی ہے اور اسی باعث چاند منور ہے ۔ اے نبیؐ آپ کی تعریف اور مدحت جیسی ہونی چاہیے انسانوں سے ناممکن ہے ۔ مختصر بات یہ ہے کہ اللہ جَلَّ جلالہٗ کے بعد آپ ہی بڑا درجہ رکھتے ہیں"

گزشتہ تقریباً پونے چھ سو سال سے یہ گمراہ فرقہ پیدا ہوا جس کے تعلق سے ہندوستان کی کئی دینی جامعات نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ "فرقہ مہدویہ باطل فرقہ ہے اور جہنمی ہے ۔ ان کے سارے عقائد کفریہ ہیں جنھیں ماننے والا مسلمان نہیں ہے ۔ ان کے گمراہ عقائد کو سننا بھی خطرے سے خالی نہیں ۔ فرقۂ مہدویہ کا یہ عقیدہ کہ سید محمد جون پوری مہدی موعود ہیں، رسول اور نبی ہیں، انبیاء سے افضل ہیں قطعاً غلط، مردود اور باطل ہے ۔ احادیث مبارکہ میں مہدئ موعود کی کوئی علامت ان میں نہیں پائی جاتی ۔ ایسے کذاب سے جن خرق عادات امور کا اظہار ہوا ہے انھیں معجزہ یا کرامت نہیں کہا جاسکتا کیونکہ معجزات کا صدور صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے ۔ اصل مہدی موعود (جو قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے) بھی کسی نبی سے افضل یا ان کے

ہم پلہ قرار نہیں دئے جاسکتے چہ جائے کہ ایک جھوٹے مدعی کو نبی سے افضل قرار دیا جائے ۔ اس لئے یہ فرقہ اپنے عقائد باطلہ اور غوایات ظاہرہ کی بناء پر یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج ہے " ۔ یہ فتاوے مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل گجرات کے علاوہ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد یوپی، مظاہرالعلوم سہارن پور اور دارلعلوم اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی کے ہیں =

حیدرآباد کی سوا سو سالہ قدیم درس گاہ جامعہ نظامیہ، شبلی گنج حیدرآباد کا فتویٰ یہ ہے " اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی و رسول ہیں ۔ آپ پر نبوت و رسالت ختم کردی گئی ۔ قیامت تک کوئی نیا نبی و رسول مبعوث نہیں ہوگا ۔ فرقۂ مہدویہ کے بیان کردہ عقائد انکار ختم نبوت و رسالت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کفریہ عقائد ہیں ۔ بناءً علیہ یہ فرقہ خارج عن الاسلام ہے " ۔ معصوم مسلمان جو دین اور فرقوں کے متعلق کم معلومات رکھتے ہیں ایسے گمراہ کن فرقوں کے عقائد اختیار کر کے اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں اللّٰھم احفظنا...

(ٹھ) اسمعیل دہلوی (جس کو تبلیغی جماعت والے اپنے اکابرین میں کہتے ہیں) نے اپنی کتاب میں لکھا ہے " انبیاء کی تعریف بشر کی سی کرو ۔ سو اس میں بھی کمی کرو " ۔ اسی کتاب میں دوسری جگہ ہے کہ " حضور کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنا چاہیئے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں " (تقویت الایمان) ۔ اسمعیل دہلوی کے ان دونوں جملوں کو پڑھنے سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ انبیاء کا کوئی مقام نہیں ہے ۔ انبیاء عام انسانوں کے جیسے ہیں ۔ انبیاء میں رسول اللہ بھی ہیں اور وہ بھی عام بشر کی طرح ہیں ۔ آپ کی تعریف کریں تو ایک بشر کے جیسی ہی تعریف کریں بلکہ عام انسان کی تعریف سے بھی کم تعریف کریں ۔ اور آپ کی تعظیم اپنے بڑے بھائی کے برابر کریں کیونکہ آپ بھی (نعوذباللہ) عام انسانوں کی طرح ہیں ۔ اس کم عقل اسمعیل دہلوی کو شائد رسول اکرم کی شان رفعت اور بے شمار خصوصیات معلوم نہیں تھیں اس لئے ایسا

لکھ دیا۔ ایک کم علم مسلمان بھی اس بات کو قبول نہیں کرے گا کہ رسول اللہؐ کی تعریف بشر سے بھی کم کی جائے۔ (خصوصیاتِ رسولؐ کا تذکرہ اس کتاب کے حصۂ دوم میں دیکھئے)۔ حضور اقدسؐ کی شان میں ایسی بات وہی کہہ سکتا ہے جس کو حضورؐ کی شان مبارک کا علم نہ ہو۔ اسمعیل دہلوی نے تو ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب کا ترجمہ تقویت الایمان کے نام سے کتابی صورت میں طبع کر دیا۔ ظاہر ہے کہ کتاب لکھنے والے کو کچھ نہ کچھ علم تو ہوتا ہے کوئی جاہل کتاب نہیں لکھ سکتا۔ لیکن یہ کیسا جاہل ہے؟ جس کو حضور انورؐ کا مقام اور مرتبہ نہیں معلوم۔ جس کو افضل الانبیاء کا تمام رسولوں میں درجہ نہیں معلوم۔ جس کو افضل الانبیاء اور ایک بشر کا فرق نہیں معلوم۔ یہ بات تو رسول اللہؐ کی عظمت کو گھٹانے کے لئے لکھی گئی، عمداً لکھی گئی، معصوم اور کم عقل مسلمانوں کو گمراہ کرنے لکھی گئی۔ ایسا لکھنے والے کا ایمان ہی ناقص ہے۔

(و) اس کتاب کی سفارش کرتے ہوئے تبلیغی جماعت کے ایک اور شرپسند رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ "اسمعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان ہر گھر میں رکھنا عین اسلام ہے"۔ استغفراللہ۔ میں تو سیدھی بات کہتا ہوں کہ یہ کتاب اسی مسلمان کے گھر میں ہوگی جس کا ایمان ناقص اور کمزور ہے۔ اگر اپنے ایمان کو قوی کرنا چاہتے ہو تو اس کتاب کو پھاڑ کر جلادو۔ کیونکہ کتاب لکھنے والے کا اور سفارش کرنے والے کا ایمان ہی غارت ہو گیا۔ ان گستاخوں کے ناموں پر لوگ مولوی بھی لکھتے ہیں حالانکہ ان لوگوں کو مولوی کہنا یا لکھنا لفظ "مولوی" کی توہین ہے۔ اسی طرح ان جاہلوں کو عالم کہنا لفظ "عالم" کی تضحیک ہے۔

(۷) رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے روز میں تمام انبیاء کا پیشوا ہوں گا" اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انبیاء کا پیشوا وہی ہو سکتا ہے

جو سارے انبیاء میں افضل ہو ۔ اور قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ اللہ نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے ۔ غرض آپ کی فضیلت قرآن حکیم سے، احادیث شریفہ سے اور اجماع امت سے ثابت ہے ۔ اس حقیقت سے انکار کرنے والا جاہل اور کم علم ہی ہو سکتا ہے کوئی کتاب لکھنے والا نہیں ہو سکتا ۔ یہ تو محض آنحضور سے بغض و عناد کی وجہ سے لکھا گیا ہے ۔

(ز) جماعت اسلامی کے بانی ابو الاعلیٰ مودودی نے بھی اپنی تحریروں میں رسول اللہؐ کے درجے کو گھٹانے والی باتیں بیان کی ہیں ایک جگہ لکھتے ہیں " ان امور کے متعلق جو باتیں حضورؐ سے احادیث میں منقول ہیں وہ در اصل آپ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے ۔ (ترجمان القرآن)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ " جو امور آپ نے عادتاً کیے ہیں انھیں سنت بنا دینا اور تمام دنیا کے انسانوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ ان عادات کو اختیار کر لیں اللہ اور رسول کا ہرگز یہ منشا نہ تھا ۔ یہ دین میں تحریف ہے " ۔ (رسائل و مسائل جلد دوم) اسی کتاب میں انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ " میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت ہے " ۔ ابو الاعلیٰ مودودی کی بعض ایسی کتابیں ہیں جن میں رسول اکرمؐ کے مقام اور رتبے کو کسی نہ کسی انداز میں گھٹانے کی کوشش کی ہے ۔ اوپر کے جملوں میں احادیث کو قیاسات کہنا کتنی بڑی نادانی ہے ۔ اور پھر حضورؐ کو اپنی ہی باتوں میں شک تھا کہنا کتنی بڑی گستاخی اور جہالت ہے ۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کے تعلق سے صاف الفاظ میں فرمایا " وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم ۳ تا ۴) یعنی " اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے کچھ کہتے ہیں ۔ (ان کا ارشاد) وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے " علامہ ابن کثیر نے ان آیات کی تشریح میں لکھا ہے کہ حضور رسول اللہ کا کوئی قول یا کوئی فرمان اپنے نفس کی خواہش اور ذاتی غرض سے نہیں

ہوتا بلکہ جس چیز کا آپؐ کو اللہ حکم دیتا ہے آپؐ وہی کلمات اپنی زبان مبارک سے
نکالتے ہیں۔ جو وہاں سے (اللہ کے پاس سے) کہا جائے وہ آپ کی زبان سے ادا ہوتا ہے
(تفسیر ابن کثیر۔ پارہ۔ ۲۷) امام احمد ابن حنبلؒ نے لکھا کہ "حضرت عبداللہ بن عمرؓ
روایت کرتے ہیں میں حضورؐ سے جو کچھ سنتا تھا اسے یاد کرنے کے لئے لکھ لیا کرتا تھا۔
بعض قریشیوں نے مجھے یہ کہہ کر روک دیا کہ رسول اللہؐ ایک انسان ہیں کبھی غصے
میں کچھ فرما دیتے ہیں ان کے کہنے پر میں لکھنے سے رک گیا اور اس کا ذکر رسول اللہؐ سے
کیا تو آپ نے فرمایا "لکھ لیا کرو۔ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میری
زبان سے سوائے حق کے اور کوئی کلمہ نہیں نکلتا"۔ (مسند احمد) امام احمد بن حنبلؒ
نے یہ حدیث بھی لکھی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں
کہتا"۔ یہ سن کر بعض صحابہؓ نے کہا "یا رسول اللہؐ! کبھی آپ ہم سے خوش طبعی بھی
کرتے ہیں کیا وہ بھی حق ہے؟"۔ آپؐ نے فرمایا "اس وقت بھی میری زبان سے ناحق
نہیں نکلتا"۔ (مسند احمد) قرآن حکیم کی دو آیات اور ان مستند احادیث کو سامنے رکھ
کر غور کیجئے۔ ایک کم علم اور ذی عقل والا بھی کہے گا کہ رسول اللہؐ کی زبان مبارک
سے نکلی ہوئی ہر بات وحی کا درجہ رکھتی ہے جسے حدیث کہا جاتا ہے۔ کوئی حدیث قیاس
کے دائرے میں نہیں آتی اور نہ حضورؐ کو اپنی باتوں میں کوئی شک تھا۔ یہ تو سراسر
احادیث کا انکار ہے جیسے اہلِ قرآن حدیث کے منکر ہیں۔ اور پھر ابو الاعلیٰ کا حضور انورؐ
کے عادتاً کئے ہوئے امور کو سنت نہ ماننا سنت کی توہین کے مترادف ہے۔ اور ایک
امتی اگر اپنے رسول کی سنتوں پر عمل نہ کرے تو کس کی سنت پر عمل کرے؟
رسول اللہؐ کی سنتوں کو اختیار کرنے کا خود آپؐ نے حکم دیا اور فرمایا "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي"
یعنی (تم سب پر میری سنت کا اختیار کرنا ضروری ہے"۔ ابو الاعلیٰ مودودی نے اپنے
پیروؤں کو حضورؐ کی سنت سے کتنا دور کر دیا؟ اور انہوں نے سارے دیوبندیوں کو
بھی مات کر دیا۔ اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اسمعیل دہلوی

اور خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ کی گستاخیوں اور دریدہ دہنیوں سے بھی آگے نکل گئے۔
اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا......

ابو الاعلیٰ مودودی کے عقائد کے متعلق کئی فتوے دئے گئے۔ ان کے اقتباسات ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔ "ابو الاعلیٰ مودودی کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ ان کے عقائد باطل، نظریات کاسد اور خیالات فاسد ہیں۔ مسلک کے اعتبار سے وہ غیر مقلد ہیں اور مخصوص نظریات کی وجہ سے دائرۂ اہل سنت سے خارج ہیں ان کی تحریک، تحریک ضلالت ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ نہ ان کتابوں اور رسائل کا مطالعہ کریں اور نہ ان کی تحریک میں شریک ہوں۔ رسول اللہ کا فرمان ہے "اِیَّاکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ"۔ (مسلم شریف) مطلب یہ کہ تم (بدعقیدہ افراد سے) دور رہو اور ان کو (اپنے سے) دور رکھو تو وہ تمہیں نہ گمراہ کر سکیں گے اور نہ تمہیں فتنے میں مبتلا کریں گے (محمد رضوان الرحمن فاروقی۔ مفتی مالوہ۔ اندور)۔

دار العلوم دیوبند کا فتویٰ یہ ہے۔ مسلمانو! جماعت اسلامی کی تحریک میں ہرگز شریک نہ ہونا چاہیئے ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ شرعاً اس تحریک میں حصہ لینا ہرگز جائز نہیں۔ اس جماعت کے مقاصد کی نشر و اشاعت جو کرتا ہے وہ بجائے فائدے کے گناہ کا کام کرتا ہے۔ اگر کوئی مسجد کا امام مودودی کا ہم خیال ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے (سید مہدی حسن۔ صدر مفتی دار العلوم دیوبند)۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی نے فتویٰ جاری کیا کہ "ابو الاعلیٰ مودودی کو میں جانتا ہوں۔ وہ کسی معتبر اور معتمد علیہ عالم کے شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں۔ ان کے مضامین میں بڑے بڑے علمائے کرام صحابۂ کرام پر بھی اعتراضات ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اس تحریک سے علحدہ رہنا چاہیئے۔ مفتی دار العلوم منظر اسلام بریلی کا فتویٰ ہے کہ "مودودی اور اس کی تحریک سے مسلمانوں کو دور رہنا لازم ہے۔ اس کی یہ تحریک نئی نہیں ہے۔ یہ وہی پرانی خارجیت ہے جو نئے روپ اختیار کر چکی ہے۔ یہ وہی پرانی تحریک وہابیت

ہے جو نجد میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے پیدا کی۔ مودودی نے اس تحریک کو اب نئے رنگ سے دل فریب عنوانوں کے ساتھ پھیلایا ہے (سید محمد افضل حسین۔ مفتی دارالعلوم منظر اسلام بریلی)=

(ح) اہل تشیع یعنے رافضی حضرت علی مرتضیٰ کی ذات میں غلو کرکے یہ کہتے ہیں کہ "حضرت جبرئیلؑ نے منصب نبوت کو پہنچانے میں خیانت کی اور انہوں نے نبوت کو حضرت علیؓ کے بجائے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچایا" = رافضیوں کی کتنی کھلی گمراہی ہے۔ کلمہ پڑھتے ہیں حضور اقدسؐ کے نام کا اور ایک مقرب بارگاہ خدا فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو خائن کہتے ہوئے منصب رسالت کو حضرت علیؓ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اہل تشیع کے اس عقیدے پر ماتم کرنا چاہیے جنھیں اتنی بھی عقل نہیں کہ دس سال کے نابالغ لڑکے پر وحی کیسے نازل ہو سکتی تھی؟ جب اللہ نے رسول اللہ کو نبوت سے سرفراز فرمایا اس وقت حضورؐ کی عمر شریف چالیس سال تھی اور حضرت علی دس سال کے کمسن لڑکے تھے۔ ان کے والد ابو طالب نے خود حضرت علی کو آنحضرت کی آغوش میں دے دیا تھا اور حضورؐ کی شفقت میں وہ پروان چڑھ رہے تھے۔ عمر کا اتنا بڑا تضاد رافضیوں کو یقیناً معلوم ہے مگر وہ حُب علیؓ میں غلو کرکے حضورؐ کی رسالت کے منکر ہوئے اور حضرت جبرئیل کو خیانت کرنے والا کہہ کر اپنے آپ کو اللہ کے غضب میں گرفتار کرلیا = اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ" ○ (البقرۃ۔۹۸) مطلب یہ کہ "جو دشمن ہے اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبرئیل کا میکائیلؑ کا۔ پس بے شک اللہ ایسے کافروں کا دشمن ہے"۔ اس آیت سے پہلے کی آیت میں اہل تشیع کی غلط فہمیوں کا ازالہ اس طرح ہے۔ "(اے نبی! کہہ دے کہ جو جبرئیل سے دشمنی رکھتا ہے (وہ جان لے) بے شک انھوں نے (جبرئیلؑ نے) اللہ تعالیٰ کے حکم سے (یہ قرآن) آپ کے قلب (مبارک) پر نازل کیا ہے" (البقرۃ۔۹۷)

دونوں آیات کا مفہوم سامنے ہے۔ اب ذرا غور کیجئے کہ اللہ کے برگزیدہ فرشتے جبرئیلؑ نے کیسے خیانت کی؟ وہ تو اللہ کے حکم سے حضور انورؐ پر قرآن نازل کئے۔ نہ ان سے خیانت ہوئی نہ غلطی ہوئی۔ اللہ رب العزت نے ابتدائے آفرینش سے ہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول منتخب فرمادیا تھا۔ پھر آپؐ کے بجائے حضرت علیؓ کس طرح رسول ہوسکتے تھے؟ ایسا عمداً کہہ کر رافضیوں نے اپنے آپ کو کافروں کے زمرے میں شامل کرلیا اور اللہ تعالیٰ کو اپنا دشمن بنالیا۔ یہ دو آیات تو یہودیوں کے حق میں اللہ نے نازل فرمائی تھیں مگر اہل تشیع اس کے حقدار ہوگئے۔

رافضیوں کے گمراہ عقیدوں میں تو یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ ہی اللہ ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ ثُم نَعُوذُ بِاللّٰہِ۔ اس کے علاوہ رافضیوں نے اپنی طرف سے حضرت علیؓ کی شان میں کئی جملے بنائے اور انھیں احادیث سے موسوم کردیا۔ قرآن حکیم کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ جو قرآن امت محمدی کے پاس ہے وہ حقیقی نہیں ہے اس میں کمی کی گئی ہے۔ چنانچہ اہل تشیع نے اپنی جانب سے چند سورتیں اضافہ کی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور انھیں گالیاں دیتے ہیں۔ جبکہ یہ چاروں اہل السنت والجماعت کے نزدیک احترام والی شخصیتیں ہیں۔

ایسے عقائد رکھنے والا کوئی بھی فرقہ اسلام سے خارج ہے چاہے وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو اور حج کرتا ہو۔ حضرت پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تالیف غنیۃ الطالبین میں رافضیوں کی مختلف شاخوں اور ان کے گمراہ عقائد کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ حضرت غوث اعظمؒ نے رافضیوں کو مسلمانوں کا بدترین گمراہ فرقہ قرار دیا اسی لئے اہل تشیع حضرت جیلانیؒ کی شان میں گستاخی اور فحش کلامی کرتے ہیں۔

اہل تشیع حضرت جبرئیلؑ کو خائن کہہ کر آنحضرتؐ کی نبوت کو حضرت علیؓ کی طرف منسوب کرکے حضور پرنورؐ کی عظمت کو گھٹاتے ہیں۔ مگر اس سے رسول اللہ کی

رفعت و عظمت میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ آئے گا بلکہ ایسا کہنے والے ہی ذلیل و خوار ہوں گے ۔ حیرت تو اس بات کی ہے کہ ہم اہل السنت والجماعت ایسے گمراہ عقیدے رکھنے والے رافضیوں کے بعض بے جا رسومات پر سختی سے عمل پیرا ہیں اور ان غلط باتوں کو فرض یا سنت سمجھ کر پابندی سے عمل کرتے ہیں مثلاً مُردے کو قبر میں رکھنے کے بعد مٹی کے ڈھیلے پر سورۂ اخلاص پڑھ کر مُردے کے بائیں جانب رکھنا، دفن کے بعد چالیس قدم پر جا کر فاتحہ پڑھنا، حضرت امام جعفر صادقؓ کی نیاز میں گوشت نہ پکانا اور کھیر پوریاں کمرے سے باہر نہ نکالنا، عَلم بٹھانا، علم اٹھانا، علم پر نذر چڑھانا، میلوں میں شرکت کرنا، محرم میں سیاہ لباس پہننا محرم میں نئے دلہا دلہن کو علحدہ رکھنا جسے محرم چھپانا کہا جاتا ہے ۔ صَفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا وغیرہ وغیرہ ۔ ہمیں ان باتوں سے بچنا چاہئے اور ان بے کار باتوں کو چھوڑ کر رسول اللہؐ کی سنتوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ اسی میں ہماری بھلائی ہے ۔ ہمیں اس بات پر فخر کرنا چاہئے کہ اللہ جَل جلالہ نے ہم کو خیر البشر رسولؐ کا امتی بنا کر پیدا کیا ۔ وہ رسولؐ جن کا درجہ تمام انبیاء سے افضل ہے ۔ وہ رسولؐ جن کی بعض خصوصیتیں دوسرے کسی رسول میں نہیں ہیں ۔ وہ رسولؐ جن کا کوئی ثانی نہ ماضی میں گزرا نہ حال میں کوئی ہے اور نہ مستقبل میں کوئی ہوگا ۔

(ط) حضور اقدس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثانی نہیں ہے

لیکن اس کم عقل محمود حسین دیوبندی کا ماتھا پیٹئے کہ جب ایک گستاخ رسول رشید احمد گنگوہی اس دنیا سے گزر گیا تو محمود حسین نے ایک مرثیہ لکھا اور ایک مصرع میں لکھتا ہے ۔ اٹھا دنیا سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی = دیکھئے مصرعے میں کتنی کھلی گستاخی کر کے محمود حسین دیوبندی نے ایک ادنیٰ امتیٔ رسول کو رسول کا ثانی بنا دیا ۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ایک کم عقل والا بھی یہی کہے گا کہ رسول اللہؐ کا ثانی کوئی نہیں ہو سکتا ۔ نہ کوئی صحابی، نہ کوئی تابعی، نہ کوئی تبع تابعی، نہ کوئی مُفسر، نہ

کوئی محدث، نہ کوئی فقیہہ، نہ کوئی امام، نہ کوئی مجدد، نہ کوئی مجتہد، نہ کوئی مرشد، کوئی ولی، نہ کوئی شہید، نہ کوئی صالح، نہ امت محمدی کا کوئی فرد، اور نہ کوئی نبی، کوئی رسول، نہ کوئی فرشتہ اور نہ کوئی جن - چہ جائے کہ ایک امتی کے لئے "اسلام کا ثانی" کے الفاظ استعمال کئے جائیں - حالانکہ حضور اقدس کا کوئی بھی امتی کسی صحابی کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا جس نے بحالت ایمان آنحضرت کے جمال مبارک کو دیکھا ہو اور جس کی موت اسلام پر ہوئی ہو - صحابہ کرام وہ خوش نصیب افراد جنھیں حضور اقدس کے ساتھ رہنے اور آپ کی گفتگو سننے کا سنہری موقعہ ملا - ان میں سے کسی کو بھی بعد کے لوگوں نے ثانی رسول نہیں کہا حالانکہ کئی صحابہ افضل درجہ رکھتے تھے - اسی طرح حضور کا کوئی امتی کسی تابعی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جس نے اپنی آنکھوں سے کسی صحابی کو دیکھا ہو اور ان کی صحبت سے فیض اٹھایا ہو - تابعین میں سے کسی کو بھی ان کے بعد کے اشخاص نے رسول اللہ کا ثانی نہیں کہا - اور نہ قیامت تک کسی کو کہا جاسکتا ہے - یہ تو محمود حسین دیوبندی کا توہین آمیز مصرعہ ہے - اللہ تعالیٰ نہ ایسے گستاخ کو معاف کرے گا اور نہ جس کے لئے یہ مصرعہ لکھا گیا اس کو معاف کرے گا - حضور انور کے تعلق سے حضرت انوار اللہ فاروقیؒ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے فیصلہ کن بات لکھی کہ کوئی فرشتہ یا انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل نہیں ہو سکتا - اس میں شک نہیں کہ آنحضرت اللہ تعالیٰ کے مثل نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ خالق ہے اور آپ مخلوق ہیں - مگر یہ کہنا بھی بے موقع نہ ہو گا کہ جس طرح حق تعالیٰ کے مثل نہیں ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی مخلوق میں کوئی مثل نہیں ہے " (مقاصد الاسلام - جلد یازدہم) -

اس شعر میں حقیقت بیان کی گئی ہے کہ

ہادیؔ یہ بات کہتا ہے لاریب ، بالیقیں
ثانی نہ تھا ، نہ ہے ، نہ ہی ہوگا حضورؐ کا
(ہادیؔ)

مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی کہتے ہیں۔

نبی ایسا کوئی دنیا میں پیدا
نہ تھا آگے ، نہ اب ہے اور نہ ہوگا
(گوبند پرشاد فضاؔ)

(۸) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے کو کم کرنے کی کوئی لاکھ کوشش کرے خود اس کا مقام لوگوں کی نظروں میں گر جائے گا اور ہمارے رسول اللہؐ کا مقام اور رتبہ وہی قائم رہے گا۔ تمام انبیاء میں آنحضرتؐ کے افضل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا " میں پہلوں اور پچھلوں میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک مکرم ہوں اور یہ فخر نہیں " (ترمذی شریف) ۔ اس حدیث کو بار بار پڑھئے اور غور کیجئے کہ گزرے ہوئے لوگوں اور بعد آنے والے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے مکرم ، سب سے افضل ، سب سے معزز اور سب سے بہتر کوئی ہے تو وہ صرف اور صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ " یہ فخر کی بات نہیں ہے " یعنے ازراہِ فخر و غرور حضورؐ نے یہ بات نہیں فرمائی بلکہ حقیقت کا اظہار فرمایا اور یہ عقلی دلیل ہے ۔ اگر کوئی انکار کرتا ہے تو اس کی عقل کا فتور ہے اور کچھ نہیں۔

(۹) ایک اور حدیث جو اسی باب میں تفصیل سے گزر چکی ۔ اس میں اضافہ یہ ہے ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا " فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ " یعنے " (اللہ نے) تمام

انبیاء پر مجھ کو چھ باتوں (کے سبب) فضلیت دی ہے"۔ پچھلے صفحات میں حدیث گزر چکی جس میں پانچ فضائل کی تفصیل لکھی گئی۔ چھٹی فضلیت یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا"مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے کہ میری ایک بات سے کئی باتیں سمجھی جاتی ہیں"۔

الغرض افضلُ الانبیاء، اِمام الانبیآ، مِفتاحُ الرحمۃ، مِفتاحُ الجنتہ، رسولُ الثَّقلَین، جدالحسنؓ وَالحُسینؓ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل ہیں، قیامت میں آپؐ اللہ کے حکم سے لاتعداد امتیوں کی شفاعت فرمائیں گے، بروز حشر حضورؐ کو اللہ تمام انبیاء کا پیشوا بنائے گا، اللہ رب العزت نے ساری دنیا کے لوگوں کی طرف آپؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا، ساری زمین کو آپؐ کے لئے پاک بنایا، آپ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر لفظ وحی غیر مُتلو کہلاتا ہے، ہر نبی کی ایک ایک صفت آپؐ کو عطا کر کے اللہ نے آپؐ کو مجموعہ صفات انبیاء بنایا، آپؐ کے دَہن مبارک سے سوائے حق کے اور کوئی کلمہ نہیں نکلتا تھا، آپؐ نے اپنی سُنتوں پر عمل کرانے اپنے امتیوں کو حکم دیا، آپؐ نے عَشرہ مُبشرہ کے علاوہ بعض صحابہ اور صحابیات کو جنت کی خوش خبری سنائی۔ ان کے علاوہ بے شمار خصوصیات سے آپؐ کو نوازا۔ اسی لئے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارے انبیاء میں افضل، برتر، اعلیٰ اور اکرم ہیں سید البشر بھی آپ ہیں، خیر البشر بھی آپ ہیں، افضل البشر بھی آپ ہی ہیں۔ شعراء نے حق بات کہی ؎

نازاں ہیں اس عطا پہ غلامانِ مصطفیٰؐ
ہم کو دیا رسولؐ تو خیرالبشرؐ دیا

(میر عثمان علی خان۔ آصف جاہ سابع)

شان نبیوں کی اللہ اکبر نصیبؔ
کچھ نہی مصطفیٰؐ ہیں مگر مصطفیٰؐ

(داؤد نصیبؔ)

ہیں جبرئیل درباں ، فرشتے ہیں خادم
نبیوں نے کی اقتدائے محمدؐ

(فقیر)

خوبی و شکل شمائل ، حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خاتم الانبیاء ، افضلُ الانبیاء
سارے اَلقاب میرے نبی کے لئے

(ہادی)

(پہلا حصہ ختم ہوا)

٥١١٦

خیر البشر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(حصۂ اول)

عقلی دلائل

(دوسرا باب)

از

ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی

عنوانات

عقلی دلائل

امتِ محمدیہ میں بے شمار افراد ایسے ہیں جو موٹی عقل رکھتے ہیں اور جنھیں کسی بات کو سمجھانے کے لئے موٹی مثالیں ہی مناسب ہوتی ہیں اور موٹی دلیلیں ہی کارآمد ہوتی ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے علمی دلائل مفید نہیں ہوتے۔ اس لئے علمی اور نقلی دلائل سے قبل عقلی دلائل تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ ایسے کم علم لوگ جو غلطی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں اور اس گستاخی کی وجہ سے اپنے ایمان کو کمزور اور ناقص کر لیتے ہیں ان عقلی دلیلوں کو پڑھ کر یا سن کر راہ راست پر آجائیں اور اپنی غلطی کی اصلاح کر لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا یا سمجھنا چھوڑ دیں۔ اگر ان عقلی دلائل کو پڑھنے یا سننے کے بعد بھی کوئی اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو اس کی عقل پر ماتم کرنے کے علاوہ اور کیا کیا جاسکتا ہے۔

دلیل (۱) "انسان کے اعضاء کے مزاج میں فرق ہے"

سب سے پہلے انسان اپنے آپ پر غور کرے کہ اللہ جل جلالہ نے انسان کے ہر عضو کا مزاج یکساں نہیں بنایا ہے۔ کوئی عضو بہت زیادہ حساس ہوتا ہے تو کسی عضو میں حسیت کم ہوتی ہے اور کسی عضو میں بہت کم حسیت ہوتی ہے۔ اگر کوئی کم عقل سمجھے کہ میرے جسم کے تمام اعضاء مزاج کے لحاظ سے یکساں ہیں اور عضو عضو سب برابر ہے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ اپنے اعضاء کی حس معلوم کرنے کے لئے درج ذیل تجربہ ضرور کر لے:

ایک چٹکی سرخ مرچ کا سفوف لے کر اپنی ایڑی پر مل لے۔ سفوف ملنے کے ایک گھنٹے بعد بھی ایڑی کی حس میں کوئی خاص فرق نہیں آئے گا صرف ہلکی سی جلن

ہوگی اور بس ۔ پھر ایک چٹکی وہی سفوف اپنی ہتھیلی پر مل لے ۔ دس بارہ منٹ بعد ہتھیلی میں خفیف سی سوزش محسوس ہوگی اور ہاتھ فوراً دھونے پر سوزش ختم ہوجائے گی ۔ لیکن سفوف لگا رہنے پر سوزش میں اضافہ ہوسکتا ہے جو ہاتھ دھونے پر فوراً ختم بھی ہوجائے گا۔

پھر ایک چٹکی سفوف اپنے منہ میں ڈال لے ۔ سفوف ڈالنے کے فوراً بعد زبان سرخ ہوجائے گی، منہ سے پانی ٹپکنا شروع ہوگا اور فوراً پانی سے کلیاں کرنی پڑیں گی۔ اس کے باوجود مرچ کی تیزی کا اثر قائم رہے گا اور اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے شکر یا مٹھائی کھانی پڑے گی تب کہیں مرچ کا اثر رفتہ رفتہ کم ہوگا۔ پھر وہی ایک چٹکی سفوف نَاس کے مانند ناک میں چڑھا لے ۔ ناک میں مرچ کا پاوڈر پہنچتے ہی چھینکیں شروع ہوجائیں گی، کانوں میں سے بھاپ نکلتی محسوس ہوگی، ناک جلنے لگے گی اور دونوں نتھنوں سے پانی ٹپکنا شروع ہوگا اور جب تک بار بار نتھنوں میں پانی نہ چڑھایا جائے ناک کی سوزش کم نہ ہوگی۔

پھر وہی سفوف ایک چٹکی لے کر انگلی کو جھٹک ڈالے اور کلمے کی انگلی میں جتنا سفوف لگا ہو اس کو سرمے کی طرح اپنی آنکھوں میں لگالے ۔ ایک سکنڈ سے کم وقت میں مرچ کی تیزی کے باعث آنکھوں میں شدت کا درد شروع ہوجائے گا، بے اختیار دونوں آنکھوں سے پانی نکلنا شروع ہوگا، آنکھیں سوج جائیں گی اور ناقابل برداشت تکلیف ہوگی ۔ یہ تکلیف اس وقت دور ہوگی جب ٹھنڈے پانی سے بھرے کٹورے میں آنکھیں ڈبو کر بار بار کھولتے اور بند کرتے رہیں یا آنکھوں میں خالص عرق گلاب ڈالیں ۔ اس کے باوجود چار گھنٹوں تک آنکھوں میں جلن باقی رہے گی اور اس تکلیف سے نیند بھی نہیں آئے گی۔

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنے والے اے کم عقل! اس عام فہم مثال کو سامنے رکھ کر غور کرلے کہ عضو عضو برابر نہیں

ہے۔ ایڑی، ہتھیلی، منہ، ناک اور آنکھ ایک ہی جسم میں ہونے کے باوجود مزاج کے لحاظ سے بہت زیادہ مختلف ہیں۔ اللہ نے جب ہر عضو کی مزاج اور حس کو یکساں نہیں بنایا تو کیا بشر بشر سب برابر ہو سکتے ہیں؟

دلیل (۲) "اَعضائے رَئیسہ کو دوسرے اَعضاء پر فوقیت حاصل ہے

یہ دوسری دلیل بھی انسانی جسم کے اعضاء کی دی جاتی ہے۔ طب یونانی کے لحاظ سے اندرونی تین اعضاء کو اعضائے رئیسہ کہا جاتا ہے۔ دل، دماغ اور جگر۔ لیکن دوسرے اعضاء یعنے شُش (پھیپھڑے) "معدہ" طحال (تلی)، چھوٹی آنتیں بڑی آنتیں، گردے، بانقراس، پتہ اور مثانہ وغیرہ کو اعضائے رئیسہ نہیں کہا جاتا۔ باوجود یہ کہ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ اہم عضو ہے مگر دماغ، دل اور جگر ہی اہم ترین اعضاء کہلاتے ہیں۔ اسی باعث اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو بہت محفوظ رکھا ہے۔ اور ان میں سے کسی ایک کو بھی کسی وجہ سے ضرر پہنچے تو انسان کے زندہ رہنے کی امید کم رہتی ہے۔ اس بات کو یوں سمجھیں کہ اگر کسی نے کسی کے ہاتھ یا پیر پر چاقو یا خنجر سے وار کیا یا ان اندرونی تینوں اعضائے رئیسہ کو چھوڑ کر کوئی عضو چاقو سے کٹ گیا تو معقول علاج کرانے پر چند دن میں ٹھیک ہو جائے گا ہاتھ یا پیر کا زخم بھی بھر جائے گا اور آدمی کام کاج کے قابل ہو جائے گا لیکن اگر چاقو یا خنجر کا وار جگر (کلیجہ) پر پڑے اور جگر کے تین حصوں میں سے ایک حصہ کٹ جائے تو آدمی کا بچنا مشکل ہوتا ہے۔ وہی وار اگر قلب پر پڑے اور قلب کے چار حصوں میں سے ایک حصہ کٹ جائے تو آدمی کے مرنے میں دیر نہیں لگتی۔ اور اگر وہی وار سر پر پڑے اور چاقو یا خنجر کھوپڑی کو کاٹتا ہوا دماغ میں لگ جائے اور دماغ کے تین حصوں میں سے ایک بھی متاثر ہو جائے تو انسان کی موت فوراً واقع ہو جاتی ہے۔

سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنے والے اے نادان! اس مثال پر غور کر لے کہ جسم کے دیگر اعضاء اور اعضائے رئیسہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کتنا فرق رکھا ہے؟ اعضائے رئیسہ کو جسم کے دوسرے تمام اعضاء پر یقیناً فوقیت حاصل ہے اور ان کا درجہ دیگر اعضاء سے بڑا ہے۔ اسی طرح انسان انسان سب برابر نہیں ہیں۔ بعض بشر کو بعض پر فوقیت دی گئی اور ہمارے نبیؐ تو خیر البشر ہیں جن کا درجہ سارے انسانوں میں سب سے بڑا ہے۔

دلیل (۳) "ململ اور مخمل کی قیمت میں بہت فرق ہوتا ہے"

یہ ایک عام فہم دلیل دی جاتی ہے۔ ایک شخص کپڑا خریدنے کے لئے ایک بڑی دکان پر پہنچا اور ململ کا کپڑا پچیس روپے میٹر کے حساب سے خرید لیا۔ اس کے بعد اس دکان کے دوسرے شوروم سے مختلف ڈیزائن کا مخمل پسند کیا۔ دکان دار نے ایک میٹر مخمل کی قیمت ڈیڑھ سو روپے بتائی۔ خریدار کہنے لگا کہ میں ابھی ململ کا کپڑا پچیس روپے میں خریدا اور تم مخمل کی قیمت ڈیڑھ سو بتاتے ہو۔ مخمل بھی مجھے پچیس روپے میٹر سے دو۔ دکاندار نے کہا "ململ کم قیمت کا کپڑا ہے اور مخمل زیادہ قیمت کا ہے۔ میں مخمل کو ململ کی قیمت میں نہیں دے سکتا۔ خریدار اصرار کرتے ہوئے کہنے لگا "کپڑا کپڑا سب برابر ہے۔ ململ کیا مخمل کیا"۔ دکاندار نے کہا "جناب! آپ شائد کم عقل ہیں جو قیمتی اور کم قیمت کپڑے میں تمیز نہیں کر سکتے۔ آپ یہ بھی کہیں گے کہ ہرک اور ریشم دونوں برابر ہیں مجھے ہرک کی قیمت میں ریشم چاہیے۔ تو معاف کیجئے نہ میری دکان پر ہرک اور ریشم ایک قیمت پر ملیں گے اور نہ شہر کی کسی بھی دکان پر ململ اور مخمل ایک قیمت میں ملے گا آپ کسی اور دکان پر جائیے۔

اس مثال پر اگر کوئی کم عقل والا بھی غور کرے تو اس بات کو تسلیم کر لے گا کہ ہر کپڑا قیمت میں یکساں نہیں ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر

پہنے والے اے کم علم! ذرا سوچ لے کہ جب انسان کے جسم کو ڈھانکنے والا ہر کپڑا قیمت میں برابر نہیں ہے تو کیا بشر بشر سب برابر ہو سکتے ہیں؟

دلیل (۴) "گھر کے ہر نل کا پانی پینے کے لائق نہیں ہوتا"

ایک اور موٹی مثال موٹے دماغ والوں کے سمجھنے کے لئے پیش کی جاتی ہے۔
ایک شخص نے اپنے گھر کوئی تقریب کی۔ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو مدعو کیا۔ مہمانوں نے پکوان کو پسند کیا اور خوب مزہ لے لے کر کھائے۔ آخر میں مہمانوں نے میزبان سے کہا "پینے کے پانی کا آپ نے معقول انتظام نہیں کیا۔ ہمیں پانی تو پلایئے۔" میزبان بولا "پینے کے پانی کا انتظام ہے مگر اس کے لئے آپ لوگوں کو تھوڑی تکلیف اٹھانی پڑے گی اور میرے گھر کے بیت الخلاء تک آپ لوگوں کو جانا پڑے گا" مہمانوں نے حیرت سے پوچھا "پینے کے پانی سے بیت الخلاء کا کیا تعلق ہے"؟ میزبان نے کہا "بات دراصل یہ ہے کہ بچوں نے آج ہی پینے کے پانی کا گھڑا پھوڑ دیا۔ میرے دالان میں جو نل لگا ہوا ہے اس کی ٹونٹی خراب ہے۔ حمام کے نل میں بھی خرابی ہے صرف بیت الخلاء کا نل ٹھیک ہے۔ آپ لوگ میرے ساتھ چلئے۔ میں بیت الخلاء کے نل سے پانی پلاؤں گا۔ مہمانوں نے جھلا کر کہا "لَاحَولَ وَلَاقُوۃ۔ ہم تو بیت الخلاء کے نل سے اپنا ہاتھ بھی نہیں دھوئیں گے۔ پینا تو دور کی بات ہے" میزبان نے اپنے اقارب اور احباب کو سمجھاتے ہوئے کہا "باہر کے سرکاری پائپ سے میرے گھر میں جہاں جہاں کنکشن دئے گئے ہیں ان تمام میں پانی تو ایک ہی آتا ہے۔ بھلے ہی مقامات الگ الگ ہوں۔ پانی تو تمام نلوں میں ایک ہی ہے۔" مہمانوں میں ایک شخص نے غصے سے کہا "یہ صحیح ہے کہ میونسپلٹی کی جو پائپ لائین تمہارے گھر میں آئی ہے اور جہاں جہاں تم نے کنکشن لیا ہے ان تمام نلوں میں پانی وہی آتا ہے مگر اے نادان! تو نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ جب مقام بدل جاتا ہے تو بہت بڑا فرق آجاتا ہے۔ تمہارے دالان میں

جو نل کی ٹوٹی لگی ہے اس کا پانی بلاشبہ پینے کے قابل ہے مگر جو ٹوٹی بیت الخلاء میں لگی ہے اس کے پانی کو پینا تو کجا ہم اپنے پیر بھی نہیں دھوئیں گے۔" دوسرے نے کہا "تم نے یہ بے تکی بات کر کے ہمارے کھانے کو زہر کر دیا۔ اب ہم یہاں ایک منٹ بھی نہیں رکیں گے"۔ ایک تیسرے دوست نے کہا "برادر! بیت الخلاء کے نل سے تمہیں پانی پینا مبارک۔ ہم تو اپنے گھر جا کر ہی پانی پئیں گے" سارے مہمان بغیر پانی پیے بغیر ہاتھ دھوئے میزبان کو صلواتیں سناتے ہوئے واپس ہو گئے۔

مصحح الحسنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنے والے اے جاہل! جس طرح ہر نل کا پانی پینے کے قابل نہیں ہوتا چاہے اُن کی لائین اور پانی کی سپلائی ایک ہی کیوں نہ ہو اس طرح بشر بشر ایک نہیں ہوتا۔ اس مثال سے سمجھ لے کہ مقام کے لحاظ بعض کے درجے بڑے ہوتے ہیں اور بعض کے کم ہوتے ہیں۔ ایک بشر کو دوسرے بشر پر بعض خصوصیت کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے اور فوق البشر رسول کا درجہ تو نہ صرف عام انسانوں سے بلکہ سارے انبیاء سے افضل اور اعلیٰ ہے (یہ صرف ایک تمثیل ہے ہر اس شخص کے لئے جو ہر چیز کو ایک ہی کسوٹی پر پرکھ کر یکساں سمجھتا ہے ورنہ کوئی بھی عقلمند ایسی حرکت نہیں کرتا)

دلیل (۵) "باپ اور بیٹے کی مثال"

ایک اور عام فہم مثال پیش کی جاتی ہے۔ ایک معمولی تعلیم یافتہ شخص محنت و مشقت کر کے اپنے بیٹے کو گریجویشن تک پڑھاتا ہے۔ اس کا بیٹا مزید تعلیم حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے تو باپ اپنا موروثی مکان فروخت کر کے اس کو ایم بی بی ایس میں داخل کراتا ہے۔ چار پانچ سال بعد اس کا بیٹا امتحان میں کامیاب ہو کر ڈاکٹر بن جاتا ہے۔ اس مسرت میں ایک تقریب کر کے لوگوں کو مدعا کرتا ہے۔ بیٹا ڈاکٹر بن جانے کے بعد اپنے باپ کو خاطر میں نہیں لاتا اور ہمیشہ اسے حقارت سے دیکھتا ہے۔

ایک مرتبہ اس کے دوست نے اس پوچھا کہ "تمہارے والد بھی تعلیم یافتہ ہیں یا غیر تعلیم یافتہ" بیٹا اپنے والد کی تذلیل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "میرے والد معمولی پڑھے لکھے ہے مگر میں اعلیٰ تعلیم حاصل کیا ہوں۔ میرے والد کی بہ نسبت میں بہت زیادہ تعلیم یافتہ ہوں اسی لئے میرا درجہ میرے والد سے بڑا ہے۔" دوست نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا "ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ صحیح ہے کہ تم نے ڈاکٹری کی تکمیل کی ہے مگر ڈاکٹر بن جانے سے تم اپنے والد کے درجے کے برابر نہیں ہو سکتے" باپ کو جب بیٹے کی یہ باتیں معلوم ہوئیں تو اس نے بیٹے سے کہا "تعلیم حاصل کرنے سے تمہارا درجہ میرے سے بڑا نہیں ہو سکتا اور تم میرے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ نہ بہت زیادہ دولت حاصل کرنے سے تم میری برابری کر سکو گے اور نہ بڑا عہدہ حاصل کرنے سے تم میرے سے بڑے بن جاؤ گے۔ یہی بات اگر مستقبل میں تمہارا بیٹا تم سے کہے تو تم برداشت نہ کر سکو گے اور اس کو مار بیٹھو گے۔ میں کم علم ہی مگر مجھے اتنا تو معلوم ہے کہ اللہ نے والدین کا درجہ اولاد کے لئے بہت بڑا رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کے تعلق سے فرمایا "اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ" (بخاری شریف) یعنے والد جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے۔ اور حضورؐ نے ماں کے متعلق فرمایا "اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهٰتِكُمْ" (مسلم شریف) یعنی تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے اور رسول خدا نے باپ اور ماں کے درجوں کا جو تعین کیا ہے اس کو کوئی بھی کم نہیں کر سکتا۔ میرے تعلق سے تم نے جو اپنے دوست سے جو کچھ کہا وہ تمہاری جہالت کہلاتی ہے۔ کسی اور سے تم یہ بات کہو گے تو وہ تمہیں پاگل کہے گا۔"

حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنے والے ایسے بے وقوف! جب ایک بیٹا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور اعلیٰ سند لینے کے باوجود اپنے باپ کی برابری نہیں کر سکتا۔ حالانکہ باپ بھی بشر ہے اور بیٹا بھی بشر ہے تو

افضل البشر کی برابری کون کر سکتا ہے؟

دلیل (۶) "امت محمدیہ کا کوئی فرد کسی لحاظ سے نبی کریمؐ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔"

یہ بات بالکل مسلمہ ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مومن کسی بھی لحاظ سے اپنے رسول اکرمؐ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس بات کو ذیل کی مثالوں سے سمجھئے (۱) اگر کسی کی عمر ترسٹھ سال سے زائد ہو جائے یعنے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ سے زیادہ ہو جائے اور یہ سمجھنے لگے کہ حضورؐ کی عمر تو ترسٹھ سال تھی اور میں تو پچھتر سال کا ہو گیا ہوں یعنے رسول اللہ سے میں بارہ سال بڑا ہو گیا اس لئے میرا درجہ حضورؐ سے بڑھ گیا تو ایسا سمجھنے یا کہنے والا نادان ہی کہلائے گا کیونکہ حضورؐ کی عمر سے اپنی عمر بڑھ جانے کے باعث نہ درجے میں حضورؐ کی برابری کر سکتا ہے اور نہ حضورؐ سے آگے بڑھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی عمر ازل سے ہی مقرر کر دی ہے اور ہر نفس اپنی مقررہ عمر کے ختم پر اس دنیائے فانی سے گزر جاتا ہے۔ موجودہ زمانے میں تو عمروں کا اوسط گھٹ گیا ہے سابقہ زمانے کے کئی افراد سینکڑوں سال زندہ رہے۔ سب سے لمبی عمر حضرت نوح علیہ السلام کی تھی مفسر قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ مظہریؒ کے بموجب حضرت نوحؑ کی عمر طوفان سے قبل نو سو پچاس (۹۵۰) سال تھی اور طوفان کے بعد چار سو پچاس (۴۵۰) سال زندہ رہے۔ اس طرح آپ کا وصال اس وقت ہوا جب آپ کی عمر چودہ سو سال (۱۴۰۰) سال تھی۔ (تفسیر المظہری جلد سوم صفحہ ۲۵) اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی عمر نو سو ساٹھ (۹۶۰) سال تھی۔ علی ھذا القیاس جس کو جتنی عمر دی گئی وہ اتنے سال زندہ رہے گا۔ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کسی کی عمر ایک سو سال یا اس سے زائد بھی ہو جائے تو وہ اس لحاظ سے رسول اللہ سے ہرگز ہرگز بڑا نہیں ہو سکتا۔

سب سے پہلے اشرف علی تھانوی نے اپنا یہ گھٹیا جملہ لوگوں کے سامنے پیش کیا کہ عمر مین زیادتی کی وجہ سے امتی اپنے رسول سے بڑھ جاتا ہے۔اس کم عقل کی بات اس کے منہ پر مارنے کے قابل ہے" (۲) اُمت محمدیہ میں اللہ تبارک تعالیٰ اگر کسی کو کثرت سے اولاد عطا فرمائے بیٹے بھی زیادہ دے اور بیٹیاں بھی زیادہ دے تو کیا وہ یہ کہے گا کہ میں اولاد کی کثرت کی وجہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھ گیا۔جبکہ حضور کو تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں یعنے جملہ سات اولاد تھی۔اور مجھے بارہ بچے ہیں یا پندرہ بچے ہیں ایسا کہنا بھی نادانی ہے کیونکہ اولاد کے تعلق سے اللہ تعالیٰ یہ فرمایا ہے "لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ○ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ○" (الشوریٰ ۴۹ و ۵۰) ان دونوں آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ "آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ کے لئے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں دونوں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ رکھتا ہے۔بے شک وہ علم رکھنے والا" قدرت رکھنے والا ہے" =

اللہ کے اس ارشاد کے مطابق وہ جس کو جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔محض کثرت اولاد کی وجہ اپنے آپ کو رسول اللہ سے بڑا سمجھنا کم عقلی ہے۔اپنی امت کے لئے اولاد کی کثرت کی خواہش خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ہر خطبہ نکاح میں یہ حدیث پڑھی جاتی ہے۔"تَزَوَّدُوْا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ (ترمذی) یعنے حضور نے یہ حکم دیا کہ "ایسی عورت سے نکاح کرو جو شوہر سے محبت کرنے والی ہو اور اولاد پیدا کرنے والی ہو تا کہ (بروز حشر) میں کثرت کے باعث (دوسرے پیغمبروں کی) امتوں پر فوقیت حاصل کر دوں"۔

اور صحابہ کرام میں سے بعض کو کثرت سے اولاد تھی جیسے حضرت عثمان بن

عفان کی جملہ اولاد سولہ تھی جن میں نو لڑکے اور سات لڑکیاں تھیں ۔(شمس التواریخ ۔ جلد چہارم صفحہ ۶۹۵) اور حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی جملہ اولاد مختلف روایتوں کے لحاظ سے بتیس (۳۲) یا تیتیس (۳۳) تھی ۔ جن میں چودہ لڑکے تھے اور انیس لڑکیاں تھیں ۔(شمس التواریخ ۔ جلد چہارم صفحہ ۱۳۰۲) اس طرح بعض صحابہ کو اللہ نے کثرت سے اولاد عطا کی تھی مگر کسی صحابی نے بھی اولاد کی کثرت کی وجہ سے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ میں حضورؐ سے بڑے درجے کا ہو گیا ۔ یہ تو خدا کی مرضی ہے کہ جس کو چاہا انھیں کثیر اولاد عطا کیا ۔ یہاں یہ بات نامناسب نہ ہوگی کہ مراقش کے بادشاہ مولے اسمعیل کو اللہ نے آٹھ سو اٹھاسی اولاد سے نوازا تھا جن میں پانچ سو اڑتالیس لڑکے اور تین سو چالیس لڑکیاں تھیں ۔ (گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ) علاوہ ازیں دیگر بعض بادشاہوں کی اولاد کی تعداد زیادہ تھی مگر کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ چونکہ رسول اللہؐ کو کم اولاد تھی اور مجھے زیادہ ہے اس لئے میرا مرتبہ حضورؐ سے زیادہ ہے ۔ (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کو اگر اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے کثرت سے مال دیا ہو یا دولت زیادہ عطا کی ہو تو کیا وہ مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے یہ کہے گا میں تو رسول اللہؐ سے زیادہ مال و دولت والا ہوں جبکہ حضورؐ کے پاس مال و دولت کی کمی تھی ۔ ایسا کہنا بھی نادانی ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ دوسرے مسلمانوں کے علاوہ کافروں اور مشرکوں کو بھی مال و دولت سے نوازتا ہے تو کیا اپنے رسول کو دولت ، مال ، سونا ، چاندی ، درہم و دینار نہیں دے سکتا تھا ۔ یقیناً دے سکتا تھا مگر حضور خود امارت کو پسند نہیں فرماتے تھے اور "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" فرما کر آپ نے غربت کو امارت پر ترجیح دی ۔ مدینے میں تشریف لانے کے بعد ایک شخص ثعلبہ بن حاطب نے رسول عربیؐ کے پاس آکر اپنی مفلسی کا تذکرہ کیا اور مالداری کی دعا کی درخواست کی ۔ حضورؐ نے فرمایا "تھوڑا جس کا شکر ادا ہو اس بہت سے اچھا ہے جو اپنی طاقت سے زیادہ ہو" ثعلبہ نے دوبارہ معروض کیا تو فرمایا کیا

تو اپنا حال اللہ کے نبی کے جیسا رکھنا پسند نہیں رکھتا؟" عرض کیا "اگر اللہ مجھے مال عطا کرے تو میں خوب سخاوت کروں گا" حضورؐ نے اس کے لئے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔ اس کی بکریوں میں اضافہ ہونے لگا تو وہ مدینے کی آبادی سے دور چلا گیا۔ روزانہ ظہر اور عصر مسجد نبویؐ میں جماعت سے پڑھتا تھا پھر صرف جمعہ پڑھنے لگا پھر جمعہ بھی چھوٹ گیا۔ حضورؐ نے دو اشخاص کو ثعلبہ کے پاس سے زکوۃ و صدقات وصول کرنے بھیجا تو کہنے لگا "یہ تو جزیہ ہے۔ میں سوچ کر کہوں گا"۔ دونوں حضورؐ کو آکر ثعلبہ کا جملہ سنادئے۔ کچھ دن بعد ثعلبہ کچھ بکریاں حضورؐ کی خدمت میں لایا مگر حضورؐ نے قبول نہیں کیا۔ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے بھی اپنے اپنے دَور خلافت میں اس کے مال کو قبول نہیں کیا۔ اس طرح کثرت مال نے اسے ہلاک کیا در اصل وہ منافق تھا۔ (تفسیر ابن کثیر پ ۱۰)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ نے کثرت سے مال عطا کیا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بھی کثرت مال میں مشہور تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹوں نے سونا اور چاندی کلہاڑی سے کاٹ کر تقسیم کیا تھا۔ علاوہ ازیں بعض دیگر صحابہؓ خلفاء امراء اور شاہان اسلام کے پاس بھی دولت کی کثرت تھی مگر کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ مال و دولت کی کثرت کے باعث ہمارا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا ہو گیا۔

دلیل (۷) "رسول اللہ کا کوئی امتی کسی بھی وجہ سے حضور اکرمؐ سے آگے نہیں بڑھ سکتا"

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی امتی کسی بھی لحاظ سے رسول اللہؐ سے درجے میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسی طرح امت کا کوئی فرد کسی بھی عمل کے باعث حضور اقدسؐ سے ہرگز ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس بات کو سمجھنے

کے لئے ذیل کی چار مثالیں پڑھئے۔

(۱) سرورِ کائنات نبی بنائے سے قبل جَبل نور پر غارِ حرا میں جاکر عبادت فرماتے تھے۔ نبی بنائے جانے کے بعد نماز کے فرض ہونے تک بھی کعبہ، مکرمہ کے پاس عبادت فرماتے تھے اور نماز ادا کرتے تھے حالانکہ بارہا کفار مکہ نے کعبے کے پاس نماز ادا کرتے وقت آپ کو تکلیفیں پہنچائیں۔ اللہ جل جلالہ بیان فرماتا ہے۔ "اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی ○ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ○" (العلق ۹ اور ۱۰) یعنی کیا تم اس شخص کو دیکھا جو ایک بندے (رسول اللہؐ) کو روکتا ہے جب کہ وہ نماز ادا کرتے ہیں۔ روکنے والا ابو جہل تھا ایک بار ابو جہل نے حضور اقدس کی پشت مبارکہ پر اونٹ کی اوجھڑی بوٹی لاکر رکھ دی تھی جب کہ آپ سجدے کی حالت میں تھے۔ حضرت فاطمہؓ اس وقت چھوٹی تھیں انہوں نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اونٹ کی اوجڑی نکال کر پھینکی۔ حضور انورؐ کا یہ بھی معمول تھا کہ مکے میں قیام تک پچھلی رات سے اٹھ کر اپنے گھر سے نکلتے اور کعبے کے پاس جاکر نماز ادا کرتے اور رات میں ابولھب کی بیوی ام جمیل کانٹے دار لکڑیاں راستے میں ڈال دیتی تھی۔ جس کی وجہ سے آنحضورؐ کے پائے مبارک زخمی ہوجاتے تھے۔ اس کے باوجود حضورؐ کے معمول میں فرق نہیں آتا تھا۔ شب معراج میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ فرائض کی ادائیگی کے علاوہ آدھی آدھی رات تک نوافل ادا کرنا رسول اللہؐ کا روز کا معمول تھا اور یہ خاص حکم اللہ نے حضورؐ کو دیا تھا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ "یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ○ نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا ○ اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ○" (المزمل ۱ تا ۴) مطلب یہ کہ "اے کمبل اوڑھنے والے نبی! رات کو (نماز کے لئے) کھڑے رہو مگر کم۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر لو۔ یا اس سے زیادہ کر لو اور قرآن کو ترتیل (اوسط رفتار) سے پڑھو" اس حکم کی تعمیل میں رسول اللہؐ کم و بیش نصف شب تک عبادت میں مصروف رہتے، نوافل ادا فرما [illegible]

وجہ سے آپ کے پیروں پر ورم آجاتا تھا صحابۂ کرام متورم پیروں کو دیکھ کر عرض کرتے "یارسول اللہ! اللہ نے آپ کو منتخب کر کے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟ اللہ کے رسول جواب دیتے "اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا" یعنے جب اللہ نے مجھ پر احسان کیا ہے تو کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول کو نصف شب تک عبادت کے حکم کے علاوہ تہجد بھی ادا کرنے کا اس طرح کا حکم دیا۔ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" ○ (بنی اسرائیل ۷۹) مطلب یہ کہ "(اے نبی! اور رات میں تہجد پڑھو۔ یہ تمہارے لئے زائد (نماز) ہے۔ شاید کہ (اس عمل کے باعث) تمہارا پروردگار تم کو مقام محمود پر فائز کر دے"۔

اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے رسول اللہ مسجد نبوی کے ایک گوشے تہجد ادا فرمائے۔ اس کے مقابل صفہ کا چبوترہ تھا ایک صحابی نے حضور کو پچھلی رات نماز پڑھتے دیکھا تو خود بھی وضو کر کے حضور کے پیچھے نماز ادا کرنے لگے۔ دوسرے دن وہ صحابی اپنے دوسرے ساتھیوں سے تذکرہ کئے اور دوسری رات کئی صحابہ حضور کے پیچھے نماز تہجد ادا کئے۔ تیسری رات صحابہ کی کثیر تعداد تہجد ادا کی۔ چوتھی رات بے شمار صحابہ وضو کر کے تہجد ادا کرنے مسجد نبوی میں آکر بیٹھ گئے مگر حضور اپنے حجرہ مبارک سے نہیں نکلے اور حجرے میں ہی تہجد ادا فرمائے اور فجر کی نماز میں مسجد نبوی میں آئے تو صحابہ نے کہا کہ "یارسول اللہ! ہم سب آپ کے ہمراہ تہجد ادا کرنے آپ کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں نے تہجد اپنے حجرے میں ادا کیا اور باہر اس لئے نہیں آیا کہ کہیں تہجد کی نماز اللہ میری امت پر فرض نہ کر دے"۔

غرض حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے مقابل کسی بھی امتی کی

شب بیدار اور کتنا ہی عبادت گزار کیوں نہ ہو یہ دعویٰ ہرگز نہیں کرسکتا کہ میری عبادتیں میرے نبیؐ کی عبادت سے بڑھ کر ہیں =

(۲) رسولُ الثَّقلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم روزے بھی کثرت سے رہتے تھے۔ اللہ نے جب تک ماہ رمضان کے روزے فرض نہیں کئے تھے آپ ہر مہینہ ایام بیض کے تین روزے ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے۔ مدینے میں آنے کے بعد بھی ایام بیض کے روزے اور عاشورے کا روزہ پابندی سے رکھتے تھے (بخاری مسلم) رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد حضورؐ ان نفل روزوں کا اہتمام کرتے علاوہ ازیں حضرت عائشہؓ کی روایت کے بموجب "حضور اکرمؐ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے" (صحیحین) حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ "رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے متواتر دو ماہ مسلسل روزے رکھتے ہوئے دیکھا شعبان اور رمضان میں" (ترمذی) ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی وجہ حضرت اُسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہؐ نے فرمایا "شعبان کا مہینہ رجب اور رمضان کا درمیانی مہینہ ہے۔ لوگ اس سے غافل ہیں۔ حالانکہ اس مہینے میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال ایسے وقت پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں" (مسلم شریف) دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "اس ماہ میں سال بھر کے مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں مجھے یہ پسند ہے کہ میری موت ایسے وقت آئے کہ میں روزے سے ہوں" = (نسائی)

مختصر یہ کہ ہمارے رسول کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ اگر آپ کا کوئی امتی سال کے بارہ مہینے بھی اپنی ساری زندگی روزوں سے گزارے تو بھی وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں صائم الدہر ہوں اور میں روزے رکھنے میں اپنے رسول سے آگے بڑھ گیا۔

(۳) مُقیلُ العَثَرات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم خیرات اور صدقات کثرت سے دیا کرتے تھے۔ آپ سے جو شخص بھی کچھ طلب کرتا آپ اسے عطا فرماتے تھے۔ بقول شاعر:-

درِ حضورؐ پر آتا اگر کوئی سائل
تو جُز عطا کے اسے حرف لَا نہیں ملتا

اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ کوئی صحابی آپ کو تحفۃً کوئی چیز پیش کرتا اور اپنے حجرہ مبارک کو لوٹنے سے قبل آپ کسی نہ کسی طلب کرنے والے کو دے دیتے اور خالی ہاتھ حجرے میں آتے۔ سیرتِ طیبہ میں ہے کبھی دو دو دن ازواج مطہرات کے گھر چولہا نہیں سلگتا تھا اس کے باوجود رسول خداؐ کے پاس جو کچھ آتا راہ اللہ خیرات کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا "اللہ کی قسم اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ سونے چاندی کے بن کر میرے ساتھ چلتے"۔ (تفسیر ابن کثیر۔ سورہ توبہ)

مکہ مکرمہ میں رہنے تک بھی آنحضرتؐ داد و دہش کا بے مثال مظاہرہ کرتے رہے۔ آپ کی زوجہ اولیٰ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکے کی مالدار خاتون تھیں۔ حضورؐ سے عقد کے بعد انھوں نے اپنا سارا مال آپ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ اور وقتاً فوقتاً اس مال و دولت کو رسول اللہؐ راہ اللہ دیتے اور راہ اسلام میں کام لاتے تھے۔ رسول اللہؐ کے کسی امتی کو اگر اللہ مال و دولت عطا کرے اور وہ فی سبیلِ اللہ اس مال کو تاعمر دیتا رہے تو بھی اسے یہ کہنے کی جراءت ہرگز نہیں ہوگی کہ میں زکوۃ یا صدقات دینے میں حضورؐ سے آگے نکل گیا۔

(۴) صاحبُ البُرہان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی حیات طیبہ میں صرف ایک مرتبہ حج ادا فرمایا تھا۔ ذی الحجہ ۱۰ھ میں۔ جس کو حجۃ الوَداع کہا جاتا ہے۔ اس حج میں آپ کے ہمراہ ایک لاکھ سے زائد صحابہ و صحابیات تھیں۔ ۹/ ذی الحجہ ۱۰ھ کو

آپ نے میدان عرفات میں جبل رحمت پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا تھا جو تاریخی خطبہ کہلاتا ہے ۔ اور وہیں پر اللہ تعالیٰ نے دین کی تکمیل کی یہ بات نازل فرمائی تھی ۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا "..... الخ (المآئدة ت ۳) یعنی آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور میں نے اپنی نعمت تمہارے پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا" ۔

حضور اقدسؐ کا کوئی امتی اگر ایک سے زائد حج کرے اور کوئی دس بیس حج کرے اور یہ کہے کہ حضورؐ تو صرف ایک حج کئے تھے اور میں بیس حج کیا ۔ میں حضورؐ سے آگے نکل گیا تو یہ کہنا نادانی کہلائے گا کیونکہ آنحضورؐ کا صرف ایک حج دوسروں کے ایک سو حج پر بھاری ہے اور سو حج کرنے والا بھی حضورؐ سے آگے نہیں نکل سکتا ۔

دراصل اس طرح کا ذہن دیوبند کے بعض ناعاقبت اندیشوں نے اپنی تحریروں میں پیش کیا ہے جس کو پڑھ کر بھولے بھالے مسلمان گمراہ ہوجاتے ہیں ۔ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ "انبیاء اپنی امت میں اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں ۔ باقی رہا عمل ، تو اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں" (تحذیر الناس) ۔

حسین احمد مدنی بھی کم و بیش یہی بات کہتا ہے کہ "پیغمبر کو عمل کی وجہ سے فضیلت نہیں ہے ۔ عمل میں تو بعض امتی پیغمبر سے بھی بڑھ جاتے ہیں" (رسالہ مدینہ بجنور ۔ جولائی ۱۹۵۸ء) ۔

دونوں کے جملوں پر غور کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ نفوس قدسیہ جنہیں دنیا کے تمام انسانوں پر فوقیت حاصل ہے اور جو رسول یا نبی یا پیغمبر کہلاتے ہیں اور ان کے امتی ان کے نام کا کلمہ پڑھتے ہیں ۔ ان کے اعمال یقیناً امتیوں کے اعمال سے بہت زیادہ فضیلت والے ہوتے ہیں مگر ان بدبختوں نے سارے انبیاء کے اعمال

کی کوئی اہمیت نہیں دی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کو عمل کے وجہ سے کوئی فضیلت امتی پر حاصل نہیں ہے۔ یعنی قلم کی ایک ہی حرکت میں صرف آخری رسول نہیں بلکہ سارے انبیاء کے تعلق سے گمراہ کن بات لکھ ڈالی۔ اور عمل کے لحاظ سے ایک ادنیٰ امتی کا درجہ نہ صرف اپنے رسولؐ کے مساوی کر دیا بلکہ رسول سے بھی بڑھا دیا۔ ان جملوں کے لکھنے والوں کے عقلوں پر پتھر پڑ جائیں جنہیں ایک رسول اور رسول کے امتی کے عمل میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا ان لوگوں نے اپنی اپنی عقل سے ایسی باتیں بنا کر عوام میں پھیلا دیں ہیں اور معصوم، کم علم، بھولے بھالے مسلمانوں نے ان کی باتوں کو بالکل صحیح مان لیا حالانکہ عربی مثل ہے اَلعَوَامُ کَالْاَنعَامُ یعنے "عوام چوپایوں کے مثل ہیں" اس ضرب المثل کا مطلب یہ ہے کہ عام لوگ جو علم کا دین نہیں جانتے یا بہت ہی کم جانتے ہیں ان کو اگر کوئی بات عقائد یا اعمال یا مسائل کے تعلق سے سمجھائی جائے تو وہ اس بات کو سچ سمجھ لیتے ہیں اور اس بات کو اپنی گرہ میں باندھ لیتے ہیں۔ جس طرح چوپایوں کو چرواہا جنگل میں چراتا ہے۔ اور چوپائے مختلف راستوں میں دوڑ بھاگ کرتے ہیں۔ انہیں گھر لوٹنے جس راستے سے جانا ہو اگر وہ راستہ نہ بھی ہو لیکن اگر ایک بکرا اس غلط راستے پر پڑ جائے تو سارے بکرے اسی غلط راستے پر پڑ جاتے ہیں۔ جنہیں بہت مشکل سے چرواہا غلط راستے سے ہٹا کر صحیح راستے پر لگاتا ہے اور گھر لے آتا ہے۔ اسی طرح عام مسلمان ہر ایک بات پر پکا یقین کر لیتے ہیں حالانکہ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے=

دلیل (۸)

"آپ کا آج کا دن کیسے گزرا؟

کیا کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا کہ صبح نیند سے بیدار ہونے کے بعد سونے سے

قبل تک آپ کا ایک دن کیسے گزرا؟ سونے سے پہلے بستر پر لیٹ کر اگر آپ صرف آج
کے ایک دن کا محاسبہ کریں کہ آپ نے نیند سے اٹھنے کے بعد سے کیا کیا کام انجام
دئے ؟ کتنی مرتبہ آپ کی زبان سے عمداً جھوٹ نکلا، کتنی بار فحش کلامی کی ؟، کتنی بار
اپنی زبان سے کن کن لوگوں کو دل آزاری کی باتیں کیں ؟، اپنے رشتہ داروں،
دوستوں اور پڑوسیوں میں سے کس کس کی غیبت کی ؟، کس کس کی چغلی کی ؟، کس
کس پر بہتان باندھا؟ کتنی بار جھوٹی قسم کھائی ؟ کیا آپ نے آج کسی کے خلاف جھوٹی
گواہی دی ؟، کتنی بار اپنے ہاتھوں سے دوسروں کو تکلیف پہنچائی ؟، کس کس کو
خواہ مخواہ مار پیٹ کیا؟، کسی معاملے میں کسی سے رشوت تو نہیں لی ؟، اپنے کسی کام کی
تکمیل کے لئے کسی کو اپنے ہاتھوں سے رشوت تو نہیں دی ؟، اپنے روپے پر سود تو
نہیں لیا؟، سود کے لیے اپنے ہاتھوں سے حساب کتاب تو نہیں کیا؟، کیا اپنی آنکھوں سے
غیر محرم عورتوں کو دیکھا، کیا آنکھوں سے کوئی زنا سرزد ہوا؟، کیا اپنے کانوں سے
کوئی غیر اخلاقی کلام سنا، کیا اپنی ناک سے غیر محرم عورت کی خوشبو سونگھی ، کھانے
میں کوئی حرام چیز کا استعمال تو نہیں کیا؟، اللہ نے شراب حرام کی (اور ساری نشہ لانے
والی چیزیں بھی اس تعریف میں آتی ہیں) کیا آج آپ نے شراب یا کوئی نشہ والی چیز کا
استعمال کیا، اللہ نے جوا حرم کیا ہے۔ کیا آج آپ نے جوا کھیلا ؟، آج کی آپ کی کمائی
جائز اور حلال طریقے پر تھی یا ناجائز اور حرام طریقے پر؟، کیا آپ نے آج اپنے والدین
سے کوئی گستاخی تو نہیں کی ؟، کیا آپ نے ماں باپ کی عدول حکمی تو نہیں کی ؟، کیا آپ
نے اپنی زوجہ سے برا سلوک تو نہیں کیا؟، اپنی اولاد سے آپ نے کوئی بد سلوکی تو نہیں
کی ؟، آج کتنے گناہ صغیرہ آپ سے سرزد ہوئے ؟، کتنے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا؟، اپنے رب
کی کون کونسی نافرمانیاں کیں ؟، کتنے فرائض آج چھوڑ دیئے ؟، کتنے واجبات کو ترک کیا
؟، کتنی نمازیں ادا ہوئیں اور کتنی قضاء ہوئیں ؟، اپنے رسولؐ کی کتنی نافرمانیاں ہوئیں
؟، کتنی سنتوں کو ترک کر دیا، آپ کی نمازوں میں خشوع و اطمینان تھا یا نہیں ؟، آپ

نے اپنے اوقات کو لہو و لعب کے کاموں میں تو نہیں گزارا؟، آپ نے کسی سے وعدہ کیا تو اسے پورا کیا یا وعدہ خلافی کی ؟، کسی کی امانت میں خیانت تو نہیں کی ؟، آپ سے کوئی حرام کام تو نہیں ہوا؟، غصے کی حالت میں کفر کے کلمات کیا اپنی زبان سے نکالے ؟ ریاکاری کے کتنے کام انجام دئے ؟، کسی بات میں دھوکہ تو نہیں دیا؟، کسی پر احسان کرکے جتایا تو نہیں ؟، آج آپ نے کسی سے انتقام تو نہیں لیا؟، آج آپ سے کوئی غلط رسم ادا تو نہیں ہوئی ؟، آج آپ نے کسی گناہ کو گناہ سمجھنے کے باوجود اس کا ارتکاب تو نہیں کیا؟، آج شیطان کے نقش قدم پر آپ کن کن باتوں کو انجام دئے ؟، اور آج آپ نے خود اپنے کسی حق کو پامال تو نہیں کیا؟ ۔یہ ایک ایک سوال پڑھئے اور اپنا حساب کرتے جائیے ۔ان پچاس (۵۰) کاموں میں یقیناً آپ نصف سے زائد کاموں کو بلکہ اس سے زائد کاموں یعنے گناہوں کو انجام دئے ہیں ۔اور اس طرح صبح آپ کی نیند کھلنے کے بعد سے پھر نیند کے آغوش میں جانے تک اندازاً پچیس (۲۵) تا تیس (۳۰) گناہ آپ سے ایک روز میں سرزد ہوتے ہیں اور روزانہ ہوتے رہتے ہیں ۔جو مسلمان اللہ کا خوف کرتے ہیں اور ممکنہ حد تک اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتے رہتے ہیں ان سے بھی عمداً یا سہواً پانچ تا دس گناہ روزانہ سرزد ہوتے ہیں کوئی مومن پورے وثوق سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ آج مجھ سے کوئی گناہ نہیں ہوا۔

اب ان تمام گناہوں کی فہرست کو سامنے رکھ کر میری بات پر غور کریں کہ ایک مسلمان کا دن جس طرح گزرتا ہے یا ایک مومن اپنا ایک دن جس طرح گزارتا ہے کیا رسول عربی صلی اللہ علیہ و سلم کا ایک دن بھی ایسا ہی گزرتا تھا ۔ نعوذ باللہ ۔کوئی مسلمان یہ کہنا ہرگز گوارا نہیں کرے گا کہ میرا ایک دن جیسا گزرا ویسا ہی حضورؐ کا ایک دن گزرا ہوگا ۔اگر کوئی اپنے پر قیاس کرے اور وہ تمام باتیں رسول اللہؐ سے منسوب کرے تو اس سے زیادہ احمق کوئی دوسرا نہیں ۔ہاں البتہ جو عقل سے پیدل ہوں وہ حضورؐ کو اپنے جیسا بشر مان کر یہی کہیں گے کہ بشر بشر سب

برابر ہیں ۔ حضورؐ بھی ہمارے جیسے بشر تھے حضورؐ کا دن ایسے کاموں میں گزرا ہوگا۔ یقین کرلیں کہ ان کا ایمان غارت ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول عربیؐ کے ایک دن کے اعمال کی برابری کرنا تو بہت دور کی بات ہے ۔ ایک گھنٹے کی بھی کوئی برابری نہیں کرسکتا۔

دلیل (۹)

"اللہ کے وجود کا علم ہمیں
رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا"

ہمیں اللہ کے وجود کا اور اس کی بے شمار صفات کا علم خود بخود نہیں ہوا۔ اور نہ ہم یہ جانتے تھے کہ اللہ کون ہے؟ کیسا ہے؟ اس کی صفتیں کیا کیا ہیں؟ وغیرہ۔ ہمارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہمیں اللہ کی پہچان ہوئی اور اللہ کی وحدانیت، قدرت، ربوبیت، علم اور ارادے کی تفصیلات معلوم ہوئیں ۔ کسی شاعر نے بالکل سچ کہا ؎

خدا کو ہم نے پہچانا خدا ہے
محمدؐ یہ تصدق آپ کا ہے

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہم کو اللہ کے ایک ہونے کا علم ہوا۔ اگر یہ علم ہمیں حضورؐ کے طفیل نہ ملتا تو ہم بھی ایک سے زائد خدا کے قائل ہوتے۔ آنحضرتؐ سے ہی ہم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ اتنی بڑی کائنات تنہا اس پروردگار نے بنائی ہے اور وہی اکیلا کائنات کے نظام کو چلاتا ہے۔ کائنات کے بنانے یا چلانے میں اس کا کوئی شریک یا ساتھی نہیں ہے۔ اگر یہ بات ہمیں معلوم نہ ہوتی تو ہم بھی دوسرے مذاہب کے لوگوں کی طرح کسی کو بھی اللہ کا

شریک بنا دیتے اور مشرک کہلاتے اور بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوتے۔
رسول عربیؐ سے ہی ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے نہ والدین ہیں نہ بیٹا، بیٹی نہ بیوی ہے
اور نہ کوئی رشتہ دار ہے۔ اگر ہمیں حضورؐ کے تصدق سے یہ بات معلوم نہ ہوتی تو ہم
بھی قوم یہود کی طرح کسی پیغمبر کو اللہ کا بیٹا بنا دیتے (یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو
اللہ کا بیٹا کہتے ہیں) یا پھر عیسائیوں کے مانند کسی پیغمبر کو خدائی میں شریک کر دیتے
(عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بھی کہتے ہیں (التوبۃ ۳۰۔ اور خدائی
میں شریک بھی سمجھتے ہیں) عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریم
بنت عمران کو اللہ کی بیوی بنالیا اور تین خدا کے عقیدے پر چلتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ
نے **وَلَا تَقُولُوا ثَلٰثَةٌ ... الخ** (النساء ۱۷۱) کہہ کر خدائی میں کسی کی شرکت یا تین
خداؤں کے تصور کی تردید فرمادی۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی ہمیں
اللہ کی بے شمار صفات کا علم ہوا جیسے اللہ رَب (پالنے والا) ہے، اللہ رحمٰن (مہربان)
ہے، اللہ خالق (پیدا کرنے والا) ہے۔ اس نے جملہ اٹھارہ ہزار مخلوق کو زمین پر، پانی
میں اور آگ میں پیدا فرمایا۔ اللہ رزّاق (رزق دینے والا) ہے۔ وہ اپنی ہر مخلوق کو
رزق عطا فرماتا ہے۔ اللہ عَلیم (جاننے والا) ہے۔ اسے اپنی مخلوق کی ہر بات کا علم ہے۔
اللہ سَمیع (سننے والا) ہے۔ وہ اپنی ہر مخلوق کی ہر بات سنتا ہے۔ اللہ خَبیر (باخبر) ہے۔ وہ
اپنی ہر مخلوق کی خبر رکھتا ہے۔ اللہ مُہَیمِن (حفاظت کرنے والا) ہے۔ وہ اپنی مخلوق کی
حفاظت فرماتا ہے۔ اللہ مُصور (صورت بنانے والا) ہے۔ اللہ نے لاتعداد انسانوں میں
سے ہر ایک کی الگ الگ صورت بنائی۔ اسی سے اس کی یکتائی معلوم ہوتی ہے۔ بقول
شاعر

یکتائی تیری اِس سے ہی ظاہر ہے اے خدا!
ہر فرد ہے جدا جدا چہرہ لئے ہوئے۔ (ہادی)

اللہ غفار (بخشنے والا) ہے۔ اپنے بندوں کے بے شمار گناہوں کو ہمیشہ بخشتا رہتا ہے۔

اللہ بَصیر (دیکھنے والا) ہے۔ اپنے بندوں کی ہر حرکت دیکھتا ہے۔ اللہ حَسیب (حساب لینے والا) ہے۔ بروز حشر اپنے بندوں سے وہ حساب لے گا۔ اللہ اَحد (ایک) ہے۔ اتنی بڑی کائنات کے بنانے اور اتنے بڑے نظام کو قائم رکھنے میں کوئی اس کا ساتھی نہیں ہے وہ تنہا ہے۔ اللہ مُنعِم (انعام دینے والا) ہے۔ اپنے فرماں بردار بندوں پر اپنا فضل اور انعام نازل فرماتا ہے۔ اللہ ھَادی (ہدایت دینے والا) ہے۔ لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے اور ہدایت دیتا ہے۔

متذکرہ بالا صفات کے علاوہ دیگر بے شمار صفتوں کا علم ہم کو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہوا۔ اور اللہ جَلَّ جَلالہ کے متعلق تمام باتوں کا علم بھی حضورؐ سے ہم کو حاصل ہوا۔ حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اب جو ہمارا تعلق قائم ہے وہ بھی ہمارے رسول کی وساطت سے ہوا۔

فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرح کا بشر کہنے والے اے گمراہ! اگر تو بھی میرے نبیؐ کے جیسا بشر ہے تو اللہ کے بارے میں ایسی کچھ نئی باتیں اور نئے معلومات لوگوں تک پہنچا جو تیرے خیال میں رسولؐ نے نہیں بتائے تھے۔ اور یہ دعویٰ بھی کردے کہ "جو باتیں رسولؐ نے اللہ کے متعلق نہیں بتائیں وہ میں تم لوگوں کو بتا رہا ہوں اور تم لوگ میری باتوں پر بھی ایسا ہی یقین کرو جیسے رسولُ اللہ کی باتوں پر یقین کرتے ہو کیونکہ رسول بھی بشر تھے اور میں بھی بشر ہوں۔ میرے میں اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہیں ہے" (نعوذ باللہ)۔ ایسا کہنے والا یقیناً لوگوں کے غصے کا شکار ہوگا۔

(دلیل ۱۰) "قیامت اور حشر کی ساری تفصیلات ہمیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوئے"

جس طرح اللہ کے وجود کا اور اس کے ایک ہونے کا علم ہمیں ہمارے رسولؐ

سے معلوم ہوا اسی طرح قیامت کا، قیامت کی نشانیوں کا، کائنات کے فنا ہونے کا،
انسانوں کے دوبارہ زندہ کیے جانے کا، میدان حشر میں تمام انسانوں کو جمع کرنے کا،
میزان میں نامہ اعمال تولے جانے کا، ہر ایک سے حساب لینے کا، پل صراط کا، جنتوں
اور ان کی نعمتوں کا، دوزخ اور اس کے عذاب کا اور اعراف کا علم بھی ہمیں ہمارے
نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر
قرآن مجید نازل فرما کر مستقبل کی کئی باتوں کا علم رسول عربیؐ کے توسط سے ہم تک
پہنچایا۔ ورنہ دوسری بعض اقوام کی طرح ہم بھی نہ قیامت کے قائل ہوتے نہ حیات
بعد الموت کے قائل ہوتے۔ اہل ہنود ان باتوں کو نہیں مانتے البتہ ان کا عقیدہ
دوسرے جنم کا ہے جسے پنر جنم کہتے ہیں یعنی اس دنیا میں رہنے تک جو شخص اچھے کام
کرتا ہے وہ اپنے دوسرے جنم میں اچھے قالب میں آتا ہے اور اگر اس دنیا میں برے کام
کا انجام دیتا ہے تو جانوروں کے روپ میں پیدا کیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ یا پھر دہریوں
اور کمیونسٹوں کی طرح مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور حساب کتاب لیے
جانے اور جنت یا دوزخ میں ڈالے جانے کے قائل ہی نہ ہوتے اور اپنی دنیاوی اور
آخروی دونوں زندگیوں کو برباد کر لیتے۔

ہمارے رسولؐ نے بتایا کہ یہ دنیاوی زندگی دار العمل ہے یہاں جو نیک
اعمال انجام دیتا ہے فرشتے انہیں نامہ اعمال میں لکھ لیتے ہیں اور بروز حشر نیکیوں کے
باعث میزان میں اس کا نامہ اعمال وزنی ہو جائے گا اور اللہ اسے اپنی جنتوں میں
داخل کرے گا۔ اور ہمارے نبیؐ نے یہ بھی بتایا کہ جو یہاں برے اعمال کرتا رہتا ہے
کراماً کاتبین انہیں بھی لکھ لیتے ہیں اور قیامت میں برائیوں کی وجہ سے اس کا
نامہ اعمال میزان میں ہلکا ہو جائے گا۔ اور اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔

ہمارے نبی قیامت اور آخرت کی ساری تفصیلات بیان فرمائے۔ اگر کوئی
اپنے رسولؐ کو اپنے جیسا بشر سمجھتا ہے تو گیا وہ حضور اکرمؐ کی بتائی ہوئی باتوں کے علاوہ

قرآن حکیم چھو سکے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنے والے اے فاتر العقل!
غسل، وضو اور تیمم کے جو طریقے خیر البشر نے سکھائے ہیں اور جو ترتیب بتائی ہے کیا کوئی بشر اپنی جانب سے ان طریقوں میں کچھ کمی کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یا اپنی طرف سے کچھ اضافہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یا ان میں کسی قسم کی تبدیلی لاکر ان طریقوں کو بدل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہر بشر کو برابر کہنے والا اگر یہ کہے کہ غسل، وضو یا تیمم کے جو مقررہ طریقے رسول اللہ نے بتائے ہیں ان میں رد و بدل ضرور کر سکتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق جیسا دل میں آئے کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ حضورؐ بھی ہمارے جیسے بشر تھے اور بشر بشر سب برابر ہوتے ہیں۔ ایسا کہنے والے کو یقین ہے کہ لوگ مجنون ہی کہیں گے۔

ایسے ہی مجنونوں میں اہل قرآن بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ "قرآن میں جو کچھ ہے وہی ایک مسلمان کے لئے کافی ہے قرآن کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے" یعنی نہ احادیث کی نہ سیرت رسول کی نہ اسوۂ صحابہ کی۔ یہ گمراہ ترین فرقہ کھلے طور پر سنت کے خلاف ہے اور منکرِ حدیث ہیں۔ اور حدیث کا منکر صحیح معنوں میں مسلمان نہیں کہلا سکتا کیونکہ ان میں کئی آیات متشابہات کہلاتی ہیں جس کی تشریح حضور پر نورؐ نے احادیث میں فرمائی اور اپنے طور پر ظاہر بھی کی۔ اور بے شمار ایسی باتیں بیان فرمائیں جس کا قرآن میں تذکرہ نہیں ہے جیسے پنج وقتہ نمازوں کے نام، ہر نماز کے فرض و سنت رکعتوں کی تعداد، نماز پڑھنے کا طریقہ اور غسل کا طریقہ وغیرہ وغیرہ۔ اب ان بے وقوف اہل قرآن والوں سے پوچھو کہ اگر ان میں سے کسی کو فرض غسل کی حاجت ہو جائے تو کیسے غسل کرتے ہیں؟ آیا غسل کرتے بھی یا نہیں؟ کیونکہ قرآن میں غسل کرنے کا طریقہ نہ کسی آیت میں ہے نہ کسی سورت میں ہے۔ ہم اہل السنت والجماعت قرآن مجید کے ساتھ ساتھ احادیث پر بھی عمل کرتے ہیں اور جس طریقے سے

اور کچھ نئی باتیں بتا سکتا ہے یا یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ حضورؐ نے قیامت اور آخرت کے تعلق سے جو باتیں بتائی ہیں وہ نامکمل ہیں میں ان باتوں کی تکمیل کرتا ہوں۔ اگر کوئی ایسا کہے تو لوگ اسے دیوانہ ہی کہیں گے۔

(دلیل ۱۱) "غسل، وضو اور تیمم کرنے کا طریقہ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا"

نماز پڑھنے کے لئے یا قرآن مجید چھونے کے لئے آپ اگر ناپاک ہوں تو غسل کرتے ہیں اور اگر پاک ہوں تو وضو کرتے ہیں یا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرتے ہیں۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ ہم جس طریقے سے غسل کرتے ہیں یہ ہمیں کس نے سکھایا؟ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا۔ قرآن میں نہ غسل کرنے کی تفصیل ہے نہ ترتیب ہے نہ کیں وضاحت ہے۔ اسی طرح وضو کا مکمل اور ترتیب وار طریقہ بھی آنحضرتؐ نے سکھایا۔ قرآن میں وضو کے طریقے میں چار فرائض کا سورۃ مائدہ کی چھٹی آیت میں ترتیب سے بیان ہے۔

اسی طرح تیمم کا حکم اور دو فرائض کا بیان دو سورتوں میں ہے۔ النساء ۴۳ میں اور المائدۃ ۶ میں۔

غسل، وضو اور تیمم کے طریقے حضورؐ نے ہمیں سکھائے جن میں حضورؐ کی سنتیں بھی شامل ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی غسل، وضو یا تیمم کرنا چاہے تو اس کو فرائض کے علاوہ سنتوں کے ساتھ اور ترتیب سے ویسا ہی ادا کرنا لازمی ہے جیسا ہمیں ہمارے رسولؐ نے سکھایا کیونکہ ان طریقوں اگر کوئی صرف فرائض کو ادا کرے اور سنتیں چھوڑ دے تو غسل، وضو یا تیمم ہو جائے گا مگر ترک سنت کے باعث ناقص ہو گا اور یہ اعمال ادھورے کہلائیں گے اور ایسا کرنے سے نہ کسی کا غسل مکمل ہو گا اور نہ وہ پاک کہلائے گا۔ اسی طرح وضو بھی ناتمام کہلائے گا اور نہ کوئی نماز پڑھ سکے گا اور نہ

رسول اللہؐ نے غسل فرمایا ویسا ہی غسل کرتے ہیں۔ غسل کا سنت طریقہ یہ ہے،
حضرت عائشہؓ اور حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ "رسول اللہؐ جنابت (ناپاکی) کا
غسل فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ کو پہنچوں (کلائی) تک دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے
بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرم گاہ دھوتے پھر ایسا وضو فرماتے جس طرح نماز کے
لئے کرتے ہیں پھر پانی لے کر اپنی انگلیوں کے ذریعہ بالوں کی جڑ میں پہنچاتے پھر اپنے
سر پر تین چلو پانی ڈالتے پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہا لیتے پھر دونوں پیروں کو دھو لیتے۔
غسل کے بعد اگر پانی بچ جاتا تو اس کو بھی اپنے اوپر ڈال لیتے تھے" (بخاری و مسلم)

غسل کے اس سنت طریقے کو نہ اہل قرآن مانتے ہیں نہ عمل کرتے ہیں۔ ظاہر
وہ اپنے من مانی طریقے پر ہی غسل کرتے ہوں گے جس کی وجہ سے نہ ان کی کوئی نماز
درست ہوتی ہے نہ ان کی تلاوت صحیح ہوتی ہے۔ سنت طریقے سے غسل نہ کرنے کی
وجہ سے سارے اہل قرآن ہمیشہ ہی نجس اور ناپاک رہتے ہیں اور نجس حالت میں ہی
مریں گے۔ جب تک وہ قرآن کے ساتھ حدیث کو نہ مانیں گے ناپاک ہی رہیں گے اور
ان کی کوئی نماز بارگاہ رب العزت میں مقبول نہیں ہو گی۔ ہم اہل السنت والجماعت
اللہ پاک کے بندے، رسول پاک کے امتی، قرآن پاک کو ماننے والے اور حدیث
پاک پر عمل کرنے والے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان ناپاک اہل القرآن سے بہت دور
رہیں۔ ان کو ان کی ناپاکی مبارک۔

(دلیل ۱۲) "کلمۂ طیبہ کا ترجمہ زمانہ حال میں کیا جاتا ہے زمانہ ماضی میں نہیں"

ہم کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔ جس کا لفظی
ترجمہ یہ ہے کہ "نہیں ہے معبود سوائے اللہ کے۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔" اس کا
بامحاورہ ترجمہ یوں ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کے لائق کوئی نہیں ہے اور

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں "۔ ان دو ترجموں سے ہٹ کر اگر کوئی اس طرح ترجمہ کرے کہ " اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اللہ کے رسول تھے۔"

یعنی اللہ کے لئے زمانہ۔ حال کا لفظ اور حضورؐ کے لئے زمانہ۔ ماضی کا لفظ استعمال کرے تو ترجمہ غلط ہوگا کیونکہ حضور اقدسؐ کے وصال کے بعد سے آج تک جتنی زبانوں میں جتنے افراد نے ترجمہ کیا ہے اس میں محمدؐ اللہ کے رسول "ہیں" ہی کیا ہے "تھے" کسی نے نہیں کیا۔ اس دلیل سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ظاہری طور پر وصال پانے کے وجود رسول اللہ حیات ہی ہیں اور قیامت تک آپ کی حیات مسلمہ ہے۔ اگر کوئی نادان دوسرے انسانوں کی طرح حضور پر نورؐ کو بشر کہتا ہو آپؐ کی حیات کا قائل نہیں ہے تو اس سے کلمہ طیبہ کا ترجمہ کرنے کہو۔ باوجودیکہ اپنی کم علمی یا لاعلمی یا جہالت کی وجہ سے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھتا ہو مگر جب ترجمہ کرے گا تو یہی کہے گا کہ " محمدؐ اللہ کے رسول ہیں "۔ حضورؐ کے وصال پانے کی وجہ سے " محمدؐ اللہ کے رسول تھے " ہرگز نہیں کہے گا۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ ظاہراً وصال پا کر حیات جاودانی میں ہیں۔ حالانکہ بعض کم عقلوں کے عقیدے کے مطابق حضور اکرمؐ اس وقت دنیا میں موجود نہیں مگر یقیناً موجود ہیں۔ بعض نادانوں کے خیال میں رسول اللہؐ اب حاضر نہیں ہیں مگر یقیناً حاضر ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔

میرے نبی شاہد ہیں ، حاضر ہیں ، موجود ہیں
(ہادی) ـ آقا دگر اسرار میں طیبہ کلمہ ہے

ہم اہل السنت والجماعت کا یہی صحیح عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ حضورؐ حاضر ہیں، حضورؐ ناظر ہیں، حضورؐ شاہد ہیں، حضورؐ موجود ہیں کیونکہ حضورؐ عام بشر کی طرح بشر نہیں ہیں بلکہ خیر البشر ہیں، افضل البشر ہیں، اعلیٰ بشر ہیں، ارفع بشر ہیں۔ اگر کوئی بے وقوف اپنے جیسا بشر سمجھ کر کلمہ کا یہ ترجمہ کرے کہ

وبُشریٰ للمومنین، منۃ اللہ، نعمۃ اللہ، ھدیۃ اللہ، عُروۃ وثقٰی، صراطُ اللہ، صراطُ المستقیم، سیف اللہ، ذکر اللہ، حزب اللہ، النجم الثاقب، مصطفٰی، مجتبیٰ، منتقٰی، اُمّی، مختار، جبار، اجیر، ابو القاسم، ابو الطاہر، ابو الطیب، ابو ابراہیم، شفیع، مشفع، صالح، مھیمن، مصلح، صادق، صدق، مُصدق، سید المرسلین، امام المتقین، قائد الغُرالمحجلین، خلیلُ الرحمٰن، وجیہ، بُر، مُبر، ناصح، نصیح، وکیل، کفیل، مُقیم السنۃ، شفیق، مقدس، روح القدس، روح القسط، مکتفی، بالغ، مبلغ، واصل، موصول، سابق، سائق، ہادی، مھد، مقدم، عزیز، فاضل، مفضل، فاتح، مفتاح، مفتاح الرحمۃ، مفتاح الجنۃ، علم الایمان، علم الیقین، دلائلُ الخیرات، صاحب الکوثر، صاحب المعجزات، صفوح عن الزلات، صاحب الشفاعۃ، صاحب المقام، صاحب القدم، مخصوص بالعز، مخصوص بالمجد، مخصوص بالشرف، صاحبُ الوسیلۃ، صاحبُ السیف، صاحب الازار، صاحب الحجۃ، صاحب السلطان، صاحبُ الرداء، صاحبُ الفضیلۃ، صاحبُ الدرجۃ الرفیعۃ، صاحبُ التاج، صاحبُ المغفر، صاحبُ اللواء، صاحبُ المعراج، صاحبُ القضیب، صاحبُ البراق، صاحبُ الخاتم، صاحبُ العلامۃ، صاحبُ البُرھان، صاحبُ البیان، فصیح اللسان، مُطھر الجنان، رءوف، رحیم، اذن خیر، صحیح الاسلام، سید الکونین، عین النعیم، عین الغر، سعد اللہ، سعد الخلق، خطیبُ الامم، علم الھدیٰ، صاحبُ الخصائص، رفیع الرتب، عز العرب، سید ولد آدم۔

پنج سورتوں میں حضور انورؐ کے ننانوے نام ہیں۔ درج بالا ناموں میں یہ کئی نام شامل ہیں۔ البتہ جو نام مسجد نبویؐ میں تحریر کردہ ناموں میں نہیں ہیں وہ یہاں لکھے جاتے ہیں۔ قاسم، خاتم، رشید، خلیل، کلیم، حبیب، مرتضیٰ، قائم، حافظ، عادل، حکیم، حجۃ، برھان، ابطحی، مومن، واعظ، ناطق، صاحب، مکی، مدنی، عربی، ہاشمی، حجازی، نزاری، قریشی، مُضری، یتیم، غنی، جواد، فتاح، عالم، خطیب، فصیح، امام، بار، شاف، متوسط، متصدق، اول، آخر، ظاہر، باطن، رحمۃ، محلل، محرم، امر، ناہ

"محمد اللہ کے رسول تھے" تو اس کا ایمان باقی کہاں رہے گا؟۔

(دلیل ۱۳) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ"

قرآن حکیم میں محمد عربی صلی اللہ علیہ کے کئی نام آئے ہیں۔ عموماً پنج سوروں اور دہ سوروں میں اللہ عزوجل کے ننانوے ناموں کے علاوہ آنحضرت کے بھی ننانوے نام لکھے گئے ہیں۔ مگر جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کے بے شمار نام ہیں (جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے) اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی کئی نام ہیں۔ سب سے پہلے میں یہاں ان اسمائے مبارکہ کو تحریر کرتا ہوں جو مسجد نبویؐ کی قبلہ رخ دیوار پر باب السلام سے باب جبریلؑ کے پہلے تک لکھے ہوئے ہیں۔ پورے اسماء خطِ نستعلیق میں ہیں۔ دائرے میں ایک نام بھی ہے دو نام بھی ہیں اور کہیں تین تین اور چار چار نام ایک جگہ ہیں اس کی نشان دہی کے لئے یہاں خط فاصل ڈالا گیا ہے۔ بعض ناموں کو سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ ہر دائرے کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا گیا ہے۔ میں نے پورے نام بغور پڑھ کر لکھ لئے یہ جملہ ایک سو بیانوے (۱۹۲) اسمائے گرامی ہیں۔ محمدؐ، احمدؐ، حامدؐ، محمودؐ، وحیدؐ، احیدؐ، عاقبؐ، حاشرؐ، ماحؐ، یسٓؐ، طٰہٰؐ، طاہرؐ، سیدؐ، طیبؐ، مطہرؐ، نبیؐ، رسولؐ، رسول الرحمۃؐ، قیمؐ، جامعؐ، مقتفؐ، مقفؐ، رسول الملاحمؐ، رسول الراحۃؐ، کاملؐ، اکلیلؐ، مدثرؐ، مزملؐ، عبد اللہؐ، حبیب اللہؐ، صفی اللہؐ، نجی اللہؐ، کلیم اللہؐ، خاتم الانبیاءؐ، خاتم الرسلؐ، رسول الثقلینؐ، مذکرؐ، ناصرؐ، منصورؐ، نبی الرحمۃؐ، نبی التوبۃؐ، حریصؐ، علیمؐ، معلومؐ، شہیرؐ، شاہدؐ، شہیدؐ، مشہودؐ، بشیرؐ، مبشرؐ، نذیرؐ، منذرؐ، نورؐ، سراجؐ، مصباحؐ، ہدیٰؐ، مہدیؐ، منیرؐ، داعؐ، ابن عبد المطلبؐ، حفیؐ، ولیؐ، عفوؐ، حقؐ، قویؐ، امینؐ، مامونؐ۔ کریمؐ، مکرمؐ، مکینؐ، متینؐ، مبینؐ، مؤملؐ، وصولؐ، ذو قوۃؐ، ذو حرمۃؐ، ذو مکانۃؐ، ذو فضلؐ، ذو عزؐ، مطاعؐ، مطیعؐ، قدم صدقؐ، رحمۃؐ،

شکورؐ، منیبؐ، طٰسٓؐ، حٰمٓؐ، حسیبؐ، اولیٰؐ = (سولہ سورہ مترجم مع مجموعہ وظائف) =

حضور اکرمؐ کے ان اسماء کے علاوہ ابو محمد عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی نے اپنی کتاب میں یہ نام بھی لکھے ہیں۔ روح الحقؐ، کافؐ، محیؐ، منجیؐ، مدعو، مجیبؐ، مجابؐ، غوثؐ، غیثؐ، غیاثؐ، متوکلؐ، مصحح الحسناتؐ، مقیل العثراتؐ، کاشف الکربؐ (دلائل الخیرات)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مختلف صالحین نے مختلف درود لکھے ہیں۔ ان درودوں میں حضورؐ کے جو صفاتی اسماء ہیں وہ یہاں تحریر کئے جاتے ہیں چنانچہ درود اکبر کے نام یہ ہیں ۔ سید النبینؐ، سید المومنینؐ، سید المتقینؐ، سید الصالحینؐ، سید المصلحینؐ، سید الصادقینؐ، سید المتصدقین، سید الصابرینؐ، سید الشاہدینؐ، سید المشہودینؐ، سید المرابطینؐ، سید المنجینؐ، سید المفلحینؐ، سید المجیبینؐ، سید التابینؐ، سید الخائفینؐ، سید الزاہدینؐ، سید العاطفینؐ، سید البکینؐ، سید القائمینؐ سید الراکعینؐ، سید الساجدینؐ، سید المصلینؐ، سید القارینؐ، سید القاعدینؐ، سید الموقنینؐ، سید المناجینؐ، سید القانعینؐ، سید الحامدینؐ، سید المرشدینؐ، سید الناظرینؐ، سید المبارکینؐ سید الموحدینؐ، سید القائلینؐ، سید المنصورینؐ، سید الناصرینؐ، سید الظافرینؐ، سید الوارثینؐ، سید المظفرینؐ، سید المرزوقینؐ، سید الراغبینؐ، سید المالوفینؐ، سید المنیبینؐ، سید العابدینؐ، سید المساکینؐ، سید المشفقینؐ، سید السائحینؐ، سید التوابینؐ سید الموافقینؐ، سید المرافقینؐ، سید الفائزینؐ، سید العاملینؐ، سید العائزینؐ، سید الناجینؐ، سید الطاہرینؐ، سید الظاہرینؐ، سید التابعینؐ، سید الفاضلینؐ، سید الشاکرینؐ، سید المتطہرینؐ، سید المطیعینؐ، سید المرحومینؐ، سید المغفورینؐ، سید الطالبینؐ سید المطلوبینؐ، سید المطہرینؐ، سید الصوامینؐ، سید القوامینؐ، سید الاوابینؐ، سید الواصلینؐ، سید المحبینؐ، سید المبوبینؐ، سید المورودینؐ، سید المقبولینؐ، سید المشتاقینؐ سید العاشقینؐ، سید المعشوقینؐ، سید العارفینؐ، سید الواعظینؐ، سید المذکورینؐ،

سید المنعمین، سید المعظمین، سید المبلغین، سید المفسرین، سید العاقلین، سید المباذلین، سید الاجودین، سید المتعبدین، سید المستمعین، سید المقربین، سید المحرضین، سید المفرحین، سید المقتربین، سید المتقابلین، سید المسبحین، سید المقدسین، سید المرتلین، سید المامولین، سید المحققین، سید المدققین، سید الداعین، سید المحسنین، سید الصائمین، سید الزاکین، سید الکاملین، سید السابقین، سید المسبوقین، سید المعصومین، سید المحفوظین، سید الشافعین، سید المشفعین، سید المتعظمین، سید المولفین، سید الاظهرین، سید الموفقین، سید العافین، سید المتفکرین، سید المسرورین، سید المنزلین، سید الامنین، سید الممتازین، سید المتواضعین، سید المجلین، سید المجدین، سید المتفاخرین، سید المتحملین، سید القاسمین، سید المتوسمین، سید المقیمین، سید المسافرین، سید المهاجرین، سید الغافرین، سید السائحین، سید العالمین، سید القانتین، سید المنفقین، سید الراضین، سید الرءوفین، سید المتهجدین، سید المستغفرین، سید المتعففین، سید الحاملین، سید المتدینین، سید المرضعین، سید المادحین، سید الارفعین، سید المنشعین، سید المخلصین، سید الذاکرین، سید الخاضعین، سید الخاشعین، سید الراجین، سید المومنین، سید الاورعین، سید الخالصین، سید المتورعین، سید الاطهرین، سید الاکرمین، سید الانجبین، سید الاشجعین، سید الافضلین، سید الانورین، سید المعروفین، سید السالکین، سید الحامدین، سید الهادین، سید المهدیین، سید المقتبسین، سید الممکنین، سید الفائقین، سید الفاتحین۔

درود تاج میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اسمائے مبارک ہیں۔

صاحب العلم، دافع البلاء، دافع القحط، دافع المرض، دافع الالم، سید العرب، سید العجم، شمس الضحی، بدر الدجی، صدر العلی، نور الهدی، کهف الوری، مصباح الظلم، جمیل الشیم، شفیع الامم، صاحب الجود، صاحب الکرم، شفیع المذنبین، انیس معطر، منور،

الغریبینؐ ، راحۃ العاشقینؐ ، مراد المشتاقینؐ ، شمس العارفینؐ ، سراج السالکینؐ مصباح المقربینؐ ، محب الفقراءؐ ، محب الغرباءؐ ، محب الیتمیٰؐ ، محب المساکینؐ ، سید الثقلینؐ ، نبی الحرمینؐ ، امام القبلتینؐ ، وسیلتنا فی الدارینؐ ، صاحب قاب قوسینؐ ، محبوب ربّ المشرقینؐ ، محبوب ربّ المغربینؐ ، جد الحسنؓ ، جد الحسینؓ ، مولنٰا ، مولی الثقلینؐ ، نور من نور اللہؐ ۔

ان عربی اسماء کے علاوہ فارسی اور اردو میں رسول اللہؐ کے یہ بے شمار نام ہیں ۔ سرور کائنات ، تاجدار حرم ، فخر موجودات ، شاہ انبیاء ، شاہ طیبہ ، شاہ بطحیٰ ، شاہ مدینہ ، شاہ عرب ، شاہ پیغمبران ، شہہ دیں ، شہہ اُمم ، شہہ ذیشان ، سید کونین ، سید عالم ، سید مکی ، سید مدنی ، سید عربی ، ماہ عرب ، ماہ مدینہ ، نبی عربی ، نبی کامل ، نبی کریم ، نبی اکرم ، نبی آخر الزماں ، نبی ھدیٰ ، رسول کریم ، رسول اَنام ، رسول خدا ، رسول مدنی ، رسول اکرم ، رسول عربی ، پیغمبرِ دوجہاں ، پیغمبرِ انس و جاں ، نورِ خدا ، نور مجسم ، نورِ کل ، والیٔ بطحیٰ ، والیٔ طیبہ ، والیٔ مدینہ ، ہادیٔ امت ، ہادیٔ عالم ، ہادیٔ انس و جاں ، ہادیٔ اکرم ، ہادیٔ اعظم ، مرسل رب ، مرسل خدا ، مرسل رحمٰن ، مرسل اکرم ، مرسل اعظم ، محبوب رب ، محبوب خدا ، محبوب داور ، مختار عالم ، رحمت عالم ، باعثِ تخلیقِ آدم ، باعثِ تخلیقِ بنی آدم ، باعثِ تخلیق کائنات ، باعثِ تخلیق کون و مکاں ، خزینہ رحمت ، سفینہ رحمت ، آفتاب رسالت ، ماہتاب رسالت ، شمع رسالت ، شمع بزم رسالت ، ختمی مرتبت ، کلید باب جنت ، سراج بحر ظلمت ، رحمت عاصیاں ، راحت انس و جاں ، مقتدائے پیغمبراں ، مقصودِ کُن فکاں ، سردار دوجہاں ، مصلح اعظم ، محسن اعظم ، محسن انسانیت ، معلم انسانیت ، معمار انسانیت ، مولائے کل ، دانائے سبل ، حبیب خالق کل ، رسول مقبول ، احمد مرسل ، انسان کامل ، آمنہ کے لال ، عبداللہ کے لال ، رسول پاک ، صاحب لولاک ، مولائے عالم ، خواجہ اعظم ، خواجہ بعث و نشر ، اُمی لقب ، رسالت مآب ، شفیع اَنام ، شفیع امت ، مظہرِ نور خدا ، والیٔ گنبد خضریٰ ، مکینِ سبز

گنبد، عالم علم الاولین، عالم علم الآخرین، شافع محشر، ساقی۔ کوثر، حبیب خدا، ختم مرسلاں، کالی کملی والے، مقصد، مدعا، ماویٰ، ملجا، فارقلیط، منمنا، پیغمبر، پیغمبر حق، معدن اسرار، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے ناموں کا اوپر تذکرہ کیا گیا ان کی جملہ تعداد چھ سو ایک (۶۰۱) ہے۔ ان تمام اسمائے مبارکہ کو پڑھنے کے بعد اب میں اس کم عقل سے سوال کرتا ہوں جو رسول خدا کو اپنے جیسا بشر کہتا ہے۔ کیا خیر البشر رسول کے علاوہ کسی اور بشر کے اتنے صفاتی نام یا القاب یا خطابات ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی دعویٰ کرتا ہو تو بتادے کہ فلاں فلاں بشر کے اتنے نام ہیں۔ پیر جی، حضرت جی، قاسم جی، مودودی جی، اشرف جی، خلیل جی، رشید جی، اسمٰعیل جی، عبد الوہاب جی، الیاس جی، جون پوری جی، قادیانی جی، وحید الدین جی، یا اور ایسے ہی کتنے "جی" کے اتنے نام ہیں جو حضور پرنور کی شان میں الگ الگ انداز میں گستاخیاں کر کے آنحضور کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور شان رسالت کی توہین کے مرتکب ہو کر اپنے اپنے ایمان کو ناقص سے ناقص تر کرتے ہیں۔ اتنے کثرت سے صفاتی نام اللہ جل جلالہ کے بعد سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور بشر کے نہیں ہیں۔

اہل تشیع نے حضرت علی مرتضیٰ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ میں سے ہر ایک کے ننانوے نام لکھے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض پنج سوروں میں سلطان اولیاء حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے بھی ننانوے نام ملتے ہیں۔ کسی صحابی، تابعی، امام، ولی، بادشاہ، وزیر، صدر مملکت یا سردار قبیلہ کے چار یا پانچ نام مع القاب و خطابات و کنیات ہو سکتے ہیں لیکن کسی عام بشر کے نہ اتنے نام ہوتے ہیں، نہ ہو سکتے ہیں۔ نہ قیامت تک کسی بھی بشر کے اتنے نام ہوں گے جتنے اسماء ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ حضور اکرمؐ کے ان ناموں میں کئی نام منفرد

(ایک) ہیں اور زیادہ نام مُرکب (دو لفظی) ہیں اور بہت کم نام سہ لفظی یا چار لفظی ہیں اگر اور تلاش کریں تو مزید کئی نام مل سکتے ہیں۔ان ناموں کے لحاظ سے بھی کوئی بشر خیر البشر کے برابر کا نہیں ہو سکتا۔

(دلیل ۱۴) "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مسلم شُعراء کے نعتیہ اشعار"

اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین آپؐ کی ولادت سے رحلت تک بشمول خواتین بے شمار افراد نے اشعار لکھے جنھیں بطور خاص "نعت" کا نام دیا گیا۔نعت کا لفظ حضورؐ کی شان میں اشعار لکھے جانے کے لئے مخصوص ہے۔ کسی اور بشر کی تعریف میں اشعار لکھے جائیں تو نعت نہیں کہا جائے گا بلکہ دوسرے الفاظ سے یاد کیا جائے گا جیسے صحابہؓ کرام، ائمہ عظام یا اولیاء اللہ کی تعریف میں اشعار کہنے کو "منقبت" کہتے ہیں۔ کسی صدر مملکت یا بادشاہ یا سردار کے لئے لکھے جانے والے تعریفی اشعار کو "مدح" کہتے ہیں۔ کسی جانور یا کسی چیز کی تعریف میں اشعار کہنے کو "وصف" کہا جاتا ہے۔جس طرح "حمد" کا لفظ اللہ کی تعریف کے لئے خاص ہے اسی طرح "نعت" کا لفظ رسول اللہؐ کی تعریف کے لئے خاص ہے۔

(۱) عربی شعراء کے نعتیہ اشعار

حضورؐ کی "نعت" مین ابتدائی اشعار آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وھب نے لکھے تھے جب کہ آنحضورؐ کی عمر شریف چھ سال تھی۔ حضرت آمنہ اپنے وصال سے قبل اپنے فرزند کو دیکھ کر یہ کہتی تھیں

بارکَ اللہُ فیکَ مِن غلامٍ
یَابنَ الذی مِن حَومۃِ الحِمامِ

(ترجمہ۔اے بچے! اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ تم اس باپ کے بیٹے ہو جو

قربان ہوتے ہوئے بچ گئے تھے۔)

فَانتَ مَبعوثٌ اِلی الاَنامِ

مِن عِندذی الجَلال وَالاکرامِ

(المواھب اللدنیہ۔امام قسطلانیؒ)

(ترجمہ:۔پس تمہیں انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔جلالت اور بزرگی والے اللہ کی جانب سے)۔

سرور کائناتؐ کی نبوت کے بعد سے رحلت تک کئی صحابہ کرام نے نعتیہ اشعار لکھے ہیں جن میں حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعبؓ بن زھیر اور حضرت کعب بن مالک انصاری کے نام سرفہرست ملتے ہیں بقول شاعر ؎

نہیں ہے ان کے ہم پایہ کسی بھی نعت گو کی نعت

کعبؓ، ابن رواحہؓ، حمزہؓ، و حسانؓ جیسی نعت۔(ہادی)

ان کے علاوہ یہ صحابہ بھی نعت گوئی میں شہرت حاصل کئے، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابو قیسؓ بن ابو انس، ابو احمد بن جحشؓ اور ابو عزہ بن عبداللہؓ وغیر ھم۔

صحابہ کرام کے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ کیجئے

رسولٌ اَتاھُم صادقٌ فَتکذّبوا

عَلیہِ و قالُوالستَ فینا بماکثِ

(حضرت ابو بکر صدیقؓ)

فَامسیٰ رسولُ اللہِ قدعزَّ نصرہٗ

و کان رسولُ اللہ اُرسِل بالعَدلِ

(حضرت علیؓ)

شقّ لنا من اسمہٖ کئی یجلّہ
فذوالعرش محمودٌ و ھذا محمّدٌ
(حسان بن ثابت)

واخرا جُھاکم یُخز فیھا محمّدٌ
علیٰ ماقطٍ و بَیننا عطر مُنشمِ
(عبداللہ بن رواحہ)

انّ الرسولَ لنورٌ یُستضاءَ بہٖ
مُھنّد مِن سُیوفِ اللّٰہِ مَسلولُ
(کعب بن زہیر)

نبیٌّ لہ فی قومہٖ ارثُ عزۃٍ
و اَعراق صِدق ھَذّبتْھا اَرومُھا
(کعب بن مالک)

ورُعنا الی قولِ النّبیِ محمّدٍ
فَطابَ وُلاۃ الحق مِنا و طَیبوا
(ابواحمد بن جحش)

ثوی فی قُریش بضع عَشرۃ حِجۃً
یُذکّر لویُلقیٰ صَدیقاً مُواتیاً
(ابوقیس بن ابوانس)

مَن مُبلغ عنّی الرسولَ محمّداً
بِانک حقٌّ والملیک حمیدٍ
(ابو عزہ بن عبداللہ)

بِأمر رسولُ اللّٰه اوّل خافقٍ
علیه لِواءٌ کَم یکن لاحَ من قَبلی
(حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب)

صحابہ کرام کے علاوہ کچھ صحابیات کو بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ سلم کی شان میں نعتیہ اشعار لکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا جن میں حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب، حضرت صفیہؓ بنت عبدالطلب، حضرت عاتکہؓ بنت زید، حضرت زینبؓ الطثریہ، حضرت خنساءؓ، حضرت قُتیلہؓ بنت نضر اور جرقہ بنت نعمان کے نام نمایاں ملتے ہیں۔ بقول شاعر ؎

صحابیات میں بھی بیشتر تھیں نعت گو مشہور
قُتیلہ، عاتِکہ، خَنساء، زینبؓ نے لکھی تھی نعت۔ (ہادی)

صحابیات کے علاوہ یہ نعت گو شاعرات بھی مشہور ہوئیں۔ عائشہ بنت یوسف الباعونیہ، عائشہ التیموریہ، ہند بنت اثاثہ اور میمونہ وغیرھن۔

ماذا علیٰ مَن شَمّ تُربۃ احمدٍ
اَن لا یَشم مُدالزمان غوالیا
(حضرت فاطمۃ الزہراءؓ)

الا مَن مُبلغ عنا قُریشاً
فَفیمَ الأمر فینا والا مارُ
(صفیہ بنت عبدالمطلب)

الواہِب الاَلف لا یبغی بِھابَدلاً
اِلا الاِلٰہ و معروفاً بِھا اَصطفا
(اُخت نضر بن حارث)

دَلَّ علیٰ معروفہٖ و جھہٗ
بُورک ھٰذا مادیاً مِن دلیلِ
(حضرت خنساء)

پہلی صدی ہجری سے جاریہ پندرھویں صدی ہجری تک بے شمار عربی شعراء نے اشعار کے دیگر اصناف سخن کے علاوہ بے شمار نعتیہ اشعار رسول مدنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھے ہیں ۔ نعت گو عربی شعراء کی طویل فہرست میں سے صرف چند منتخب نام اور چند اشعار ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں ۔

حضرت علی اوسط بن حسینؑ (زین العابدین) جریر بن عطیہ، فرزدق بن غالب، طرماح بن حکیم، عُبید بن حصین، کمیت بن زید، ایمن بن حزیم، اعشیٰ ربیعہ، بشار بن برد، السید الحمیری، ابونواس حسن بن ہانی، ابی الفضل العباس، ابو تمام حبیب بن اوس، ابن رومی علی بن عباس، ابوفراس الحمدانی، احمد بن حسین المتنبی، ولید بن عبید اللہ البحتری، اسمٰعیل بن ابی بکر المقری، شیخ ابو بکر بغدادی، شیخ ابراھیم باجوری، علی بن ابوالحسن الشوستری، عمر بن فارض، محمد بن سعید، احمد بن عبدالملک العزازی، عمر بن حسین الوراق، ابوبکر بن علی ابن حجہ، عبداللہ بن عطّار، صفی الدین الحلی، ابراھیم بن خفاجہ اُندلسی، حافظ ابراھیم، احمد بک شوقی، ابی عبداللہ عطا، شمس محمد بن ناصر الدین دمشقی، محمد شرف الدین البوصیری، سید احمد بہلول، وحید الدین عالی، محمد بن احمد رضی، سید غلام علی آزاد بلگرامی، سید ابراھیم ادیب رضوی، صالح بن سالم باحطاب، مفتی مخدوم حسینی، حبیب عبداللہ المدیح، سید طاہر رضوی، محمد خواجہ شریف اور راقم الحروف سید محی الدین قادری ہادی وغیرہ ہیں ۔

مندرجہ بالا شعراء میں سے بعض کے اشعار ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں ۔

یا رحمۃً لِلعالمین اَدرِک لِزینِ العابدین
مَحبوس اَیدِی الظالمین فِی المرکبِ والمُزدھم

اتٰی انه یومُ الاِثنَینِ دائماً
یُخفّف منه لِسُرورِ احمدٍ
(محمد ناصر دمشقی)

مُحمّدٌ سیّدالکَونَینِ والثَّقلَینِ
والفریقَینِ مِن عرب و مِن عَجمِ
(محمد شرف الدین البوصیری)

یَا احمدَ الخیرلی جاہٌ بتَسمِیتیٖ
و کیفَ لا یتَسامی بالرسولِ سمّی
(شوقی)

بِطِیبِ رسولِ اللّہِ طابَ نَسیمُها
فما لِلمسکِ والکافورِ والصندلِ والرطب
(ابی عبداللہ عطا)

فَمحمّدنا موسیّدنا۔ فالعِزّلنا لِاِ جابَتہٖ (محمد بن سعید)

مُحمّدٌ حُجة الباری و مفخّرنا
لَقد اَتانا بَشیرًا کاشِف الکرب
(آزاد بلگرامی)

وَما ھو اِلّا المُصطفی سیّدالوری
مُحمّدنِ الهادی النّبی المبجّل
(سید ابراہیم ادیب)

اَلا ... ... ھوالنّبی الهاشمی
و ... ... (...)
ومنه الابتداءِ والاِنتهاءِ

صَلّی الاِلٰہ علیکَ دائماً ابداً
مادامَ فی الغُصنِ یشَدوالطّیر بالنغمِ
(خواجہ شریف)

قَد قال ربُّ عرشٍ صلُّواعلی النّبیِّ
صَلُّواعلیٰ مُحمّدٌ فی الصُّبحِ والمَساءِ
(دکتور ہادی قادری)

(۲) فارسی شُعراء کے نعتیہ اشعار

عربی زبان کے علاوہ فارسی زبان میں بھی نعتیہ کلام کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے بیرون ہند اور ہندوستان کے بے شمار فارسی شعراء میں سے چند نام یہ ہیں۔ جلال الدین رومی، عبدالرحمٰن جامی، مصلح الدین سعدی شیرازی، حافظ شیرازی، شمس تبریزؒ، امیر خسرو، قُدسی، عُرفی، فَیضی، صائب، ملاشاہ بدخشانی، آرزو، مرزا حاتم، مصحفی، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، مظہرجان جاناںؒ، وحیدالدین عشقی، طلاء محمد، سرشیخ محمد اقبال، حاکم، آفتاب، اسداللہ خاں غالب، مختار جعفری، قاضی محمد سلیمان سلمان، خواجو کرمانی، حبیب علی شاہ حبیب، آغا محمد داؤد صحوؔ نقامی، مغربی اور عبدالقدوس گنگوہی وغیرہ۔ ان فارسی شعراء میں سے کچھ شعراء کے اشعار ملاحظہ کیجئے۔

لَا یُمکنُ الثّناءُ کما کانَ حقّہ
بعد از خدا بُزُرگ توئی قصہ مختصر
(عبدالرحمٰن جامی)

درجان چو کرد منزل، جانانِ ما محمدؐ
صد در کشادہ در دل، از جانِ ما محمدؐ

(حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ)

زبان تابود در دہان جائے گیر
ثنائے محمدؐ بود دل پذیر

(سعدی شیرازی)

شبِ معراج عروجِ تو گزشت از افلاک
بمقامے کے رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

(قدسی)

مصطفیٰ یافت در شبِ معراج
خلعت لَا اللہ اِلا ہُو

(شمس تبریزؒ)

بنہ بچندیں ادب طرازی، سرارادت بخاکِ آن کو
صلوٰۃ وافر بروحِ پاکِ جنابِ خیرالانام برخوان

(نظام الدین اولیاءؒ)

بجانِ خویش سوزِ عشقِ محبوبِ خدا دارم
مسوز اے آتش دوزخ کہ حُبِّ مصطفیٰؐ دارم

(حنفی)

ماراچہ خوفِ محشر غم خوارِ ما محمدؐ
گنجینۂ شفاعت سرکارِ ما محمدؐ

(آغا محمد داؤد صحو)

گُفت خالق تُرا رَءوف و رحیم
رحمةُ العالمینؐ چه خوش لقَبی
(حبیب علی شاہ)

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمعِ محفل بود شب جائے که مَن بودم
(امیر خسرو)

ہزار بار بَشویم دَہن زِمشک و گُلاب
ہنوز نام توگفتن کمالِ بے ادبیست
(ڈاکٹر اقبال)

اسلامِ ما اطاعتِ خلفائے راشدین
ایمانِ ما محبتِ آلِ محمدؐ است
(مختار جعفری)

محمدؐ اسم و حبیبِ اللہ و خواجہءِ کُل
نویدِ رحمت و پیمان و عفو یزدانی
(سُلیمان سُلمان)

(۳) نعت گوئی کے اردو شعراء

اردو زبان کے لاتعداد متقدمین، متوسطین اور متاخرین شعراء نے بھی نعتیں لکھی ہیں جن کے نام اور ہر شاعر کی نعت کا ایک شعر نمونتہً تحریر کیا جائے تو سینکڑوں صفحات سیاہ ہوجائیں اور ایک ضخیم کتاب تیار ہوجائے گی۔ جو غزل، مرثیہ، مثنوی یا رباعی میں مشہور ہوئے ان میں سے کئی شاعر اور شاعرات نے نعتیں بھی لکھی ہیں۔ بعض شعراء ایسے بھی ہیں جو صرف نعتیہ اشعار لکھ کر نعت گو شاعروں کی فہرست میں شامل ہوئے۔ اردو زبان کے وجود سے موجودہ صدی تک کئی اردو شعراء کے نعتیہ مجموعے طبع ہوکر منظر عام پر آئے ہیں۔ اگر یہ فرض کریں کہ نعت کے ہر مجموعے میں ایک ہزار اشعار ہوں اور اب تک اگر دس ہزار نعتیہ کتابیں شائع ہو چکی ہوں تو اس لحاظ سے ایک کروڑ اشعار ہو گئے۔ حالانکہ یہ تعداد کم ہی ہے۔

عربی، فارسی اور اردو زبانوں کے علاوہ دنیا کے جن جن ممالک میں اسلامی شعراء موجود ہیں انھوں نے اپنی اپنی مادری زبان میں نعتیہ کلام لکھے ہیں جیسے ترکی، حبشی، لبنانی، پشتو، بربر، بنگالی، پنجابی، کشمیری، بھوجپوری، ڈوگری، سندھی، ہندی، کنڑی، مراٹھی، آسامی، اڑیہ، ملیالم، تامل، مالی، ملیشیائی، انڈونیشیائی، چینی، جاپانی، روسی، انگریزی، گجراتی، تلنگی، برمی تھائی، جاوائی، منگولیائی، نیپالی، ازبکی، قزاقی، ترکمانی، آرمینیائی، امہرکی، گالائی، صومالی، اور آذربائیجانی اور دنیا کی کئی دوسری زبانیں وغیرہ ان سارے نعتیہ اشعار کی صحیح تعداد کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے ایک اندازے کے مطابق یہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ صاحبُ القرآن و صاحبُ الفرقان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کی شان میں لکھے گئے نعتیہ اشعار کروڑوں سے زائد ہیں جن کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔

ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر میں اس نادان سے پوچھتا ہوں جو حضور پر نور کو اپنے ہی جیسا بشر سمجھتا ہے کیا اس کی یا کسی اور کی تعریف میں بھی بے شمار اشعار لکھے گئے ہیں۔ اگر کسی شاعر نے کسی کے لئے تہنیتی اشعار لکھے ہوں یا کسی کا مرثیہ لکھا ہو تو ان اشعار کی تعداد دس، بیس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی پھر بھی صحابہ، ائمہ، اولیاء کے علاوہ علماء اور بادشاہوں کی تعریف میں مدحیہ اشعار اور قصائد لکھے جاتے ہیں جن کی تعداد سو یا ہزار میں ہو سکتی ہے مگر ایک عام بشر کی تعریف میں لکھے گئے اشعار انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں۔ اس عام فہم مثال کو سامنے رکھ کر حضور اکرمؐ کو اپنے جیسا بشر کہنے والا سوچے اور غور کرے۔ اللہ نے اس کو اگر تھوڑی سی عقل عطا کی ہو تو یہی کہے گا کہ حضورؐ میرے جیسے بشر ہرگز نہیں ہیں بلکہ افضل بشر ہیں اور خیر البشر ہیں۔ لیکن اگر اللہ نے اس کو تھوڑی سی عقل سے بھی محروم رکھا ہے تو کئی دلیلوں کو پڑھنے اور سننے کے بعد یہی کہے گا حضورؐ میرے جیسے بشر ہیں۔

(دلیل ۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں غیر مسلموں کے نعتیہ اشعار

آنحضرت سرورِ عالمؐ کی شان میں جہاں مسلم شعراء نے بے حد و بے شمار اشعار لکھے ہیں وہیں آپؐ کی سیرت و کردار سے متاثر ہو کر آپؐ کے اخلاق کے واقعات کو پڑھ کر یا سن کر کئی غیر مسلموں نے بھی نعتیں لکھی ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کے طول و عرض میں رہنے والے کئی غیر مسلم شعراء نے اپنے اپنے انداز میں نعتیہ اشعار لکھے ہیں ان میں سے چند معروف اور غیر معروف شاعروں کے ناموں کی طویل فہرست یہ ہے۔ پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، پنڈت بال مکند عرش ملسیانی، پنڈت دلارام رتن، منشی درگا سہائے سرور جہان آبادی، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر، رانا بھگوان داس بھگوان، کالکا پرشاد، مہاراجہ سر کشن پرشاد شاد، دلو رام کوثری، (جو بعد میں

اسلام قبول کئے) ، امرچند قیس جالندھری ، پنڈت ہری چند اختر، ٹھاکر بجرنگ سنگھ فقیر، راجندر بہادر موج ، شیام سندر باصر کشمیری ، پربھو دیال عاشق لکھنوی ، جگن ناتھ آزاد ، منشی تلوک چند محروم ، رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری ، لالہ بیلی رام کشمیری ، منوہر لال بہار ، بہاری لال صبا جے پوری ، گوبند پرشاد فضا ، گوربخش سنگھ مخمور جالندھری ، شیر سنگھ شمیم فرخ آبادی ، ڈاکٹر ماتا پرشاد زیب دہلوی ، ساحر ہوشیار پوری ، منشی لچھمی نرائن سخا ، عرش صہبائی ، بسمل الہ آبادی ، شنکر لال ساقی سہارن پوری ، ست گرو پرشاد اخگر ، سادھو رام آرزو سہارن پوری ، لالہ تارا چند تارا لاہوری ، گنیش لال خستہ دہلوی ، لالہ لال چند فلک ، رشی پٹیالوی ، بشیشور پرشاد منور لکھنوی ، اودے ناتھ نشتر لکھنوی ، کے ایس گورو اخگر ، لالہ مرلی دھر پرشاد شاد دہلوی ، ستیہ پال اختر، نردیو سنگھ اشک جالندھری ، لالہ رام سروپ شیدا ، برہم ناتھ دت قاصر، آنند کشور یکتا ، دھرم پال گپتا وفا ، گوپی ناتھ بیکل امرتسری ، روشن لال نعیم ، پیارے لال رونق دہلوی ، راگھوندر راؤ جذب عالم پوری ، تیج ونت رائے ساحر ، نند کشور عشق ، وشنو کمار شوق لکھنوی ، کرشن لال موہن ، شیر پرتاب سنگھ کشل ، سرداری لال نشتر میرٹھی ، مہر لال سونی ضیاء ، لالہ چھنو مل ناقد ، گرسرن لال ادیب لکھنوی ، جگن ناتھ کمال کرتا پوری ، سندر لال حمید ، لالہ چندی پرشاد ، ستیش چند طالب دہلوی ۔ (سیرت امام الانبیاء اور گلدستۂ اولیاء) ۔

(۱) غیر مسلم شُعراء کے اشعار

اِن ترسٹھ ناموں میں سے کچھ نام سکھوں کے بھی ہیں ان تمام شعراء کی نعتوں میں سے ہر ایک کا صرف ایک شعر ذیل میں لکھا جاتا ہے جس سے ان غیر مسلم ہندوؤں اور سکھوں کے خیالات اور جذبات کے اظہار کے علاوہ رسولِ عربی سے ان کی

عقیدت مندی کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ان میں دلورام کوثری نے اسلام قبول کیا اور کوثر علی کوثری کہلائے۔

ہے حامی و ممدوح مرا شافعِ عالم
کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روز جزا کا
(کیفی)

رخِ مصطفیٰ کا جمال اللہ اللہ
زبان کا وہ حسنِ مقال اللہ اللہ
(عرش ملیانی)

کیوں کر بیاں ہو مدحتِ خیرالبشر رتن
ہے تنگ قافیہ میری طبعِ سلیم کا
(دلارام رتن)

ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں
کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا
(محرور جہاں آبادی)

ہے مرتبہ حضور کا بالائے فہم و عقل
معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسول کی
(بدری سحر)

نبیٔ مکرم شہنشاہِ عالی
بہ اوصافِ ذاتی و شان کمالی
(بھگوان داس)

پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے
نعلینِ محمد کو وہ آنکھوں سے لگالے

رونق جود و جہاں میں ہے شاہِ امم سے ہے
سارا ظہور آپ ہی کے دم قدم سے ہے
(کشن پرشاد شاد)

کچھ عشقِ محمدؐ میں نہیں شرط مسلمان
ہے کوثری ہندو بھی طلب گارِ محمدؐ
(دلورام کوثری)

یہ شان یہ وقار ہے شایانِ مصطفیٰؐ
قرآن میں خدا ہے ثنا خوانِ مصطفیٰؐ
(تلیں جالندھری)

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
(ہری چند اختر)

اے موج سہارے کو طوفانِ حوادث میں
اک نام خدا کا ہے، اک نام محمدؐ کا
(موج)

غارِ حرا سے نکلیں یہ نور کی شعاعیں
تاریک وادیوں کو پرنور کر دیا ہے
(ناصر کشمیری)

اللہ رے زینت تری اے عرشِ معلیٰ
جھومر ہے ترا نقشِ کفِ پائے محمدؐ
(عاشق لکھنوی)

بشر بن کر جمالِ اولیں و آخریں آئے
متاعِ صدق لے کر صادقُ الوعدوا میں آئے

(جگن ناتھ آزاد)

ان ہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطرافِ عالم میں
شمیمِ جاں فَزالاتی ہے مکے اور مدینے سے

(تلوک چند محروم)

معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام
وہ امتِ اسلام میں محدود نہیں

(فراق گورکھپوری)

رام کو چاہے زمانہ چھوڑ دے پروا نہیں
رام ہے لیکن نہ چھوٹے گا نبی در آپ ک

(رام کشمیری)

عیدِ میلادُ النبیؐ کی بزم ہے آراستہ
آج ہونا چاہیے اظہارِ شانِ مصطفیٰؐ

(ضیا جے پوری)

محمدؐ رہنمائے انس و جاں ہیں
رسولِ کبریائے دوجہاں ہیں

(گوبند پرشاد فضا)

ظلمت کدوں میں ہیں سحرِ نو کی تابشیں
یہ فیض ہے ولادتِ ختمی مآبؐ کا

(مخمور جالندھری)

حقیقت آشنا ہونے کے باعث
ہمیں فردوس ہے کوئے محمدؐ
(شمیم فرخ آبادی)

میرے جذبات میں ہے نعتِ رسولؐ عربی
زیبؔ آہنگ نہیں ساز میں جھنکار تو ہے
(زیبؔ دہلوی)

معجزے سے کم نہیں یہ بھی کہ ساحرؔ ہے غلام
اپنے آقا، اپنے مولا احمدِ مختارؐ کا
(ساحرؔ ہوشیار پوری)

اب دیر نہ کر اس دلِ ویراں کو سخاؔ کے
آباد کر اے انجمن آرائے مدینہ
(منشی سخاؔ)

مجھے کافی ہے سایہ مصطفیٰؐ کا
مجھے حسرت نہیں ظلِّ ہما کی
(عرشؔ صہبانی)

یوں جاگزیں یہ دل میں مرے یادِ مصطفیٰؐ
جیسے صدف ہو گوہرِ یکتا لیے ہوئے
(بسملؔ الہ آبادی)

میں اگر خاک نشینِ درِ احمدؐ ہوں گا
رفعتِ عرش کی ہمسر مری پستی ہوگی
(ساقیؔ سہارن پوری)

ہے یہ بھی آرزو بڑا اک معجزہ احمدؐ
ہندو ہوں، مگر ہوں میں ثنا خوانِ محمدؐ

(آرزو سہارن پوری)

ہیں جہاں میں گو بظاہر مائل زُنار ہم
دل سے ہیں مفتونِ حسنِ احمدِ مختارؐ ہم

(نار الاہوری)

ناز ہے اہلِ عرب ہی کو نہ تیری ذات پر
حشر تک تجھ پر کرے گا فخر سارا ایشیا

(خستہ دہلوی)

نغمۂ وحدت حق دہر میں گایا تونے
کملی والے یہ عجیب گیت سنایا تونے

(لال چند فلک)

[illegible] اے رسول اللہ اے صلِّ علیٰ
آپ نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا

(رشی پٹیالوی)

بانئ اسلام اے خورشیدِ تابانِ عرب
اے محمدؐ مصطفیٰ جانِ عرب، شانِ عرب

(منور لکھنوی)

بنائے کُن فکاں، نورِ خدا کی بات کرتے ہیں
ادب کے ساتھ ختم الانبیاء کی بات کرتے ہیں

(نشتر لکھنوی)

سودائی ہم کو کہتے ہیں سارے زہے نصیب
روزِ ازل خریدا تھا سودا حضورؐ کا
(شادؔ دہلوی)

ہم دَیر نشیں بھی ہیں ترے مدح سرا
رہبر جو تجھے اہلِ حرم مانتے ہیں
(ستیہ پال اخترؔ)

اُسے دونوں جہاں کی نعمتیں حاصل ہیں دنیا میں
بنایا جس نے دل میں اے رسولؐ اللہ! مکاں تیرا
(اشکؔ جالندھری)

آپ کے الطاف کے شیدا یہاں ہیں خاص و عام
آپ ہی کا نام دنیا میں ہوا خیرالانام
(رام سروپ شیداؔ)

محمدؐ سے توحید کا راز پوچھو
بیانِ خدا ہے بیانِ محمدؐ
(برہم دت قاصرؔ)

لگادو پار کشتی کو ہماری یا رسولؐ اللہ!
مصیبت میں کرو یاری ہماری یا رسولؐ اللہ!
(آنند یکتاؔ)

رفاہِ عام ہی تھا تیرا جبکہ نصب العین
لقب نہ کیوں ترا خیرالانام ہو جائے
(دھرم پال وفاؔ)

آج لب پر ذکرِ محبوبِ خدا آنے کو ہے
ناز کا پھر وقت اے بختِ رسا! آنے کو ہے

(بیکل امرتسری)

طبیب آپ ہیں یا محمدؐ دلوں کے
ہم اس در کو دارالشفاء دیکھتے ہیں

(روشن لال نعیم)

عاشق ہوں اس جنابِ رسالت مآب کا
کونین ایک ذرہ ہے جس کی جناب کا

(رونق دہلوی)

اے باعثِ صد فخر جہاں شانِ مدینہ
اے نغمہ سرا بلبلِ بستانِ مدینہ

(تیج ونت ساحر)

فقط ایک نشتر ہی کیا مدح خواں ہے
ثناء خواں محمدؐ کا سارا جہاں ہے

(نشتر میرٹھی)

بس اب تو شوق دل میں اک ہی ارمان باقی ہے
کسی صورت پہنچ کر دیکھ لوں روضہ مدینے کا

(شوق لکھنوی)

اہلِ دنیا پر کھلا معراج سے
کتنا ارفع ہے مقامِ مصطفیٰ

(کرشن لال موہن)

مجھ پہ بھی نگاہِ مہر اے شفیعِ عاصیاں!
بادلوں میں کفر کے کوندتی ہیں بجلیاں
(پرتاب سنگھ کشل)

لکھی گئی دنیا میں ضیاء نورِ یقیں سے
انسان کی تاریخ بہ عنوانِ محمدؐ
(مہر لال سونی ضیاء)

الفتِ حضرتؐ کا ناقدؔ ایک ادنیٰ ہے یہ وصف
یہ کمالِ نعت گوئی ، اور پھر ہندو میں ہے
(چھنو مل ناقد)

دو جہاں کے سرور و سردار کی باتیں کریں
فخرِ آدم ، احمدِ مختارؐ کی باتیں کریں
(ادیب لکھنوی)

دستِ خدا نے کھول کے باب انقلاب کا
سورج کیا طلوع رسالت مآب کا
(کمال کرتارپوری)

لَوْلَاکَ لَمَا کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن
توحید کی مایا لے کر جو پھرتا تھا بازاروں میں
(سندر لال کمسیا)

نور سے معمور تھی شمعِ شبستانِ عرب
جس کے جلوے سے منور ہو گئی شانِ عرب
(لالہ چندی پرشاد)

حلقہ ہے مہ نو کا گریبانِ محمدؐ
ہے مطلعِ انوار کہ دامانِ محمدؐ

(طالب دہلوی)

غیر مسلم ہندو اور سکھ شعراء کے اشعار کو بار بار پڑھئے اور سر دھنئے کہ غیر مسلموں کے دلوں میں حضور اقدسؐ کی محبت و عقیدت کتنی ہے؟ کئی شاعروں نے آپ کے اخلاق مبارک کی تعریف کی۔ کئی نے معراج کے واقعے کے مختلف مراحل کو پیش کیا۔ کئی نے آنحضور کی عظمت، عزت و رفعت کا بیان اشعار میں پیش کیا، کئی نے آپ کو مکمل و اکمل انسان کہا، کئی نے آپ کے بلند مرتبے کا تذکرہ کیا، کئی نے آپ کے جمال اطہر کا ذکر کیا، بعض نے اپنے ہندو ہونے کا اقرار کرتے ہوئے نعت گوئی کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ تمام باتیں غیر مسلموں کے زبانی پڑھ کر یقیناً مسلمانوں کے ایمان میں جلا پیدا ہوگی اور وہ فخر سے کہیں گے کہ مسلمان تو مسلمان کئی ہندوؤں اور سکھوں نے ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کی شان مبارک میں کیسے کیسے اشعار لکھے ہیں۔

یہاں اس بات کی وضاحت بے جا نہ ہوگی کہ ان ہندو اور سکھ شعراء میں کئی ایسے ہیں جو تعلیم کے میدان میں اعلیٰ ڈگریاں رکھتے ہیں جیسے پنڈت ہری چند اختر ایم اے، جگن ناتھ آزاد ایم اے، ساحر ہوشیار پوری پروفیسر دہلی کالج، کرشن لال موہن ایم اے، مہر لال سونی ضیاء ایم اے، گرسرن لال ادیب لکھنوی ایم اے وغیرہ۔ کچھ افراد قانون کی ڈگریاں رکھتے ہیں جیسے راجندر بہادر موج ایل ایل بی، شیر سنگھ شمیم فرخ آبادی مجسٹریٹ، منشی لچھمی نرائن سخا مجسٹریٹ وغیرہ۔ علاوہ ازیں حیدرآباد دکن کے آصفیہ خاندان کے ساتویں بادشاہ نواب میر عثمان علی خان کے دور کے وزیر اعظم مہاراجہ کشن پرشاد شاد بھی قابل ذکر ہیں۔ بعض شعراء کو ہندوستان اور پاکستان میں بہت شہرت حاصل ہوئی جیسے تلوک چند محروم، بال مکند عرش ملسیانی، رگھوپتی سہائے

فراقؔ گورکھپوری، منشی درگا سہائے سرورؔ جہاں آبادی، پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفیؔ، جگن ناتھ آزادؔ، کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ اور ساحرؔ ہوشیار پوری وغیرہ۔

(۲) غیر مسلم شعراء کے سلام

اردو نعتیہ اشعار کے علاوہ بعض ہندو شعراء نے سرورِ کونینؐ کے حضور میں سلام بھی لکھے ہیں۔ ذیل میں تلوک چند محرومؔ کے فرزند جگن ناتھ آزادؔ کا سلام تحریر کیا جاتا ہے جس سے واضح ہوگا کہ ایک غیر مسلم نے عشقِ نبیؐ میں ڈوب کر کتنے اونچے درجے کے اشعار لکھے ہیں۔

سلام اس ذاتِ اقدس پر، سلام اس فخرِ دوراں پر ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر کہ جس کے نور سے پُرنور ہے دنیا سلام اس پر کہ جس کے نطق سے مسحور ہے دنیا
سلام اس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں کیا حق کے لئے بے تاب سجدوں کو جبینوں میں
سلام اس پر جو حامی بن کے آیا غم نصیبوں کا رہا جو بے کسوں کا آسرا، مشفق غریبوں کا
سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی رہی زیرِ قدم جس کے شکوہ و شانِ خاقانی
سلام اس پر جو آیا رحمۃ للعالمین بن کر پیامِ دوست لے کر صادق الوعد و امیں بن کر
سلام اس ذاتِ اقدس پر، حیاتِ جاودانی کا سلام آزادؔ کا، آزادؔ کی رنگیں بیانی کا

(پورے سلام میں گیارہ اشعار ہیں۔ یہاں صرف سات لکھے گئے)

سردار کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ (سکھ عقیدت مند) کا سلام ذیل میں لکھا جاتا ہے

سلام اے معرفت کی مے کے ساقی! سلام اے جلوۂ انوار باقی!
سلام اے دل کے اندر بسنے والے! سلام اے سب حسینوں سے نرالے!
سلام اے درد پیدا کرنے والے! سلام اے سب کو اپنا کرنے والے!
سلام اے مونس اپنے غمزدوں کے! سلام اے مالک اچھوں اور بُروں کے!
سلام اے جنت طیبہ کے باشی! سلام اے غمزۂ صد جلوہ پاشی!

لالہ رام سروپ شیداؔ کا سلام مخمس میں ہے۔ صرف ایک بند پیش ہے

اے رسولِ پاک باطن! اے منزلِ حق آشنا پیشوائے دین و ملت اے حامیِ ملکِ خدا
تیری الفاظ و معانی سے ہے بالاتر ثنا شان میں تیری کہا، شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
بھیجتی خلقِ خدا ہے تجھ پہ یوں صد با سلام

اودھے ناتھ نشتر لکھنوی نے لکھا ۔

سلام اس ذات عالی پر، درود اس نور اقدس پر　　پڑھو صل علیٰ، ہم مصطفیٰؐ کی بات کرتے ہیں

السلام اے رہبر دنیا و دیں!　　السلام اے رحمۃ للعالمیں!

السلام اے فخرِ آدم السلام!　　السلام اے نازشِ روح الامیں!

(۳) غیر مسلم شعراء کا فارسی نعتیہ کلام

کئی غیر مسلم ایسے بھی ہیں جنھوں نے اردو زبان کے علاوہ فارسی زبان میں بھی نعتیہ کلام لکھا ہے یہاں صرف (۲۰) بیس شعراء کے نام تحریر کئے جاتے ہیں مہاراجہ چندو لال شاداں، مہاراجہ کرشن پرشاد شاد، رانا بھگوان داس بھگوان، ست گرو پرشاد رہبر، نند کشور عشق، کے ایل گور واخگر، منشی گوبند لال صبا، لالہ کنج بہاری لال حیرت، لالہ کانجی مل صبا، موتی لال طرب، مہتاب سنگھ غم، گھستارام عاصی، لچھمی نرائن شفیق، اجودھیا پرشاد صبر، مول چند منشی، دھوپی لال طرب، مہاراج سنگھ عزیز، رائے سرب سنگھ دیوانہ، رتن سنگھ زخمی اور بجرنگ پرشاد بزمی وغیرہ۔ جن شعراء کے اشعار مل سکے ان کے کلام کا نمونہ درج ذیل ہے۔

آبِ غم از سر گذشت و تاب صبر اصلا نماند

از برائے مصطفیٰؐ و مرتضیٰ فریاد رس

(کشن پرشاد)

حالِ بزمی ابتر است از رنجِ ہجر

مدتے شد در کنارش یار نیست

(بجرنگ پرشاد بزمی)

توئی جانِ دو عالم، نورِ یزداں یا رسولَ اللہ!

توئی سترِ وجودِ بزمِ امکاں یا رسولَ اللہ!

توئی مطلوبِ بھگواں ، اے حبیبِ ربِ سبحانی
نگاہِ لطف برحالِ غریباں یا رسولُ اللہ!
(بھگوان داس)

شہنشاہِ دو عالم ، سیدِ کُل انبیاء ہستی
بہ ایں دنیائے امکاں مظہرِ نورِ خدا ہستی
(بھگوان داس)

بیا بچشمِ محبت بسوئے من بنگر
کہ حالِ زشت و زبوں وقتِ واپسیں دارم
(ست گرو رہبر)

(ببیتہ)
چوں عشقِ دل بہ بستم بہ خطِ غیر اینش
من چوں سفال گشتم ریحانِ ما محمد
(ستہ کشور عشق)

بہ بخشائش
زِ رحم و عفو تو دارم امیدِ
گناہگارم و از رحمت یقیں دارم
(کے ایس گورو اجگر)

خدایا بحقِ رسولِ کریم
کریم السجایا رضی و رحیم
(رتن سنگھ زخمی)

(۴) غیر مسلم خواتین کے نعتیہ اشعار

بہت کم کافرہ خواتین ایسی ہیں جنھوں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار لکھے ہیں۔ حضورؐ کے زمانے میں بعض کافرہ خواتین نے عربی اشعار میں حضورؐ کی تعریف لکھی جن میں قُتیلہ بنت حارث، ہند بنت عتبہ، صفیہ بنت مسافر، ہند بنت اثاثہ اور مَیمونہ کے نام ملتے ہیں۔

أمحمّدٌ یا خَیرَ ضنءِ کریمة
فی قومِها والفَحلُ فحلٌ مُعرقٌ
(قُتَیله)

ماکان ضَرک لَو مَننتَ و رُبما
مَنَّ الفَتیٰ و هو المغیظُ المُنحقُ
(قُتَیله)

(قُتیلہ کا بھائی نضر بن حارث جنگ بدر میں قتل ہوا تھا۔ قُتیلہ نے اس کا مرثیہ لکھا اور اس میں حضورؐ کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہے کہ "اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اے اپنی قوم کی شریف عورت کی بہترین اولاد! ۔ شریف تو نسل کے لحاظ سے شریف ہی ہوتا ہے۔ آپ کا کیا نقصان ہوتا اگر آپ احسان کرتے"۔ ابن ہشام نے لکھا کہ رسولُ اللہ کو جب ان اشعار کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا "اس کے قتل ہونے سے قبل یہ اشعار اگر میرے پاس پہنچ جاتے تو میں ضرور اس پر احسان کرتا" (سیرت ابن ہشام حصہ (دوم)۔

لکھنؤ کی غیر مسلم شاعرہ رام پیاری حضور اقدسؐ کی تعریف اس طرح کرتی ہے:

اے محمدؐ! تم نے ذلت سے بچایا ہے ہمیں
پریم کا اور پریت کا رستہ بتایا ہے ہمیں

اے محمدؐ ! ہو ترا پیغام دنیا میں بلند
چاند سورج کی طرح چمکے زمانے میں دو چند

اور ایک غیر مسلم شاعرہ بُوادتی رسول عربیؐ کے اخلاق کی تعریف اس طرح کرتی ہے:

کافور ہو گئی ہے مرے دل کی تیرگی
شکر خدا کہ خواب سے بیدار ہو گئی

اخلاقِ احمدی نے ہے حیراں کیا مجھے
بی ڈی کنیزِ احمدِ مختارؐ ہو گئی

(بی ڈی دراصل بوادتی کا اختصار ہے)

ان غیر مسلموں کے اردو اور فارسی اشعار پڑھنے کے بعد یہی کہنا پڑتا ہے کہ ہندو مت اور سکھ مت کے پیرو ہونے کے باوجود ان کافروں اور سکھوں کے دلوں میں عظمت رسول تو موجود ہے۔ یہ بات تعجب کی اس لئے نہیں ہے کہ اللہ نے حضورؐ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا جن میں مسلم اور غیر مسلم سب شامل ہیں۔ یہ ان مسلمانوں سے تو بہتر ہیں جو رسول عربی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو اور اعلیٰ مرتبے کو گھٹانے کے لئے جو چاہے کہہ دیتے ہیں۔ کوئی نادان حضورؐ کو بڑا بھائی کہتا ہے، کوئی مجنوں امتی کا درجہ رسول سے بڑا دیتا ہے، کوئی بے وقوف اللہ کے بعد مہدی کا درجہ کہتا ہے، کوئی جاہل حضورؐ کی احادیث کو اہمیت نہیں دیتا، کوئی پاگل احادیث کا انکار کرتے ہوئے صرف قرآن کو مانتا ہے، کوئی کم علم حضورؐ کے علم کو جانوروں کے علم کے برابر کہتا ہے اور کوئی کم عقل شیطان کے علم کو حضورؐ کے علم سے زیادہ کہتا ہے۔ ان تمام لوگوں نے ایسی گستاخانہ باتیں کہہ کر صرف اور صرف یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضورؐ ہمارے جیسے بشر ہیں اور اپنے جیسے بشر کے

لئے جو چاہے کہہ سکتے ہیں ۔ ان گستاخوں کو اور ان کے پیروؤں کو اگر تھوڑی سی عقل ہوتی تو صرف یہی عنوان " غیر مسلموں کے نعتیہ اشعار " یہ سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ حضورؐ ہمارے جیسے بشر نہیں ہیں بلکہ خیرالبشر بھی ہیں اور افضل البشر بھی ہیں ۔ جن کی تعریف صرف مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی کرتے ہیں ۔ وہ لوگ جو نہ مسلمان ہیں نہ حضورؐ کا کلمہ پڑھتے ہیں مگر اس کے باوجود ان مسلمانوں سے غنیمت ہیں جو حضورؐ کی عظمت اور رتبے کو نہیں جانتے ۔ کیا کسی بشر کی تعریف میں غیر مسلموں نے اشعار لکھے ہیں ؟ یہ تو خیرالبشر کا مقام ہے کہ کافروں نے بھی ان کی شان میں اشعار لکھے ۔ اس عنوان کے اختتام پر میں غیر مسلموں کے چند ایسے اشعار لکھتا ہوں جن میں عظمت و رتبۂ رسول موجود ہے ؎

باعثِ فخر ہے عرفانِ عقیدت مندی
جذبۂ دل میں مرے عظمتِ سرکار تو ہے
(ڈاکٹر ماتا پرشاد زیبؔ دہلوی)

حاصل شرف ہے کس کو خدا کی جناب کا ؟
ہمسر ہے کون ؟ شانِ رسالت مآب کا
(پیارے لال رونقؔ دہلوی)

جو نہ سمجھیں آپؐ کا رتبہ وہ اہلِ دل نہیں
اور کوئی جادۂ تسلیم کی منزل نہیں
(بشیشور پرشاد منورؔ لکھنوی)

معراج کو تب کون تھا مہمان خدا کا ؟
اللہ رے یہ مرتبہ و شانِ محمدؐ
(ستیش [illegible])

آخر انساں ہے صبا ہی ، یہ ملائک کہتے ہیں
ہو نہیں سکتا بیان عز و شانِ مصطفیٰ
(چاند بہاری صبا جے پوری)

قدسی سے سنو روضۂ اطہر کی بزرگی
عرشی سے سنو رتبۂ والائے مدینہ
(لچھمی نرائن سخا)

درج بالا اردو اور فارسی اشعار ہندوستان اور پاکستان کے مختلف روزناموں اور ماہناموں میں چھپتے رہتے ہیں جن کے نام یہ ہیں روزنامہ مشرق لاہور ، روزنامہ امروز لاہور ، ہفت روزہ خدام الدین لاہور ، ہفت روزہ ترجمان ، ہفت روزہ الاعتصام ، ماہنامہ شام و سحر ، ماہنامہ ھدیٰ دہلی ، ماہنامہ ضیائے حرم وغیرہ ۔ ان کے علاوہ درج ذیل کتابوں سے بھی کچھ اشعار لئے گئے ۔ نذرانہ نعت ، بزم قادریہ ، گلدستہ محامد اولیاء ، ارمغان نعت ، گلدستہ قادریہ اور سیرت امام الانبیاءؑ وغیرہ ۔

(دلیل ۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں غیر مسلموں کا خراج عقیدت

مدنی آقا سرور عالم ، سید ولد آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کئی غیر مسلم افراد ایسے ہیں جنھوں نے آپ کے اخلاق و کردار کی تعریف کی ، آپ کی سیرت کو سراہا ، آپ کی صفات کی ستائش کی ۔ اس عنوان کے تحت ان کافروں کی باتیں بھی لکھی جاتی ہیں جو حضور اکرمؐ کے زمانے میں موجود تھے ۔ اور ان عیسائیوں اور ہندوؤں کے علاوہ سکھ مت کے بانی گرونانک جی اور بدھ مت کے

راہبوں کے اقوال بھی تحریر کئے جاتے ہیں جن میں مدبرین ، دانشوران ، مورخین اور نقاد سب شامل ہیں ۔۔۔۔

(۱) " حضورؐ کی حیات طیبہ میں موجود کفار کے اقوال "

(۱) اُمِ مَعبَد :۔ ہجرت کے وقت راستے میں حضور انورؐ کا گذر ام معبد کے خیمے پر ہوا جہاں آپؐ چند گھنٹے قیام کئے تھے اور ایک دبلی بکری کا دودھ برتن بھر نکالے تھے ۔ حضورؐ کے جانے کے بعد اس کا شوہر آیا تو ام معبد نے کہا " ایک بابرکت شخصیت یہاں تشریف لائی تھی " ۔ شوہر نے کہا " تم ان کا حلیہ بیان کرو ۔ وہ کیسے تھے ؟ " اُم معبد کہنے لگی " پاکیزہ رو ، کشادہ چہرہ ، صاحب جمال ، آنکھیں سیاہ اور سُرمگیں ، بال لمبے اور گھونگھریالے ، بلند گردن ، باریک و پیوستہ ابرو ، آواز میں بھاری پن ، حسین و خوبصورت ، شیریں کلام ، واضح الفاظ ، گفتگو جیسے موتیوں کی لڑی پروئی ہوئی ، میانہ قد نہ کوتاہ نہ طویل " ۔ یہ صفات سن کر شوہر بولا " وہ ضرور صاحب قریش ہیں اور میں ان سے ضرور جا کر ملوں گا " (زاد المعاد جلد اول) ۔

(۲) ابو جہل :۔ اس کا اصل نام عمرو بن ہشام تھا ۔ یہ کئی بار رسول اللہؐ کو جسمانی اور روحانی تکلیف پہنچایا مگر وہ کہتا تھا " اے محمد ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تمہیں صادق اور امین مانتا ہوں مگر تمہاری تعلیمات کا انکار کرتا ہوں " ۔

(۳) ہرقل اور (۴) ابو سفیان :۔ ہرقل مشہور عیسائی روم کا بادشاہ تھا ۔ اس کے دربار میں ابو سفیان (جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) پہنچے تو ہرقل نے پوچھا " نبوت کا جس نے دعویٰ کیا ہے کیا انھوں نے کبھی عہد شکنی کی ؟ " ابو سفیان نے

جواب دیا" وہ تو صادق اور امین سے شہرت رکھتے ہیں۔ انھوں نے نہ کبھی وعدہ خلافی کی نہ کسی کی امانت میں خیانت کی"۔ یہ سن کر ہرقل نے کہا: "جو اللہ کے بندوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ اللہ پر کب جھوٹ بول سکتا ہے۔ وہ یقیناً سچا نبی ہے"۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم)۔ دونوں کا طویل مکالمہ احادیث میں دیکھیے۔

(۵) غورث بن حرث: ۔ کافروں نے غورث کو انعام دینے کہا کہ آنحضورؐ کو تلوار سے ہلاک کرنے بھیجا۔ حضورؐ ایک غزوے سے واپس ہو رہے تھے یہ صحابہ کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ایک درخت کے نیچے حضورؐ آرام کرنے توقف کیے اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دیے۔ صحابہ کرام حضورؐ سے دور جہاں جہاں سایہ تھا وہاں آرام کرنے لگے۔ حضورؐ کو تنہا پا کر غورث قریب آیا اور درخت سے حضورؐ کی تلوار نکال لیتے ہیں حضورؐ نیند سے بیدار ہو گئے۔ غورث نے تلوار میان سے نکال کر کہا "اے محمدؐ اب تم کو مجھ سے کون بچائے گا"۔ حضورؐ نے فرمایا "میرا اللہ مجھے بچائے گا"۔ یہ سنتے ہی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور آپ نے اپنی تلوار اٹھالی اور غورث سے پوچھا "اب تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا"۔ غورث نے کانپتے ہوئے کہا "آپ ہی بچائیں گے"۔ اسی دوران کئی صحابہ حضورؐ کے پاس آ گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "یا رسول اللہ آپ حکم دیجیے تاکہ میں اس کی گردن اڑادوں"۔ سرور کائنات نے فرمایا "نہیں اسے چھوڑ دو اور جانے دو"۔ غورث جان بچا کر اپنی قوم میں آیا اور سارا واقعہ سنا کر بولا "میں ایک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جن سے بہتر اور کوئی نہیں ہے"۔

(۶) باذان: ۔ یہ یمن کا گورنر تھا اور یمن کا ملک کسریٰ شاہ فارس کے تحت تھا۔ ۶ھ میں رسول عربیؐ نے مختلف ممالک کے بادشاہوں کو خطوط لکھے۔ کسریٰ نے آپ کا خط پھاڑ دیا (گستاخانہ الفاظ کہنے لگا اور باذان کو حکم دیا کہ جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ باذان نے دو پہلوانوں کو مدینہ بھیجا۔ حضورؐ نے دونوں سے کہا "کل آنا"۔ دوسرے دن دونوں پہلوانوں سے

رسول اللہؐ نے فرمایا "میرے رب نے کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں ہلاک کر دیا۔ اور باذان سے کہنا کہ بہت جلد میرا دین کسریٰ کی سلطنت پر غالب آجائے گا"۔ دونوں باذان کے پاس پہنچ کر ساری تفصیل بیان کیئے۔ باذان نے کہا "جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ بادشاہوں کی عادت نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں (باذانؓ نے بعد میں اسلام قبول کیا) = (مدارج النبوۃ)۔

(۷) ابو حارثہ بن علقمہ:۔ یہ نجران کا اُسقف (بڑا پادری) تھا۔ یہ اپنے بھائی کُرز بن عُلقمہ کے علاوہ اور دوسرے عیسائی عالموں کو ساتھ لے کر رسول اللہؐ سے مُباہلہ کرنے مدینہ آرہا تھا۔ راستے میں ابو حارثہ کا اونٹ سر کے بل گرا۔ اس کے بھائی کرز نے کہا "وہ سر کے بل گرے جو دور ہے" یعنے حضورؐ کو بددعاء دیا۔ ابو حارثہ نے کہا "وہ نہ گرے بلکہ تو گرے"۔ کرز نے حیرت سے پوچھا "بھائی ایسا کیوں کہتے ہو"؟ ابو حارثہ نے جواب دیا "اللہ کی قسم۔ محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اور وہی آخر نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے"۔ کرز نے کہا "پھر کس لئے تم ان کی پیروی نہیں کرتے؟" ابو حارثہ نے کہا "اپنی قوم کی مخالفت کرنا مجھے پسند نہیں۔ اگر میں محمد کی بات مان لوں گا تو میری جو قدر و منزلت قوم میں ہے وہ جاتی رہے گی اور مال و تحائف چھین لئے جائیں گے"۔ (مدارج النبوۃ)۔

(۸) عُتبہ بن رُبیعہ:۔ مکے کا مشہور جادوگر اور کاہن تھا۔ مکہ والوں نے آپس میں مشورہ کر کے عتبہ کو حضورؐ کے پاس بھیجا۔ وہ حضورؐ کو سونے چاندی کا لالچ دے کر بتوں کی مخالفت کرنے سے رک جانے کا مشورہ دیا۔ اس کی باتیں سن کر رسول عربیؐ نے سورۃ حٰم السجدہ (پارہ ۲۴) کی ابتدائی آیتیں تلاوت کیں۔ اس سورت کی تیرھویں آیت میں عاد و ثمود کے عذاب کا بیان سن کر عتبہ نے اپنا ہاتھ آنحضرتؐ کے منہ پر رکھ دیا اور کہنے لگا "اے محمد! (صلی اللہ علیہ و سلم) آگے کچھ نہ کہیں۔ میں تمہیں تمہاری رحم دلی کی قسم دیتا ہوں"۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر واپس ہوا۔ ابو جہل کچھ کافروں کو

ساتھ لے کر عتبہ کے گھر گیا اور کہنے لگا۔" اے عتبہ! کیا تو محمدؐ کی طرف مائل ہو گیا؟"
عتبہ نے کہا" میں نے محمدؐ کے سامنے اپنی لفاظی کے ذریعے اپنے بتوں کی مخالفت سے
باز رہنے کہا اور انھوں نے ایسا کلام سنایا کہ خدا کی قسم! نہ وہ جادو تھا نہ کاہن کی باتیں
تھیں۔ وہ ایک عجیب کلام تھا۔ میں نے انھیں چپ کرایا۔ تم لوگ میری بات مان لو
اور ان سے کوئی اعراض مت کرو۔ اور آج کے بعد میں ان سے گفتگو کرنے کبھی نہ
جاؤں گا (خصائص کبریٰ)۔

(۹) ضماد:۔ مکہ مکرمہ سے دور ضماد کا وطن تھا۔ آسیب وغیرہ کو جھاڑ پھونک کے
ذریعے دور کرنا اس کا پیشہ تھا۔ جب یہ مکہ مکرمہ آیا تو مکے کے کافروں نے کہا" یہاں
ایک شخص محمدؐ نامی ہے ان پر جادو کیا گیا ہے تم ان کا علاج کرو"۔ ضماد حضورؐ کے
پاس پہنچ کر بولا" میں جادو کے لئے جھاڑ پھونک کرتا ہوں اللہ جسے چاہے شفا دیتا ہے"۔
اس کی بات سن کر رسول اللہؐ نے کہا" میں جو کہتا ہوں غور سے سنو۔ آپ نے یہ کلمات
آخر تک پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ... ضماد نے سن کر کہا" دوبارہ یہی کلمات پڑھئے" حضورؐ نے
دوسری بار یہی الفاظ دہرائے۔ ضماد نے کہا" خدا کی قسم۔ میں نے جادوگروں کے جملے
سنے، کاہنوں کا کلام سنا، شعراء کے اشعار سنے مگر ایسے کلمات پہلی بار سننے میں آئے۔
آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں" ضمادؓ مسلمان ہو گئے۔
(مسلم شریف)۔

(۱۰) ولید بن مُغیرہ:۔ مکے کا مشہور مالدار شخص تھا اور عربی ادب سے بھی لگاؤ تھا۔
کبھی کبھی یہ حضورؐ کی خدمت میں بھی آتا تھا۔ ایک بار رسول اللہؐ نے ولید کے سامنے
قرآن کی چند آیات تلاوت فرمائی قرآن سنتے ہی ولید پر رقت طاری ہو گئی اور وہ بہت
متاثر ہو کر اپنے گھر واپس آیا۔ اس کی اطلاع ابو جہل کو ملی تو وہ ولید کے گھر پہنچا اور
... محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے جو سنایا وہ

الگ ہی کلام ہے۔ اس میں بڑی حلاوت ہے، اس کی شاخیں تا ۔ ر پھل دار ہیں، اس کی جڑ پھلوں سے بھری ہوئی ہے۔ وہ کلام سارے کلاموں پر فوقیت رکھتا ہے"۔ (خصائص کبریٰ)۔

ان دس کفار کے اقوال پڑھنے سے یہی پتہ چلتا ہے کہ مکے میں رہنے والے حضورؐ کی جان کے دشمن ابو جہل، ولید، عتبہ یا ابو سفیان ہوں یا مکے سے دور دراز فاصلے پر رہنے والے ضماد یا اُم معبد یا غَورث اور روم کا عیسائی بادشاہ ہرقل ہو یا نجران کا پادری ابو حارثہ یا یمن کا حاکم باذان آتش پرست ہو۔ سبھی حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و کردار کا اعتراف کرتے تھے۔ بقول شاعرؔ

امانت اور صداقت کے مُعترف دشمن
پکارتے امیں، صادق بجائے اسمِ عَلم
(ہادیؔ)

ان کافروں میں مشرکین مکہ، عیسائی اور پارسی سبھی آپ کے اور آپ پر نازل کردہ کلام کے سچا ہونے کے دل سے معترف تھے مگر محض بغض، عناد، سرکشی اور ضد کے باعث انکار کرتے تھے۔ ایک کافر عورت نے صرف چند گھنٹوں میں رسول عربیؐ کے حلیہ، مبارک اور گفتگو کا اتنے اچھے انداز میں تذکرہ کیا کہ سیرت کی اکثر کتابوں میں یہ حلیہ عربی میں مِن و عَن لکھا گیا ہے۔

غرض حضور اکرمؐ کے زمانہ، مبارک کے کافروں، عیسائیوں اور مجوسیوں نے ہمارے رسولؐ کی تعریف کی اور رسولؐ کی امت کے بعض کم عقل رسولؐ کی شان میں گستاخی کرکے رسولؐ کی عظمت اور رسولؐ کے وقار کو گھٹانے کی ناپاک سعی کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہے ایسے مسلمانوں پر۔ ان سے یہ پوچھیں کہ تم بھی بشر ہو کیا تمہاری تعریف میں تمہارے زمانے کے کافروں نے کچھ کہا ہے؟ ... کچھ نہیں کہا۔

(۲) عیسائی ادیبوں، دانش وَروں اور مُورخوں کے اقوال

کئی انگریز ایسے بھی ہیں جو عیسائیت کے مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان
کچھ ادیب ہیں، کچھ دانشور کچھ فلاسفر ہیں، کچھ مورخ ہیں اور کچھ نقاد ہیں۔ کچھ
عصب بھی ہیں اور کچھ تعصب نہیں رکھتے۔ کئی ادیب ایسے ہیں جنھوں نے اسلامی
بات کا اور رسول اللہؐ کی مقدس سیرت کا بغور مطالعہ کیا اور اپنے مطالعے کا نچوڑ
بی صورت میں شائع کیا (عیسائیوں نے سیرت محمدیؐ پر جو کتابیں لکھی ہیں ان کے
علٰحدہ عنوان میں دئے گئے ہیں وہاں دیکھ لیں) ذیل میں کچھ عیسائیوں کے اقوال
رکئے جاتے ہیں۔ جنھوں نے حضور اکرمؐ کی شان میں کہے ہیں۔
) انگلستان کے مشہور ادیب جارج برنارڈ شا (George Bernord Sha)
، بالکل سچ کہا "اگر محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کو ساری دنیا کا حکمران بنایا جاتا تو
ری دنیا میں امن ہی امن رہتا" (۲) مسٹر ہولڈرسن (Holdesm) نے کہا کہ
ضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی تعلیمات میں یہ خوبی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی
یں موجود ہیں جو دوسرے آدیان میں نہیں پائی جاتیں" (۳) فرانس کا مشہور
ش ور پروفیسر موسیو سیڈیو (Mosio Seddio) اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ
ضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) خوش اخلاق اور ملنسار تھے، اللہ کو کثرت سے یاد
نے والے تھے، خاموش طبع اور لغویات سے نفرت کرنے والے تھے۔ آپ اپنے اور
انے سے یکساں سلوک کرتے تھے، ہر ایک سے برابر انصاف کرتے تھے، گھر کے
ں کام آپ خود کرلیتے تھے، دوست اور دشمن سب کے سب کشادہ پیشانی سے ملتے

ہی ہو سکتے ہیں " ۰۰۰(۹) ڈاکٹر ڈی رائٹ (Dr D.write) کے بموجب " محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے ابرِ رحمت تھے۔ دنیا کی تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خدا کو اتنے عمدہ طریقے سے انجام دیا ہو " ۔(۱۰) جوزف تھامسن (Josouf Thomson) کہتا ہے " ایک معمولی سمجھ کا مسلمان بھی جہاں جاتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی تعلیمات اس کے ساتھ ہوتی ہیں جو دوسروں پر اثر کرتی ہیں ۔ اسلام کا نعرہ (اذاں) صبح، دوپہر اور شام بلند ہوتا ہے اور وہ سر جو پہلے پتھروں اور حیوانوں کے آگے جھکتے تھے اب ایک خدا کے آگے جھکتے ہیں " ۔(۱۱) ڈاکٹر کلارک Dr. Klark کا کہنا ہے " حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کا پھیلایا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے ایک جامع عقیدہ ہے جو ایک ہی کتاب (قرآن حکیم) میں موجود ہے " ۔(۱۲) انگلینڈ کا معروف دانشور باسورتھ اسمتھ (Bosioorth Smith) اپنی کتاب میں لکھتا ہے " حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم کی خصوصی تعلیم غلاموں کے علاوہ یتیموں کے ساتھ تھی ۔ آپ خود بھی یتیم تھے اس لئے آپ کی دِلی خواہش تھی کہ جس طرح اللہ نے ان کے ساتھ بہترین برتاؤ کیا ویسا ہی سلوک دوسرے بھی کریں " ۰۰۰ (۱۳) جرمنی کا مشہور فلاسفر جان جاک ولیک (Jhon Joc Walik) یوں کہتا ہے " جو لوگ قرآن کا مذاق اڑاتے ہیں اگر وہ کبھی حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ و سلم) کی مُعجز نما قوت بیان سے قرآن کی تشریح سنتے تو بے ساختہ سجدہ میں گرتے اور کہتے پیارے رسول ! ہمارا ہاتھ پکڑلیجئے اور ہمیں اپنے پیروؤں میں شامل فرماکر عزت بخشئے " ۰۰۰ (۱۴) کاؤنٹ ڈی بی ولیرز (C.D.B. Wallizer) کی رائے میں " محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم) نے جو مذہبی نظام قائم فرمایا وہ نہ صرف ان کے اپنے ساتھیوں کی فہم کے مطابق تھا بلکہ اس سے آگے وہ عام انسانی حالات و نظریات سے بھی مناسب ہم آہنگی رکھتا تھا جس کے نتیجے میں تئیس (۲۳) سال کے عرصے میں عربوں کی آبادی کا نصف حصہ اسے قبول کرلیا " ۔(۱۵) مشہور

تھے" (۴) روس کا مشہور فلاسفر کاؤنٹ ٹالسٹائے (Count Tolestoy) لکھتا ہے کہ "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان عظیم الشان مُصلحین میں سے ہیں جنھوں نے اقوام کے اتحاد کے لئے بڑی خدمت کی۔ انھوں نے وحشی انسانوں کو ہدایت کی اور ان کے لئے ترقی و تہذیب کے راستے کھول دئے۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اتنا عظیم کام صرف ایک فرد واحد کی ذات سے ظہور پذیر ہوا" ۰۰۰ (۵) ریورینڈ اسمتھ (Reorend Smith) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک ساتھ تین اہم چیزیں قائم کرنے کا موقعہ ملا۔ مذہب، اصلاحِ اعمال اور وطنیت۔ دنیا کی تاریخ ایسی کوئی دوسری شخصیت کی مثال پیش نہیں کر سکتی"۔ (۶) ڈیون پورٹ (Deon port) کی رائے یہ تھی کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلاشبہ اپنے مقصد کی سچائی کا یقین تھا ان کا مشن نہ فریب پر مبنی تھا نہ بے بنیاد تھا۔ اپنے مشن کو پھیلانے میں انھوں نے نہ کسی لا[illegible] یا دھمکی کا اثر قبول کیا اور نہ زخموں اور تکالیف کی شدتیں ان کی راہ کی کاوٹ بن سکیں۔ وہ سچائی کی تبلیغ مسلسل کرتے رہے"۔

(۷) علوم شرقیہ پر عبور رکھنے والا سر ولیم میور (Sir Williom Meuor) اپنی کتاب میں لکھتا ہے "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایام جوانی میں ہی آپ کے اخلاق کی پاکیزگی اور راست بازی پر سب مورخین متفق ہیں حالانکہ یہ دولت اہل مکہ میں کمیاب تھی۔ نبی بنائے جانے کے بعد آپ نے توحید کا تصور اپنے متبعین کے دلوں میں بٹھادیا۔ قوم کی اصلاح، یتیموں کی پرورش، غلاموں سے حسن سلوک کی تعلیم کے علاوہ شراب کو ترک کرانے میں اسلام جتنا کامیاب ہوا ویسی کامیابی کسی دوسرے مذہب کو نہیں ملی"۔ (The life of Mohammed) (۸) برطانیہ کے میجر آرتھر کلائن لیونارڈ (A.K Leonord) نے اپنی کتاب میں لکھا کہ "اگر کسی شخص نے اللہ کو پایا ہے اور ایک اچھے اور عظیم مقصد کے لئے اللہ کی اطاعت میں اپنی ساری زندگی کو نثار کیا ہے تو یقین جانئے کہ وہ شخص صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

مورخ جان ڈیون پورٹ (John Deuen Port) نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ " محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) نے جو تعلیمات پیش کیں وہ مذہبی ، تمدنی ، تجارتی اور ملکی غرض ہر ایک امر پر حاوی ہیں ۔ مذہبی عبادت سے لے کر جسمانی صحت تک ، فرد کے حقوق سے لے کر جماعت کے حقوق تک ، دنیاوی نظام سے لے کر دینی نظام تک تمام باتیں آپ نے بتائیں جو قرآن میں موجود ہیں اور یہ تعلیمات فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں " (Histry of the world) (۱۶) حضورؐ کے سوانح میں الکس لوازون (Elex Livason) لکھتا ہے کہ " محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) نے جو واضح اور شاندار شریعت کا دستور دنیا کے سامنے کیا وہ مقدس کتاب قرآن ہے جو اس وقت مسلم مردم شماری کے لحاظ سے تمام دنیا کے 6 / 1 حصے میں معتبر مانی جاتی ہے ۔ سائنس کے نئے انکشافات اور زیر تحقیق باتیں پہلے ہی سے قرآن اور اسلام میں موجود ہیں " ۔ (The life of Mohammad) (۱۷) منٹگمری واٹ (Muntugmry watt) کا کہنا ہے " حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کو اللہ نے تین بے مثال صفات سے نوازا تھا ۔ پہلی یہ کہ آپ نے عرب معاشرے کو مستحکم بنایا دوسری یہ کہ سیاست کے اصولوں سے آپ نے مدینے کی ایک چھوٹی ریاست کو ایک عالمگیر سلطنت میں تبدیل کر دیا ۔ تیسری یہ کہ انتظامی صلاحیت اور مہارت آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی ۔ (۱۸) پروفیسر فری مین (Prof Freman) کی نظروں میں " حقیقی اور سچے ارادوں کے بغیر کوئی اور چیز محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کو ایسے استقلال کے ساتھ آگے نہیں بڑھا سکتی اور ایسا استقلال جس میں پہلی وحی کے نزول سے آخر دم تک کبھی آپ کے قدموں کو سچائی کے اظہار سے نہ ڈگمگائے " ۔ (۱۹) مشہور مورخ پروفیسر گبن (Prof Gobin) لکھتا ہے کہ " ان سے قبل کوئی رسول اتنے سخت امتحان سے نہیں گزرا تھا جیسا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ و سلم) گزرے کیوں کہ نبوت کے بعد انھوں نے اپنے آپ کو سب سے پہلے ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو انھیں

سب سے زیادہ جانتے تھے لیکن دوسرے پیغمبروں کا معاملہ برعکس رہا " ۔ (۲۰)
فرانسیسی مدبر کانٹ ہنری ڈی کاسٹری (Count Heri De Castri) اپنی
کتاب میں لکھتا ہے کہ " عقل اس بات سے حیرت زدہ ہے کہ ایسا کلام (قرآن) ایک
ایسی ہستی کی زبان سے کیسے نکلا جو بالکل اُمی تھے ۔ محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) قرآن کو
اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے جس کے تعلق سے تمام اہلِ مشرق متفق ہیں کہ
نوع انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اس کی مثل پیش کرنے سے عاجز ہے " ۔ (۲۱)
برطانوی ادیب پروفیسر ٹامس کارلائل (P. Thomas Carlyle) اپنی کتاب
میں لکھا کہ " اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اگر تاریخ میں انقلاب آنا ہی تھا
تو محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کے بغیر یہ انقلاب ایک غیر متعین عرصے تک معرضِ التواء
میں رہتا ۔ بانیء اسلام کے ناقابل انکار فضائل کا انکار کرنا انصاف کا خون کرنا ہے ۔
میرے خیال میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کا وجود جن کا مرتبہ انسانی عظمت کی
بلندیوں سے کہیں بلند ہے دنیا کی باعظمت ہستیوں میں فضائل و صفات کے لحاظ سے
بے مثال ہے " ۔ (Heroes and Herowor ship) (۲۲) پروفیسر لامارٹن
Prof Law Martin کا نظریہ ہے کہ " پیغمبر اسلام نے قربان گاہوں کو، دیویوں
اور دیوتاؤں کو، دین و مذہب کے پیروکاروں کو، خیالات اور افکار کو، عقائد و
نظریات کو بلکہ روحوں کو تک بدل ڈالا ۔ وہ ہمارے سامنے مسلم قومیت کی ایک
ناقابل فراموش خصوصیت یہ چھوڑ گئے کہ صرف ایک اَن دیکھے خدا سے محبت کریں
اور ہر معبود باطل سے نفرت کریں " ۔ (۲۳) ڈاکٹر لیتھر (Dr. Leethar) کہتا ہے
کہ " محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) نے خود ہی کبھی معصومیت کا دعوی نہیں کیا بلکہ ایک
موقع پر خود آپؐ کے ایک طرز عمل پر نکتہ چینی کی گئی کہ آپؐ نے ایک نابینا سے اپنا
منہ موڑلیا ۔ خود کے بارے میں وحی کو پوری امانت کے ساتھ قوم کے سامنے رکھنا نہ
ان ہی کا حق تھا " ۔ (۲۴) ڈاکٹر رابرٹس (Doctor Roberts) یوں کہتا ہے " محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے یتیموں پر اپنی خاص توجہ فرمائی۔ یتیموں سے برا سلوک کرنے والوں یا ان کے حقوق غصب کرنے والوں کے خلاف سخت ترین وعیدیں سیرت محمدی کے اس پہلو کو اجاگر کرتی ہیں جس پر مسلمان مصنفین کو بجا طور پر ناز ہے" (۲۵) ایک فرانسیسی مورخ والٹر (Walter) نے خود اپنی قوم کو عار دلاتے ہوئے لکھا کہ "اے پادریو! اے راہبو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کردہ قوانین اگر تم پر لاگو کر دئے جائیں جیسے وقت مقررہ تک کھانے پینے کی ممانعت (روزے میں)، اپنی آمدنی کا ڈھائی فیصد غریبوں میں تقسیم کرنا (زکوٰۃ) تپتے ہوئے صحراؤں سے گزر کر حج کرنا، شراب حرام کر دینا، تمہاری اٹھارہ بیویوں میں سے چودہ کو کم کر دینا وغیرہ کیا ایسا مذہب عیش پرست ہے؟ میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ کم عقل اور جاہل ہیں جو مذہب اسلام پر الزام عائد کرتے ہیں" (۲۶) جرمن کا مدبر پروفیسر ہوگ (Prof Hogg) لکھتا ہے کہ "میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کو بغور پڑھا خصوصاً مخلوق خدا کی خدمت اور اصلاح اخلاق۔ میری رائے ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلامی تعلیمات پر عمل کرے تو بہت ترقی کر سکتا ہے۔ موجودہ زمانے میں سوسائٹی کی اصلاح کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو رائج کیا جائے"۔ (۲۷) فرانس کے انقلاب کا روح رواں روسو (Rosu) کہتا ہے "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک جج کا دماغ رکھنے والے انسان اور بلند مرتبہ سیاسی مدبر تھے۔ آپ نے جو سیاسی نظام کی بنیاد رکھی وہ بہت شاندار تھا"۔ (۲۸) کنیڈا کی یونیورسٹی آف ٹورنٹو کے شعبہء اناٹومی کے چیرمن ڈاکٹر کیتھ ایل مور (Dr. Keth L.More) نے جنین کے مختلف مراحل کا مطالعہ (المومنون ت ۱۴) کرکے یہ بیان اخبارات میں دیا کہ "قرآنی آیات اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمودات سے جدید سائنس اور مذہب کے درمیان وہ خلاء پر کرنے میں مدد ملے گی جو برسوں سے چلا آرہا ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانی جنین کی نشوونما کے تمام مراحل چودہ سو سال قبل

قبل معلومات
صحیح بتادئے جس کے بارے میں ڈاکٹروں کو صرف پندرہ سال
نہیں۔میں نے تورات اور انجیل کا مطالعہ کیالیکن ان کا قرآن سے کوئی موازنہ نہیں
جاسکتا"۔(Globeand Mail) (۲۹) قرآن مجید کے انگریزی میں ترجمہ کرنے
لے جارج سیل (George Sale) نے لکھا کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکمل
رپر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے۔آپ نہایت خوب صورت، خوش اطوار،
باوپرور، فہیم، دشمنوں کے مقابلے میں صاحب شجاعت واستقلال تھے۔علاوہ ازیں
ٹی قسمیں کھانے والوں، حرام کاری کرنے والوں، تہمت لگانے والوں اور جھوٹی
اہی دینے والوں کے لئے آپ نہایت سخت تھے۔آپ میں بردباری، صبر، استقامت،
رگزاری، رحم وکرم اور اللہ کی حمد میں مشغولیت نہایت درجہ موجود تھی۔
(The kora(۳۰) انگلستان کا مشہور مورخ ایچ جی ویلز (H.G Weilz) اپنی
ب میں لکھتا ہے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل عربوں کی ذہنی اور دماغی
احیتیں ناکارہ ہو چکی تھیں مگر پیغمبر اسلام نے چند ہی برسوں میں ان کے ذہن اور
اغ میں وہ روشنی پیدا کر دی کہ یونانیوں کے بہترین دور کے لگ بھگ پہنچ گئی"۔
(۳ لین پول (Lein Poll) نے حضورؐ کی گھریلو زندگی کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے
ہ "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ازواج کے ساتھ ایک قطار میں بنے ہوئے
چھوٹے مکانوں میں رہتے تھے۔وہ اپنے گھر میں جھاڑو دیتے اور آگ خود جلالیتے۔تھوڑا
بہت کھانا جو گھر میں موجود ہوتا اس میں دوسروں کو بھی شریک کرلیتے تھے"۔(۳۲)
جنسیات (Genities) کا ماہر ڈاکٹر جون ایلین (John Eleson) کا کہنا ہے کہ
"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قرآن میں انسانی تخلیق کا جو تفصیلی تذکرہ کیا ہے
صرف یہی بات میرے قبول اسلام کا باعث بنی ہے۔بائبل کے نئے اور پرانے
عہدنامے میں کہیں ایسا تذکرہ نہیں ملتا"۔(۳۳) فرانس کے مشہور دانشور ڈاکٹر
مورسس (Dr.Morises) کی یہ رائے ہے کہ "روم کے عیسائیوں کو جو ضلالت

کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں کوئی چیز نہیں نکال سکتی سوائے اس آواز کے جو محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی زبان سے غار حرا سے نکلی تھی۔ ان کے پیش کردہ کتاب (قرآن) تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے اور اس کی فصاحت و بلاغت کے آگے ساری دنیا کے انشاء پرداز اور شعراء سر جھکا دیتے ہیں"۔ (۳۴) گارڈفرے (Gordfrey) کہتا ہے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) ایک رسول تھے نہ کہ صوفی۔ جو اُن کے اطراف جمع تھے وہ (صحابہ) ملتِ اسلامیہ کے اولین ارکان تھے جو توحید الٰہی اور قانون کی اطاعت پر راضی تھے اور محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی تعلیمات اور ان کی سیرت کی پیروی پر اکتفاء کرنے والے تھے"۔ (۳۵) ڈاکٹر انیڈبر منگھم (Dr.E.Barmingham) کے بموجب "اسلام کی ترقی تلوار کی مرہونِ منت نہیں ہے بلکہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی سادہ زندگی، بے لوث خدمات، ایفائے عہد، اللہ پر پکا یقین، ذاتی جراءت اور استقلال سے وابستہ ہے۔ نبی کا کام آسان نہیں ہوتا لیکن محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) نے اپنی خاندان سے ہی یہ کام شروع کیا اور کامیاب رہے"۔ (۳۶) پروفیسر اڈوائر مونٹے (Prof Adwire Monte) اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کا مذہب ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو معقولیت کے امور پر مبنی ہے اور ان کی کتاب (قرآن) میں مسئلہ توحید اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے"۔ (۳۷) ریوسبیٹے ننس (Riosebete Nans) کے تاثرات یہ ہیں "۔ اس بات کا اعتراف بلا تکلف کرنا چاہئے کہ اپنی قوم کے لئے محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی ذات بڑے احسانات کا موجب تھی۔ انھوں نے مختلف قبیلوں کو ایک قوم بنادیا۔ کئی دیوتاؤں کے بجائے ایک خدا پر ایمان لانے کی تعلیم دی۔ کئی معیوب اور بری رسومات کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اسلام یقیناً برکات کا موجب ہے"۔ (۳۸) لندن کے ایک دانشور بی ایس کشالیہ (B.S Kushale) نے ایک نئے انداز میں خراجِ عقیدت

پیش کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ " محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کثرتِ ازدواج کے متعلق بہتان باندھا گیا ہے جو سراسر غلط ہے۔ بے شک آپ نے کئی نکاح کیے مگر اس کا مقصد غلط رواجوں کو مٹانا اور لوگوں کو ترغیب دینا تھا۔ آپ نے کئی بیواؤں سے شادی کی تاکہ لوگ آپ کی پیروی کریں۔ آپ نے اپنی نفسیاتی خواہش کے لئے نکاح نہیں کیے"

(۳۹) آرتھر گلیمن (Arthor Gleman) لکھتا ہے کہ " محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فتح مکہ در حقیقت دین اور سیاست کی فتح تھی۔ اس وقت قریش کے مغرور و متکبر سردار عاجزانہ گردنیں جھکائے کھڑے تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان ظالموں کے تمام قصور معاف کر دئے اور فرمایا " آج کے دن تم سے کوئی بدلا نہیں لیا جائے گا"۔

(۴۰) برطانیہ کے مشہور مترجم قرآن مارماڈیوک پکتھال (Marmaduk Pickthal) نے اپنی کتاب میں لکھا کہ " وہ قوانین جو قرآن میں ہیں اور پیغمبر اسلام نے سکھائے ہیں وہی اخلاقی قوانین کا کام دے سکتے ہیں اور ایسی کتاب صفحہ عالم پر موجود نہیں "۔(Islam and Modernism) ۔ موصوف نے بعد میں اسلام قبول کر لیا اور محمد پکتھال کہلائے (۴۱) معروف تاریخ داں پروفیسر فلپ کے ہٹی (Prof phillip K.Hitti) نے لکھا کہ " محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ایسا قانون اپنی کتاب (قرآن حکیم) میں پیش کیا جو صرف خدائی حکومت کا راستہ نہیں دکھاتی بلکہ سائنس اور سیاست کا مجموعہ بھی ہے " (۴۲) امریکہ کے ایک مصنف مائیکائل ایچ ہارٹ (Michael H.Hart) نے ایک دہے قبل انسانی تاریخ کے پچھلے پانچ ہزار برسوں میں گزرے ایک سو مشہور افراد کی سوانح عمریاں تیار کی جن میں بعض بانیان مذاہب، لیڈرس، بادشاہ، موجدین اور سائنس دانوں کی مختصر سوانح عمریاں مع تصاویر کے کتابی صورت میں تیار کر کے اس کا نام " The 100 " رکھا پھر ایچ ہارٹ نے سو افراد کے نام ترتیب سے لکھتے ہوئے پوری ایمان داری کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سب سے پہلے نمبر پر رکھا۔ وہ کہتا

ہے کہ " میری ترتیب کے لحاظ سے محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) حضرت عیسیٰؑ سے افضل ہیں ۔ لوگوں کو شائد تعجب ہوگا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کو سرفہرست کیوں رکھا ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں صرف محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) ہی ایسے انسان ہیں جو دنیاوی اور مذہبی دونوں اعتبار سے کامیاب رہے اور ان کی زندگی مکمل کہلائی " ۔ (The 100) (۴۳) آکسفورڈ کا ایک مشہور اور متعصب دانشور پروفیسر مارگولیتھ (Prof Margaliauth) جو حضورؐ کی شان میں جھوٹ سے کام لیا مگر لکھتا ہے کہ " محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے مگر اس میں جگہ پانا قابل فخر بات ہے " ۔ (Muhammed) ۔

ان انگریز دانش وروں کے علاوہ رابرٹ گلگ ، ریورنیڈ جارج ، پروفیسر ہٹن اسمتھ ، آرتھر گلن لیونارڈ ، جارج ریواری ، ڈاکٹر لیبان ، مورخ ایس پی اسکاٹ ، ڈاکٹر ہٹلر ، پروفیسر مارس ، ڈیون پورٹ ، سر ولیم میور ، لنڈے ، موسیو اوجیل کلوفل ، ڈاکٹر و کٹر اے ڈبوسس ، ڈاکٹر جے ڈبلیو لٹیز ، مارکس ڈاڈ ، ڈاکٹر واٹ اور ڈاکٹر لڈولف کرہیل وغیرہ کئی مدبروں اور مورخوں نے الگ الگ انداز میں خاتم المرسلینؐ کی اور قرآن حکیم کی تعریف و توصیف کی ہے ۔ کسی نے حضورؐ کو امن پسند کہا ، کسی نے آپ کے اخلاق کو سراہا ، کسی نے آپ کے انصاف کی تعریف کی ، کسی نے آپ کو عظیم الشان مصلح کہا ، کسی نے بے مثال شخصیت کہا ، کسی نے ایامِ جوانی کے اخلاق کی پاکیزگی کو سراہا ، کسی نے ساری دنیا کے اقوام کے لئے ابرِ رحمت کہا ، کسی نے آپ کی تعلیمات کو پسند کیا ، کسی نے آپؐ کو سیاسی اعتبار سے کامیاب کہا ، کسی نے آپؐ کی انتظامی صلاحیت کو سراہا ، کسی نے آپؐ کی مستقل مزاجی کی تعریف کی کسی نے قرآن حکیم کے معجزے کو تسلیم کیا ، کسی نے آپ کے عدل و انصاف کو پسند کیا ، کسی نے موجودہ دور میں حضورؐ کی تعلیمات کو رائج کرنے کا مشورہ دیا ، کسی نے

آپ کے فرمودات کو جدید سائنس سے ہم آہنگ کیا، کسی نے آپ کی گھریلو زندگی اور ازواج کے ساتھ سلوک کی تعریف کی، کسی نے آپ کی ذاتِ اقدس کو احسانات کا موجب قرار دیا اور کسی نے آپ کو ساری انسانی تاریخ میں سرِفہرست رکھا۔ ان میں کچھ ایسے ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی شمع روشن کی و سلام بھی قبول کئے۔

ان انگریزوں کے اقوال کو سامنے رکھ کر ان نادان مسلمانوں پر لعنت بھیجئے جو حضورؐ کی شان میں مختلف انداز میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ حضورؐ کے امتی کہلا کر حضورؐ کی توہین کرتے ہیں ان جاہلوں سے وہ کرسچن اچھے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کے امتی ہو کر ہمارے رسولؐ کی تعریف کرتے ہیں۔ آنحضرت کو وصال پا کر کئی صدیاں گذر گئیں مگر ہر صدی میں عیسائیوں نے حضورؐ کی تعریف میں کچھ نہ کچھ لکھا اور کہا کیونکہ آپؐ خیر البشر تھے۔ ایک عام بشر کی تعریف نہ کوئی عیسائی کرتا ہے نہ اس کے کردار کی اچھائی بیان کرتا ہے۔ یہی تو نمایاں فرق ہے بشر اور خیر البشر میں۔ کاش ان کم عقلوں کو کوئی سمجھائے۔

(۳) یہودیوں، بدھ مت اور سکھ مت کے ماننے والوں کا نذرانہ

عیسائی مذہب کے قابل ادیبوں اور مدبروں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی ہمارے نبیؐ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متاثر ہیں۔

(۱) چین کے بدھ مذہب کے پیشوا فن چی (Fin Chi) کا کہنا ہے "پیغمبر عرب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو تعلیمات دنیائے انسانیت کے سامنے پیش کی ہیں وہ دنیاوی اور دینی یعنے مادی اور روحانی دونوں اقسام کے لئے مفید ہیں اور دونوں کے [illegible] بہت [illegible] تو ازن قائم رکھنے والی ہیں۔" (۲) بدھ مذہب کا ایک اور عالم مانگ

تونگ (Mong Tung) حضورؐ سے اپنی محبت کا اظہار اس طرح کرتا ہے۔
"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کا ظہور بنی نوعِ انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا۔ لوگ کتنا ہی انکار کریں مگر آپؐ کی عظیم اصلاحات سے چشم پوشی ممکن نہیں۔ہم بدھ مت کے ماننے محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) سے محبت کرتے ہیں اور ان کا احترام بھی کرتے ہیں"۔(۳) ایک یہودی عالم ڈاکٹر ہارووڈ (Dr.Harwad) حضورؐ اور قرآن کی تعریف اس طرح کرتا ہے "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی سیدھی سادی زندگی اور کافروں سے حسن سلوک نے اشاعت اسلام میں بڑا کام کیا ہے۔اور آپ پر جو کتاب (قرآن) نازل کی گئی وہ فصیح و بلیغ ہونے کے علاوہ کئی علوم اور اخلاق کا سرچشمہ ہے"
(۴) سکھ مت کے بانی گرونانک نے سیرت رسولؐ کا اور قرآن کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ ان کے والد کا نام لالو کھتری تھا جو لاہور میں رہتے تھے۔گرونانک نے سکھ مت کی بناء ڈالی اور ان کی مقدس کتاب گرو گرنتھ صاحب ہے۔انھوں نے حضور اقدسؐ کے تعلق سے یہ عجیب و غریب دوہا لکھا ہے۔

نام لیو جس پکش کا کرو چوگنا تا
دو ملائیو ، پنج گن کیجو ، کاٹو بیس بنا
نانک بچے تو نوگنے ، دو اس میں اور ملا
اس بدھر کے نام سے محمد نام بنا

ان دو اشعار کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی نام کے ابجد کے حساب سے اعداد نکالو اور اسے چار سے ضرب دو۔اس میں دو جمع کر کے پھر سے ضرب دو۔جو حاصل آئے گا اس کو بیس سے تقسیم کردو۔جو عدد باقی بچے اسے نو سے ضرب دے کر دو جمع کرلو۔جواب بیانوے آئے گا اور بیانوے کا عدد حضور پرنورؐ کے نام نامی حضرت "محمدؐ صلی اللہ علیہ و سلم کے اعداد کا بلحاظ ابجد مجموعہ ہے۔

حضور اکرمؐ کا اسم مبارک ہر نام میں موجود ہے

گرونانک نے یہ نادر دوہا لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ کائنات کی ہر شئے میں "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام موجود ہے۔ نام چاہے انسان کا ہو یا حیوان کا، پرندوں کا ہو یا دریائی جانوروں کا، فرشتوں کا ہو یا جنات کا، درختوں کا ہو یا پھلوں یا پھولوں کا، دریاؤں کا ہو یا پہاڑوں کا، جاندار کا ہو یا بے جان کا، مرد کا ہو یا عورت کا، مسلمان کا نام ہو یا کافر کا، یہودی کا نام ہو یا عیسائی کا، بدھ مت کے ماننے والے کا نام ہو یا جین مت کا، پارسی کا نام ہو یا کمیونسٹ کا، چینی کا ہو یا جاپانی کا، روسی کا ہو یا امریکی کا، ہندوستانی کا ہو یا پاکستانی کا غرض ہر نام میں نام محمدؐ جلوہ گر ہے۔ بقول شاعرؒ

ہر اسم میں یقیں ہے محمدؐ کی ذات ہے
ناداں سمجھ لے، تجھ کو اگر کچھ شعور ہے

(سید عبدالرزاق قادری فقیر)

(مثالیں)

فرشتے کا نام	عیسائی کا نام	ہندو مرد کا نام	ہندو عورت کا نام	سکھ مت کا نام	بے جان چیز کا نام
جبریل	ایڈورڈ	رام	سیتا	نانک	قلم
۲۴۵ ۴ × ۹۸۰ ۲ + ۹۸۲ ۵ × (۲۰) ۴۹۱۰ (۲۴۵ ۴۰ ۹۱ ۸۰ ۱۱۰ ۱۰۰ ۱۰ ۹ × ۹۰ ۲ + ۹۲	۲۲۵ ۴ × ۹۰۰ ۲ + ۹۰۲ ۵ × (۲۰) ۴۵۱۰ (۲۲۵ ۴۰ ۵۱ ۴۰ ۱۱۰ ۱۰۰ ۱۰ ۹ × ۹۰ ۲ + ۹۲	۲۴۱ ۴ × ۹۶۴ ۲ + ۹۶۶ ۵ × (۲۰) ۴۸۳۰ (۲۴۱ ۴۰ ۸۳ ۸۰ ۳۰ ۲۰ ۱۰ ۹ × ۹۰ ۲ + ۹۲	۴۷۱ ۴ × ۱۸۸۴ ۲ + ۱۸۸۶ ۵ × (۲۰) ۶۴۳۰ (۳۲۱ ۶۰ ۴۳ ۴۰ ۳۰ ۲۰ ۱۰ ۹ × ۹۰ ۲ + ۹۲	۱۲۱ ۴ × ۴۸۴ ۲ + ۴۸۶ ۵ × (۲۰) ۲۴۳۰ (۱۲۱ ۲۰ ۴۳ ۴۰ ۳۰ ۲۰ ۱۰ ۹ × ۹۰ ۲ + ۹۲	۱۷۰ ۴ × ۶۸۰ ۲ + ۶۸۲ ۵ × (۲۰) ۳۴۱۰ (۱۷۰ ۲۰ ۱۴۱ ۱۴۰ ۱۰ ۹ × ۹۰ ۲ + ۹۲

ابجد کا علم بہت قدیم ہے۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں نزولِ قرآن کے درمیان یہودیوں نے سورہ بقرۃ کی ابتدائی آیتیں سنیں اور الٓمٓ کے اعداد بحساب ابجد نکالے جو اکہتر ہوتے ہیں۔ یہودی کہنے لگے اس نئے مذہب کی عمر صرف اکہتر سال ہوگی اس کے بعد یہ دین ختم ہوجائے گا۔ صحابہ نے کہا کہ ایسے حروف مقطعات اور بھی سورتوں کے شروع میں موجود ہیں جیسے الٓرٰ، الٓمّٓرٰ، الٓمّٓصٓ، کٓھٰیٰعٓصٓ اور حٰمٓ عٓسٓقٓ وغیرہ تو یہ سن کر یہودیوں نے حساب لگایا اور اپنا سر پیٹ کر خاموش ہوگئے۔

جو لوگ اسم "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے ناموں کے اعداد میں ابجد کے طریقے سے نکالنا چاہتے ہیں ان کی سہولت کے لئے ہر حرف کی قیمت لکھی جاتی ہے۔ عربی زبان میں جملہ ۲۹ حروف ہیں۔ الف اور همزہ ایک مانے جاتے ہیں اس لئے دونوں کا عدد برابر ہے۔ حروف تہجی کی ترتیب سے اعداد یوں ہیں۔ الف (ا) ایک، باء (ب) دو، تاء (ت) چار سو، ثاء (ث) پانچ سو، جیم (ج) تین، حاء (ح) آٹھ، خاء (خ) چھ سو، دال (د) چار، ذال (ذ) سات سو، راء (ر) دو سو، زاء (ز) سات، سین (س) ساٹھ، شین (ش) تین سو، صاد (ص) نوے، ضاد (ض) آٹھ سو طاء (ا) نو سو، عین (ع) ستر، غین (غ) ایک ہزار، فاء (ف) اسی، قاف (ق) ایک سو، کاف (ک) بیس، لام (ل) تیس، میم (م) چالیس، نون (ن) پچاس، واؤ (و) چھ، هاء (ہ) پانچ، همزہ (ء) ایک اور یاء (ی) دس۔

سید ابرار حسین ہاشمی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ "حضورؐ کے زمانے سے ڈیڑھ یا دو ہزار سال قبل ایک عرب بنام مرامر گزرا ہے جو خط اور تحریر کا موجد تھا اس نے اپنے آٹھ لڑکوں کے نام یہ رکھے تھے۔ ابجد، ھوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ، ضظغ۔ ان آٹھ الفاظ میں عربی کے جملہ اٹھائیس حروف آگئے۔ (تاریخ الاسماء)

مرامر نے الف کا عدد ایک رکھا پھر ایک ایک اضافہ کرتے ہوئے دہائی تک پہنچا۔

دہائی کے بعد ہر حرف میں دس دس کا اضافہ کیا اور سینکڑے تک پہنچ کر ہر حرف میں سو سو کا اضافہ کیا اور ہزار پر اعداد کو ختم کیا۔ اعداد کی ترتیب بلحاظ ابجد یوں ہے۔

الف (۱)، ب (۲)، ج (۳)، د (۴) ـــ ھ (۵)، و (۶)، ز (۷) ـــ ح (۸)، ط (۹)، ی (۱۰) ـــ ک (۲۰)، ل (۳۰)، م (۳۰)، ن (۵۰) ـــ س (۶۰)، ع (۷۰)، ف (۸۰)، ص (۹۰) ـــ ق (۱۰۰)، ر (۲۰۰)، ش (۳۰۰)، ت (۴۰۰) ـــ ث (۵۰۰)، خ (۶۰۰)، ذ (۷۰۰) ـــ ض (۸۰۰) ظ (۹۰۰) غ (۱۰۰۰) ـــ جو حروف عربی میں نہیں ہیں مگر فارسی اور اردو میں مستعمل ہیں ان کے اعداد یہ ہیں ـــ پ (۲)، ٹ (۴۰۰)، چ (۳)، ڈ (۴)، ڑ (۷)، ژ (۷) اور گ (۲۰) ان اعداد کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی بھی کسی بھی نام کے اعداد جمع کر کے درج بالا طریقے کے مطابق ہر نام میں اسم "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم پا سکتا ہے۔

(۵) صوفیوں اور ویدانتوں کے ملے جلے عقائد کا اثر رکھنے والے کبیر داس نے بھی اپنے ایک دوہے میں حضور انورؐ کے اسم گرامی "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداد بیانوے کو ہر نام میں شامل قرار دیا ہے۔ ان کا دوہا بھی کم و بیش گرونانک کے دوہے کی طرح ہے ؎

عدد نکالو ہر چیز سے چوگن کر لو وائے
دو ملا کے پچگن کر لو بیس کا بھاگ جگائے

باقی بچے کے نوگن کر، دو اس میں اور ملائے
کہت کبیر سنو بھئی سادھو نام "محمد" آئے

ان دو اشعار میں بھی وہی طریقہ بتایا گیا جس کی اس سے قبل تشریح کی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جن کم عقلوں کے دلوں میں نہیں ہے اور جو حضورؐ کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں وہ یہی کہیں گے کہ یہ ایک اعدادی شعبدہ ہے اس کی کیا اہمیت ہے؟ ـــ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ اعدادی لطیف نکتہ کسی مسلمان نے نہیں

بلکہ سکھ مت کے بانی گرونانک نے کیسے نکالا؟ جبکہ وہ مسلمان نہیں تھے۔ یہ نکتہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہؐ کوئی عام بشر نہیں تھے بلکہ فوق البشر اور خیر البشر تھے۔ ایک عام بشر کے لئے کسی دوسرے مذہب کا کوئی شخص نہ ایسا اعدادی نکتہ نکال سکتا ہے نہ ہر نام میں کسی اور کے نام کے اعداد مل سکتے ہیں۔

(۵) رسول اللہؐ کی شان میں ہندوؤں کا نذرانۂ عقیدت

دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے علاوہ ہندوستان کے ہندومت کے کئی پیرو ایسے ہیں جنھوں نے بارگہ رسول اللہؐ میں اپنی عقیدت کا نذرانہ مختلف انداز میں اس طرح پیش کیا ہے (۱) سوامی لکشمن پرشاد جو طبیب تھے اور ماہنامہ "آب حیات" کے مدیر تھے انھوں نے حضور اقدسؐ کی سیرت پر "عرب کا چاند" نامی کتاب لکھی۔ اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ "دنیا کی جلیل القدر ہستیوں میں جن کے اسمائے گرامی ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کئے جاسکتے ہیں رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سید المرسلین، خاتم النبین، باعث فخر موجودات، سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم کو کئی اعتبار سے ایک خاص امتیاز حاصل ہے اسی لئے میں نے سب سے پہلے اسی قابل تعظیم فخر روزگار ہستی کی حیات مطہرۃ کے حالات قلمبند کرنے کا شرف حاصل کیا ہے"۔ ایک مقام پر مسلمانوں کو جھنجھوڑتے ہوئے یوں لکھا ہے کہ "یہ مسلمان جن کی گفتار میں فضائل اسلام کا ذکر پایا جاتا ہے مگر جن کے کردار میں کہیں اسلام کی روح نہیں دیکھی جاتی۔ یہ مسلمان جو فقط صورت اور نام کے مسلمان ہیں مگر سیرت اور کام کے مسلمان نہیں۔ اے مسلمان! غور کر تو نے اپنی بدکرداریوں سے اسلام کو، قرآن کو اور حضور پاکؐ کو کس طرح رسوا کیا ہے؟" (عرب کا چاند)۔ (۲) سوامی لکشمن رائے کہتے ہیں کہ غیر مسلم مصنفوں کا برا ہو جنھوں

نے سیرت کے واقعات کو تعصب کے رنگ میں رنگ کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔
آنکھیں چکاچوند ہوجاتی ہیں اور یہ بات اعتراف کرتے ہی بنتی ہے کہ واقعی نفس کُش
پیغمبر نے جس شان استغناء سے دولت، عزت، شہرت اور حسن کی طلسمی طاقتوں کو
اپنے اصول پر قربان کیا۔ وہ ہر کس وناکس کا کام نہیں "۔(۳) سادھوٹی ایل وسوانی کا
کہنا ہے کہ "میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کورنش بجالاتا ہوں۔ وہ دنیا کی ایک
عظیم الشان ہستی ہیں۔ وہ ایک قوت تھی جو انسانوں کی بہتری کے لئے صرف ہوئی۔
لوگوں نے انھیں ایذاء دی اور ان کی زندگی خطرے میں پڑ گئی لیکن انھوں نے اپنے
فرائض کی ادائی میں کوتاہی نہیں کی۔ وہ ہمیشہ امن اور راستی کی تلقین کرتے رہے۔
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بچیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم بند کی، شراب کو حرام
کر دیا اور رُہبانیت کا خاتمہ کر دیا" (۴) پروفیسر کے ایس راما کرشنا راؤ صدر شعبۂ
فلسفہ مہارانی آرٹس کالج آف میسور برائے طالبات نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ
"عرب کے ریگستان میں مسلمان تاریخ دانوں کے لحاظ سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و
سلم) ۲۰/ اپریل ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ محمد کے معنے ہیں جن کی سب سے زیادہ تعریف
کی جائے۔ اپنے نام کے لحاظ سے وہ ہر بادشاہ، ہر شاعر اور ہر ادیب سے زیادہ تعریف
کے قابل ہیں۔ انھوں نے جو مشن لوگوں کے سامنے رکھا اس میں بیحد کامیاب رہے"
(Mohammed The Prophet Of Islam) (۵) موہن داس کرم چند
گاندھی کا شمار آزادیٔ ہند کی مشہور ترین شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ
"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اخلاق اور اوصاف ایسے تھے کہ دشمن بھی
اعتراف کرتے تھے مگر ان کے اخلاق اور اوصاف ان کے ماننے والوں میں نہیں پائے
جاتے" (۶) سوامی برج نرائن نے غزوات کے تعلق سے بہت صحیح بات بیان کی کہ
"پیغمبر اسلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چھوٹی اور بڑی کئی جنگیں لڑیں مگر ان میں
ایک جنگ بھی جارحانہ نہیں تھی۔ اور آپ نے کسی جنگ میں پہل نہیں کی بلکہ

مدافعانہ طریقہ اختیار کیا" (۷) شری شردھے پرکاش برھمو سماج کے لیڈر نے اس طرح اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے " جس طرح دنیا میں دوسری بڑی شخصیتیں اپنے جلال کا ایک مستحکم ستون قائم کر گئے اسی طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اپنی فضلیت کا ایسا جھنڈا کھڑا کر گئے ہیں جو ہمیشہ کے لئے ان کی یاد قائم رکھے گا۔ اسلامی پرچم تلے اس وقت کروڑوں مسلمان ایسے ہیں اور ان کے نام پر جان دینے کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔ یہ ان کی فضلیت کا بڑا عالی شان نشان ہے" (۸) ڈاکٹر جے کے رام برہما کا کہنا ہے کہ " حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پیروؤں کو اخلاقِ عالیہ کی صرف تلقین ہی نہیں فرمائی بلکہ ان اصولوں پر عمل کر کے بتایا تاکہ ان کی اتباع کرنے والے بھی عمل کی طرف راغب ہوں۔ ان کی زندگی ایثار و قربانی کا بہترین نمونہ تھی" (۹) ہندوستان کے مشہور نوبل انعام یافتہ شاعر رابندر ناتھ ٹیگور نے حضورؐ اور قرآن کی شان میں یوں کہا ہے کہ " حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن نازل ہوا جس میں بے شمار خوبیاں ہیں۔ وہ وقت دور نہیں جب کہ قرآن اپنی مسلمہ صداقتوں اور روحانی کرشموں سے سب کو اپنے اندر جذب کر لے گا۔ اور وہ دن دور نہیں جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب اسلام ہندومت پر غالب آجائے گا" ۔ (۱۰) پنڈت شیونرائن کا کہنا ہے " وحشی اور جنگجو عربوں کو وحدت کی ایک لڑی میں پرونے اور ایک زبردست قوم کی صورت میں کھڑا کر دینے کے لئے ایک عظیم انسان کا ظہور ہوا اندھی تقلید کے سیاہ پردے پھاڑ کر اس عظیم انسان نے تمام اقوام کے دلوں میں خدائے واحد کی حکومت قائم کی۔ وہ انسانی لعل کون ہے؟ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (۱۱) حکم چند کمار نے حضورؐ کے مختلف نکاح کے بارے میں اس طرح لکھا ہے " عالمِ شباب میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ حالت تھی کہ حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد کئی کئی روز تک گھر سے غیر حاضر رہ کر ریاضت اور تزکیہء نفس میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے علاوہ جتنی خواتین آپؐ کے عقد میں آئیں وہ سب

کی سب بیوہ تھیں ۔ان حالات پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تمام شادیاں کسی نہ کسی اخلاقی ذمہ داری کی ادائیگی کی خاطر تھیں" (۱۲) ایک کائستھ موتی لال ماتھر نے کہا کہ "پیغمبر اسلام حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) نے توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئیں" (۱۳) اور ایک ہندوستانی لالہ مہر چند کا کہنا ہے کہ "بانیء اسلام محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی ذات والا صفات سراپا رحم اور شفقت تھی ۔اگر بانیء اسلام کے بس میں ہوتا تو سرزمین عرب میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرنے پاتا ۔آپ کی زندگی میں جتنی لڑائیاں ہوئیں وہ نہایت مجبوری کی حالت میں ہوئیں" (۱۴) بی ایس رندھاوا نے رسول اللہؐ کی تعریف میں ان الفاظ میں کی ہے "حضرت محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم) کی زندگی پر تنقید کرنے والوں نے اسلامی تاریخ اور بانیء اسلام کی سیرت کا صحیح طور پر مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی حالانکہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کو جتنا ستایا گیا اتنا کسی ہادی اور پیغمبر کو نہیں ستایا گیا ۔انھوں نے ظلم و ستم کے پہاڑ اپنے سر پر اٹھا لئے مگر اپنے ستانے والوں کو اُف تک نہیں کیا بلکہ ان کے حق میں دعائیں مانگیں اور طاقت و اقتدار حاصل ہونے کے باوجود ان سے کوئی انتقام نہیں لیا" (۱۵) اخبار "تیج" دہلی کے ایڈیٹر لالہ رام ورما لکھتے ہیں "ہم نے سنا کہ اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی بقاء و ترقی کا انحصار تلوار پر ہے ۔ایسا کہنا خود اسلام کی تردید کرتا ہے ۔اس غلط اور شر انگیز عقیدے کے حامیوں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی زندگی کے مثالی واقعات کو فراموش کر دیا اور صداقت سے آنکھیں بند کر لیں ۔اسلام میں امن و آشتی اور صلح و راستی کی جگہ تلوار سے کہیں بالاتر ہے ۔اسلام تلوار کا نہیں امن کا پیغام ہے"۔

درج بالا پندرہ اہل ہنود کی مختلف باتوں کو دوبارہ پڑھ کر غور کریں کہ کسی غیر مسلم نے حضور اکرمؐ کے اخلاق مبارکہ کا تذکرہ کیا، کسی نے متعصب مصنفوں کو برا بھلا کہہ کر حضورؐ کے اوصاف کی تعریف کرتے ہوئے مسلمانوں کو عار دلایا،

کسی نے غزوات کا تذکرہ کرتے ہوئے کسی بھی غزوے کو جارحانہ قرار نہیں دیا، کسی نے آپؐ کی فضلیت کا جھنڈا کھڑا کرنے کا ذکر خیر کیا، کسی نے آپ کے اعمال اور ایثار کا تذکرہ کیا، کسی نے اسلام کے غلبہ پانے کی بات بیان کی، کسی نے جنگجو عربوں کو تربیت دے کر حکمراں بنادینے کی بابت حضورؐ کی تعریف کی، کسی نے حضورؐ کے مختلف نکاح کرنے کو کسی نہ کسی مصلحت پر مبنی قرار دیا، کسی نے آپؐ کی تعلیمات کے باعث عقائد باطلہ کی بنیادیں ہل جانے کی بات کہی، کسی نے آپؐ کی ذات کو سراپا رحم کہا، کسی نے حضورؐ پر تنقید کرنے والوں کو جھنجھوڑ کر انھیں صحیح معلومات حاصل کرنے کی تلقین کی، کسی نے حضورؐ کی حیات طیبہ کے مثالی واقعات کا ذکر کرتے ہوئے مذہب اسلام کو تلوار کا نہیں بلکہ امن کا پیغام کہا۔

غیر مسلموں کے ان مختلف باتوں کو پڑھنے کے بعد یہی کہنا پڑتا ہے کہ غیر مسلم تو حضورؐ کی تعریف کریں اور انھیں ارفع و اعلیٰ ہستی قرار دیں اور انھیں تمام انسانوں سے بہتر کہیں اور حضورؐ کے بعض نادان امتی آپؐ کو اپنے جیسا بشر کہیں۔ تف ہے ایسے لوگوں پر اور ان کے ایمان پر۔ ان سے تو کافر ہی اچھے ہیں۔

(۶) رسول اللہؐ کی شان میں غیر مسلم خواتین کی عقیدت

کچھ ہندو اور انگریز خواتین نے بھی حضور انورؐ کی شان میں اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ (۱) سروجنی نائیڈو چٹوپادھیائے جنھیں بلبل ہند کہا جاتا ہے وہ کہتی ہیں کہ "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے پہلے تاریخ میں نہیں ملتا۔ آپؐ نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد

رکھی جسے تمام کرۂ ارض پر پھیلنا تھا اور جس میں عدل و احسان کے سوائے کسی اور قانون کو رائج نہیں ہونا تھا۔ آپؐ کی تعلیم انسانوں کی مساوات، باہمی تعاون اور عالمگیر اخوت تھی" (شانِ محمد صلی اللہ علیہ و سلم) (۲) مسز اینی بسنٹ کہتی ہیں کہ "پیغمبر اسلام حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی زندگی زمانے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے۔ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ وہ لوگ جو رسولؐ پر حملہ کرنے کے عادی ہیں دوہری جہالت میں مبتلا ہیں۔ آپؐ کی زندگی سادگی، شرافت اور شجاعت کی تصویر تھی" (۳) ۱۲/ ربیع المنور عید میلادالنبیؐ کے موقع پر مسلمانوں کو مبارک باد دیتے ہوئے مسز سونیا گاندھی صدر نشین انڈین نیشنل کانگریس (انڈیا) نے کہا کہ "میں شخصی طور پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کو امن کا پیغمبر مانتی ہوں۔ میرا ایقان ہے کہ آج جبکہ ساری دنیا نفرت، تشدد اور تعصب کے اندھیروں میں گھری ہوئی ہے اور انسانیت کی بقاء کو زبردست خطرات کا سامنا ہے ایسے میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی عظیم تعلیمات کی روشنی ہی عالم انسانیت کو سیدھی راہ دکھا سکتی ہے۔ آج کے دن ہمیں یہ عہد کرنا چاہیئے کہ ہم محسن انسانیت کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر محبت، بھائی چارگی اور اتحادِ انسانی کے فروغ کے لئے کام کریں گے"۔ اگر تحقیق کا دائرہ وسیع کریں تو معلوم ہوگا کہ اِن تین خواتین کے علاوہ اور دوسری غیر مسلم خواتین بھی آنحضرتؐ کی شان اقدس میں اپنا نذرانہ پیش کی ہوں گی۔ کیا ایک بشر کی کوئی ایسے انداز میں تعریف کرتا ہے؟ میرے اندازے میں کسی بشر کی تعریف غیر مسلم خواتین کرنا تو کُجا خود اس کے گھر کی خواتین اور خصوصاً بیوی بھی نہیں کرتی۔ یہ تو حضرت خیرالبشرؐ کی ذاتِ اقدس ہے جس کی تعریف غیر مسلم مرد بھی کرتے ہیں اور عورتیں بھی۔ دوسرا کوئی بشر کہاں آپ کی برابری کر سکتا ہے۔؟

(دلیل ۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیّبہ پر کتب مختلفہ

رسولُ الثّقلین جد الحسنَین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات مبارکہ پر پہلی صدی ہجری سے موجودہ صدی ہجری تک کئی زبانوں میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مختلف مصنفوں نے اپنے اپنے انداز میں سیرتِ رسولؐ، اخلاقِ رسولؐ، مغازی رسولؐ، ازواجِ رسولؐ نثر اور نظم میں اختصار یا تفصیل سے پیش کیا ہے۔

(۱) سیرتِ رسول پر عربی کتب

ذیل میں سیرت نبویؐ کی عربی کتابوں اور مصنفوں کے نام تحریر کئے جاتے ہیں ترتیب زمانی کے لحاظ سے قوسین میں مصنف کا سن وفات دیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ کونسی کتاب کس صدی میں لکھی گئی؟ (۱) صحیفۂ ہمام بن منبہ ۔ ہمام بن منبہ (۵۸ھ) (۲) کتاب الاموال ۔ ابو عبید قاسم بن سلام (۸۰ھ) (۳) سیرۃ النبی ۔ عروہ بن زبیرؓ (۹۲ھ) (۴) السیر ۔ ابان بن عثمان (۱۰۵ھ) (۵) سیرۃ الرسول ۔ وہب بن منبہ (۱۱۰ھ) یہ مخطوطہ جرمنی کے شہر ہائیڈبرگ کی لائبریری میں موجود ہے (۶) السیر ۔ شرجیل بن سعد (۱۲۳ھ) (۷) سیرۃ النبیؐ ۔ ابن شہاب زہری (۱۲۴ھ) (۸) کتاب المغازی ۔ ابن شہاب الزہری (۱۲۴ھ) (۹) السیر ۔ موسیٰ بن عقبہ الاسدی (۱۴۱ھ) (۱۰) سیر الرسول والمغازی ۔ ابن اسحٰق (۱۵۱ھ) (۱۱) السیر الکبیر ۔ امام محمد بن حسن الشیبانی (۲۱۱ھ) (۱۲) سیرت ابن ہشام ۔ (چار جلد) عبد الملک ابن ہشام (۲۱۸ھ) (۱۳) طبقات ابن سعد ۔ محمد ابن سعد (۱۶۸ھ) (۱۴) انساب الاشراف ۔ احمد بن یحییٰ البلاذری (۲۷۹ھ) (۱۵) جوامع السیرۃ ۔ ابن حزم (۴۵۶ھ) (۱۶) الدرر فی اختصار المغازی والسیر ۔ ابن عبد البر (۴۶۳ھ) (۱۷) الروض

الانف (شرح سیرت ابن ہشام) ۔ عبدالرحمٰن السُّہیلی (۵۸۱ھ) ۔ (۱۸) الاکتفاء فی مغازی رسول اللہ ۔ سلیمان بن موسیٰ الکلاعی الاندلسی (۶۳۴ھ) (۱۹) المختصر فی سیرت سید البشر ۔ عبدالرحمٰن الدمیاطی (۷۰۵ھ) (۲۰) عیون الاثر فی فنون المغازیٰ والشمائل والسیر ۔ ابوالفتح محمد بن محمد سید الناس (۷۳۴ھ) (۲۱) نور العیون ۔ سید الناس (۷۳۴ھ) (۲۲) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ۔ شمس الدین ابن عبداللہ ابن القیم الجوزی (۷۵۱ھ) (۲۳) السیرۃ النبویہ (چار جلد) ۔ اسمٰعیل ابن کثیر (۷۷۴ھ) (۲۴) نور النبراس (شرح عیون الاثر) ۔ ابراہیم بن محمد المعروف بہ سبط ابن العجمی (۸۴۱ھ) (۲۵) امتاع الاسماع ۔ المقریزی (۸۴۵ھ) (۲۶) الخصائص الکبریٰ ۔ جلال الدین سیوطی (۹۱۰ھ) (۲۷) النخجۃ السویّۃ فی الاسماء النبویّۃ ۔ جلال الدین سیوطی (۹۱۰ھ) ۔ (۲۸) المواھب اللدنیہ ۔ احمد الخطیب القسطلانیؒ (۹۲۳ھ) (۲۹) سبیل الھدیٰ والارشاد فی سیرت خیر العباد ۔ شمس الدین الشامیؒ (۹۴۲ھ) (۳۰) السیرۃ الحلبیہ (تین جلد) ۔ برہان الدین حلبی (۳۱) دلائل النبوۃ امام علی بن برہان الدین الحلبی (۱۰۴۴ھ) (۳۲) انسان العیون (شرح مواہب اللدنیہ آٹھ جلد ۔ محمد بن عبدالباقی الزرقانی (۱۱۲۲ھ) ۔ ان میں سے بعض کتابوں کا اردو میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے ۔ (۳۳) دلائل النبوت (حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانیؒ) (۳۴) جلاء الافہام (حافظ ابن القیم) (۳۵) الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ (قاضی عیاض بن موسیٰؒ غرناطی) (۳۶) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد چار جلد (حافظ شمس الدین ابی عبداللہ الدمشقیؒ) (۳۷) سیرت النبوۃ (سید احمد زینی) (۳۸) جواہر البحار فی فضل النبی ۔ چار جلد (یوسف بن اسمٰعیل النبہانی) (۳۹) شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام (امام تقی الدین السبکیؒ) (۴۰) شرح الشفاء (شہاب) (۴۱) شفاء الاسقام فی حدیث خیر الانام (عبدالجلیل القیروانی) (۴۲) القول المنجی علی مولد البرزنجی (شیخ محمد بن احمد المالکی) (۴۳) مواکب الربیع بمولد الشفیع (احمد بن احمد الحلوانیؒ) (۴۴) نور الیقین فی سیرت سید المرسلینؐ (شیخ محمد الخضریؒ) (۴۵) المدیح النبوی فی القرن الاول الھجری

(علی صافی حسین) (۴۶) مولدِ النبیؐ (عبدالرحیم برعی) (۴۷) رشفۃ الصادی من بحر فضائل نبی الھادی ۔ (ابی بکر ابن شہاب الدین الحضری) (۴۸) سمط جوہر نظیم (عیسیٰ وسم علی) (۴۹) مختصر فی السیرۃ النبویۃ (عبدالرحمٰن بن ربیع شیبانی) (۵۰) عقد اللئالی (آغا سید علی شوستری) ۔ (۵۱) الکوکب الانور علی عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر (سید جعفر البرزنجی مفتی) (۵۲) حاشیۃ العالم الھمام (شیخ ابراھیم البیجوری) (۵۳) سیرت النبی صلی اللہ علیہ و سلم چار جلد ۔ (محمد محی الدین عبدالحمید) (۵۴) رسول القائد (محمود شیخ خطاب) (۵۵) السیرۃ النبویۃ والاثار المحمدیۃ (سید احمد زینی دحلان) (۵۶) قصۃ المعراج (نجم الدین الغیطی) (۵۷) القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع (شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاویؒ) (۵۸) سمط جوہر نظیم فی مولِد حبیب رب عظیم (شیخ عبدالحسین ارسطو یار جنگ) (۵۹) محامد النبی (الحاج فضل اللہ) (۶۰) شجرۃ الکون (شیخ محی الدین ابن عربی) (۶۱) محمد رسول اللہؐ (احمد رضا مصری) (۶۲) معراج النبیؐ (سید حسن البرزنجی السنوسی) ۔ (۶۳) سفر السعادت (مجد الدین محمد بن یعقوب) (۶۴) عظیم قدرہ صلی اللہ علیہ و سلم و رفعۃ مکانتہ عند ربہٖ عزوجل (خلیل ابراھیم ملا خاطر) (۶۵) محمد صلی اللہ علیہ و سلم و بنو اسرائیل (مصطفیٰ کمال وصفی) (۶۶) قصص الانبیاء المسمیٰ بالعرائس (احمد بن محمد بن ابراھیم) (۶۷) فتح المتعال فی مدح النعال (احمد بن محمد المغربی المقری) (۶۸) سلک الدرر (سید محمد خلیل افندی) (۶۹) الدرر فی اختصار المغازی والسیر (حضرت ابن البر) (۷۰) رسالات نبویہ علیہ التحیہ (محمد عبدالمنعم) ۔ (۷۱) النفحات النبویۃ فی الفضائل العاشوریۃ (حسن عدوی الحمزاوی) (۷۲) نفحات الرضاء والقبول (احمد بن محمد الحضراوی المکی) (۷۳) رسولُ الثقلین (محمد المامون بن عبدالوہاب) (۷۴) غزوۃ الاحزاب (محمد احمد باشمیل) (۷۵) غزوۃ الاحزاب (شیخ احمد علی الملیجی) (۷۶) تاریخ الادب العربی (احمد حسن زیات) (۷۷) غزوۃ البدر الکبریٰ (محمد احمد باشمیل) (۷۸) غزوۃ احد (محمد احمد باشمیل) (۷۹) غزوۃ بنی قریظہ (محمد احمد باشمیل) ۔ مولود النبیؐ (البرزنجی) ۔ (۸۰) النخبۃ

السویہ فی الاسماء النبویۃ (جلال الدین سیوطیؒ) (۸۱) المولد (نجم الدین العظیمی) (۸۲) مولد (شیخ اکبر) (۸۳) اتمام النعمۃ الکبریٰ (شہاب الدین احمد ابن حجر الھیتمی) ۔ (۸۴) درۃ المضیۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ (علی بن سلطان) (۸۵) الانسان الکامل (سید محمد بن علوی مالکی) (۸۶) الذخائر المحمدیۃ (سید محمد بن علوی) (۸۷) حاشیۃ المختصر فی السیرۃ النبویۃ (سید محمد بن علوی) (۸۸) حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف (سید محمد بن علوی) (۸۹) دیوان امام علیؓ (حضرت علی مرتضیٰؓ) (۹۰) دیوان حسّان بن ثابتؓ (حضرت حسّان بن ثابتؓ) (۹۱) قصیدۃ بانت سُعاد (حضرت کعبؓ بن زہیر) (۹۲) شرح قصیدہ بانت سُعاد (عبداللہ بن ہشام انصاری) (۹۳) قصیدۃ البردۃ (شرف الدین البوصیریؒ) (۹۴) شرح قصیدۃ بردہ (محمد ارتضیٰ علی صفوی) (۹۵) قصیدۃ وحیدیہ فی مدح خیر البریۃ (محمد وحید الدین عالی) (۹۶) الجواہر الزاہرۃ فی مدح النبی واٰلہٖ والطاہرۃ (محمد وحید الدین عالی) (۹۷) قصیدۃ الرائیۃ (شیخ محمد عبدالحیؒ) (۹۸) شرح قصائد ہمزیہ (شیخ سلیمان الجمل) (۹۹) تخمیس قصیدۃ ہمزیہ (عبدالباقی فاروقی) (۱۰۰) نسج البردۃ (عبداللہ بن احمد) (۱۰۱) نہج البردۃ (حافظ شوقی) (۱۰۲) مصدق الفضل شرح بانت سعاد (شہاب الدین احمد) (۱۰۳) الارشاد الی بانت سعاد (۱۰۴) اضواء البھجہ شرح بانت سعاد (۱۰۵) الجواہر الفردۃ فی تخمیس البردہ (۱۰۶) شرح قصائد حمزیہ (احمد بن حجر الھیتمی) (۱۰۷) حاشیۃ علی متن البردۃ (ابراہیم الباجوری) (۱۰۸) لامیۃ الدکن (سید ابراہیم ادیب) (۱۰۹) القصیدۃ الھمزیۃ (سید طاہر رضوی) (۱۱۰) نفع الوردۃ فی شرح البردۃ (فیاض الدین نظامی) (۱۱۱) نفح الطیب فی مدح الحبیب (شیخ محمد امین کتبی الحسینی) (۱۱۲) دیوان احمد بہلول فی مدح سیدنا محمدن المصطفیٰ (سید احمد بہلول) (۱۱۳) حاشیۃ علیٰ بانت سعاد (شیخ ابراہیم باجوری) (۱۱۴) حاشیۃ علیٰ قصیدۃ البوھیریؒ (ابراہیم باجوری) (۱۱۵) الجوھرۃ الفردۃ فی تخمیس البردہ (علی بن ابوالحسن شوستری) (۱۱۶) دیوان ابی فراس (ابو فراس ھمدانی) (۱۱۷) دیوان المقری (اسمٰعیل بن ابی بکر المقری) (۱۱۸) دیوان ابوالفضل (ابوالفضل العباس) (۱۱۹) دیوان خفاجہ (ابراہیم

بن خفاجہ اُندلسی) (۱۲۰) قصیدۃ الوتریہ فی مدح خیرالبریۃ (شیخ ابو بکر بغدادی) (۱۲۱) دیوان رضی (محمد بن احمد الحسینی رضی) (۱۲۲) دیوان آزاد (سید غلام علی آزاد بلگرامی) (۱۲۳) مفاھیم یجب ان تصح (سید محمد بن علوی مالکی) (۱۲۴) النبی الرحمۃؐ (سید ابوالحسن علی ندوی) (۱۲۵) الوحی المحمدیؐ (سید محمد رشید رضا) (۱۲۶) اعلام السائلین عن کتب سید المرسلینؐ (عمرؓو بن حزم) (۱۲۷) اخذیۃ الرسولؐ (عبداللہ بن محمد القرطبی) (۱۲۸) سیرۃ النبویۃ والعصر المحمدیۃ (سید احمد زینی) (۱۲۹) فتاوٰی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ و سلم (محمد بن ابو بکر ابن جوزی) (۱۳۰) تا (۱۳۳) زاد المسافرین ۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ۔ حل الافہام فی ذکر الصلوٰۃ والسلام خیر الانام نُزہتہ المشتاقین و روضتہ المحبین (ابن جوزی) (۱۳۴) عمل الیوم واللیلۃ (احمد بن محمد الدینوری ابن اسنی) (۱۳۵) نور الایمان بزیارۃ حبیب الرحمٰن (عبدالحلیم بن محمد امین) (۱۳۶) مولد النبیؐ (الامام البرزنجی) (۱۳۷) خلاصتہ الوفاء باخبار المصطفیٰؐ (شیخ سمہودی المدنی) (۱۳۸) رسائل الوصول الیٰ شمائل الرسولؐ (یوسف بن اسمٰعیل الشیبانی) (۱۳۹) و (۱۴۰) الطب النبویؐ ۔ تحفتہ المودود فی احکام المولود (ابن القیم الجوزیہ) (۱۴۱) مغازی الواحدی (الواحدی) (۱۴۲) سیرۃ النبیؐ (الدمیاطی (۱۴۳) کتاب السیر (گازرونی) (۱۴۴) شرف المصطفیٰؐ (حافظ ابن الجوزی) (۱۴۵) الوثائق السیاسیہ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدہ (ڈاکٹر محمد حمید اللہ) (۱۴۶) امام الکلام وغیث الغمام (عبدالحیؒ لکھنوی) (۱۴۷) مطالب السئول فی آل رسولؐ (محمد بن طلحہ الشافعی) (۱۴۸) نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختارؐ (شیخ سید الشبلنجی) (۱۴۹) الواقح الانوار القدسیہ فی بیان العھود المحمدیہ (الشعرانی) (۱۵۰) الجامع للصغیر فی احادیث البشیر والنذیرؐ (جلال الدین السیوطیؒ) (۱۵۱) مجموعۃ صلواتُ الرسولؐ (خواجہ عبدالرحمٰنؒ) (۱۵۲) بُشری الکرام فی عمل المولد والقیام (انوار اللہ فاروقیؒ) (۱۵۳) الدین و تاریخ الحرمین الشریفین (عباس کرارۃ) (۱۵۴) تا (۱۸۰) نھایتہ السُول فی مناقب ریحانتہ الرسولؐ ۔ منتیہ الاذکیاء فی قصص الانبیاء ۔ حجتہ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلینؐ ۔ جامع المعجزات ۔

معراج النبی ۔ الدُر المنظم ۔ سیرت النبی (قلمی) ۔ کتاب النعت (نثر) ۔ مناقب الاخیار ۔ افضل الصلوات ۔ نسیم الریاض ۔ اَعلام النبوت ۔ بُردۃ محفوظ ۔ میلاد النبیؐ ۔ ومضات من نور المصطفیٰؐ ۔ جیش الرسولؐ ۔ الصارم ۔ رسائل التسعتہ ۔ المنحہ ۔ کتاب الاستیعاب ۔ فتح المتعال ۔ عقد الجوہر ۔ الزنجی بالقبول ۔ شرف الانام ۔ عزیز الحکم و دُرالکلم مجموعتہ مولود شرف الانامؐ ۔

(۲) سیرتِ نبیؐ پر فارسی کُتب

حضور انور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کی سیرت مبارک اور شمائلِ اقدس پر فارسی زبان میں بھی کئی کتابیں نثر اور نظم میں لکھی جا چکی ہیں ۔ ذیل میں دونوں صنفِ سُخن کی کتابوں اور مصنفوں کے نام تحریر کئے جاتے ہیں ۔

(۱) شواہد النبوۃ لتقویتہ یقین اہل الفتوۃ (عبدالرحمٰن جامی) (۲) معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ ۔ پانچ جلد (ملا معین کاشفی) (۳) نثر الجواہر فی تلخیص سیر ابی الطیب والطاہر (ملا علیم اللہ حسینی) (۴) نور الایمان (عبدالرحیم صفی پوری) (۵) مدارج النبوۃ (شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ) (۶) مدارج النبوۃ و درجات الفتوۃ (شاہ عبدالحق محدث) (۷) ۔ دیباچہ معارج النبوۃ (معین الدین ہروی) (۸) فارسی پارہ از طبقات ابن سعد (عبدالحمید اعظم گڑھی) (۹) جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب (شیخ عبدالحق محدثؒ) (۱۰) الدرر والمرجان (ملا علیم اللہ حسینی) (۱۱) سرور المحزون (شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) (۱۲) حلیۂ محمدی (غلام محمد شاہ) ۔ (۱۳) سنبلستان رحمت (محمد محسن کاکوروی) (۱۴) معجز مصطفیٰؐ (سید عبداللطیف قادری ذوقی) (۱۵) سیر و شمائل رسولؐ (علی بن حسین الکاشفی) (۱۶) مجموعہ ہدیۂ حبیب (محمد یعقوب) (۱۷) سراپائے حضرت محمدؐ (عارف) (۱۸) نور الانوار (۱۹) احوال معراج شریف (۲۰) معارج النبوۃ (۲۱) فضائل آنحضرت صلعم (۲۲) رسالۂ ولادت باسعادت حضرت رسول اللہؐ (۲۳) مراصدار تصنیہ فی شرح بردہ (۲۴) مثنوی

درغزوات النبی (۲۵) الکلام المبین فی آیت رحمتہ للعالمین (۲۶) بلوغ العلیٰ (۲۷) قصص الانبیاء (۲۸) سفر نامہ حرمین الشریفین (۲۹) تاریخ نبوی (۳۰) دیوان مظہر (مرزا مظہر جان جاناںؒ) (۳۱) دفتر رحمت المعروف دیوان صحو (حضرت آغا داؤد نقشبندیؒ) (۳۲) قصائد مرزا نصراللہ خاں فدائی (۳۳) دیوان محی (حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ) (۳۴) دیوان صابر (مخدوم علی احمد کلیری صابرؒ) (۳۵) دیوان انیس العشاق (حضرت سید محمد محمد الحسینی گیسودرازؒ) (۳۶) دیوان قلندر (حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ) (۳۷) دیوان سلطان باہو (حضرت سلطان باہوؒ) (۳۸) دیوان شمس تبریز (حضرت محمد بن ملک داد ملقب بہ شمس شرف الدین تبریزؒ) (۳۹) کلیات شمس تبریز (شمس الدین تبریزؒ) (۴۰) کلیات سعدی (مصلح الدین سعدی شیرازی) (۴۱) کلیات ظہیر فارابی (ابو نصر ظہیر فارابی) (۴۲) کلیات نظیری (لطیف استاد نظیری) (۴۳) کلیات امیر خسرو (حضرت امیر خسرو) (۴۴) کلیات عراقی (ملا شیخ عراقی) (۴۵) کلیات شہید (غلام امام شہید (۴۶) کلیات صائب (محمد علی صائب تبریزی) (۴۷) کلیات اسیر (مرزا جلال اسیر) (۴۸) کلیات سلمان (آقا مرزا محمد ملک) (۴۹) قصائد بدر چاچ (بدر الدین چاچی) (۵۰) قصائد عرفی (جلال الدین عرفی شیرازی) (۵۱) نفح الطیب من ذکر المنزل والحبیب (سید محمد اعظم حسین) (۵۲) دیوان خواجہ معین الدین چشتیؒ (حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ) (۵۳) مولود شریف منظوم (سید محمد نور بخش) (۵۴) قصائد جامی (عبدالرحمٰن جامی) (۵۵) نبی نامہ (۵۶) محمود نامہ (۵۷) گلستان مصطفائی (۵۸) اعجاز نبویؐ (۵۹) دیوان ظہیر (حکیم ظہیر فاریابی) (۶۰) ارشادات صاحب الصلوات (سید عبید اللہ) (۶۱) احیاء السنتہ (۶۲) گلدستۂ نعت (۶۳) تذکرۂ شق القمر (۶۴) حبیب السیر۔ دو جلد (غیاث الدین) (۶۵) حالات سرور کائنات (۶۶) دیوان محبوب (غلام محبوب سبحانی) (۶۷) دیوان واقف لاہوری (۶۸) دیوان نیاز (۶۹) دیوان نعتیہ (علی احمد فاروقی) (۷۰) روضتہ الاحباب فی سیرۃ النبی والاصحاب (عطاء اللہ حسینی) (۷۱) رسالہ قطب عالم (۷۲)

ر المومنین (۷۳) دیوان محمود (۷۴) عرف الجادی من جنان ہدی الھادی (صدیق
ن خاں) (۷۵) مغازی النبیؐ منظوم ۔

(۳) سیرتِ طیبہ پر اردو کتب

اردو زبان میں تاجدارِ مدینہ، والیٔ بطحیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم
حیاتِ طیبہ، اخلاقِ مبارک، سیرتِ مقدس، اسوۂ اطہر، شمائلِ اقدس، سوانحِ مطہر،
ن رسالت اور معجزات پر بے شمار طویل، اوسط اور مختصر کتابیں لکھی گئیں ہیں اور
یہ حال میں لکھی جارہی ہیں اور ان شاء اللہ قیامِ قیامت تک لکھی جاتی رہیں گی ۔ ہر
منف نے الگ الگ انداز میں سیرت نبوی پر اپنا قلم اٹھایا ہے ۔ نثر کے علاوہ نظم
بے شمار شعراء کے دیوان حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم کی نعت میں لکھے جاچکے ہیں
ر زمانۂ حاضر کے شعراء نعت نبوی لکھ رہے ہیں اور زمانۂ مستقبل کے شعراء بھی
ضورؐ کی شان میں اشعار لکھتے رہیں گے ۔ نعتیہ اشعار میں بھی سیرت رسول، اسوۂ
ول، شمائل رسول، اخلاق رسول اور معجزات رسول ہی بیان کئے گئے ہیں ۔ اس
رست میں کچھ شعراء کے دواوین کے نام میں نے شامل کئے ہیں ۔

ذیل میں نثری اور شعری کتب کے نام اور مصنفین کے نام تحریر کئے جاتے
ں (۱) سیرت النبیؐ ۔ چھ جلد ۔ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی ۔ (۲) اسوۂ رسول اکرمؐ
ڈاکٹر عبدالحیؒ) (۳) رحمۃ للعالمین ۔ تین جلد ۔ (سید سلیمان سلمان منصور پوری) (۴)
ن انسانیت ۔ (نعیم صدیقی) (۵) حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم ۔ تین جلد ۔ (علی
صغر چوہدری) (۶) حیات رسولؐ (علی اصغر چوہدری) (۷) مناہج النبوت ترجمہ مدارج
نبوت دو جلد (خواجہ عبدالحمید) (۸) تواریخِ حبیبِ اِلٰہ (مفتی محمد عنایت احمد) (۹)
معجزات نبی الورٰی ترجمہ، خصائص کبریٰ ۔ دو جلد (محمد عنایت احمد) (۱۰) شمائل
رسول (عبدالجبار خاں) نبی الھدیٰ ۔ تین جلد (غلام دستگیر انصاری) (۱۱) سیرت
رسول چار جلد (مرزا حیرت دہلوی) (۱۲ تا ۲۰) خیرالاذکار ۔ نورالابصار ۔ نجم الھدیٰ

(شاہ نقی علی خاں بریلوی) (۵۸) میلاد محمدیؐ (حافظ علی) (۵۹) انسان کامل (میر محمد اسحٰق
(۶۰) سیرت محمدیہؐ اردو ترجمہ مواہب اللدنیہ ۔ دو جلد (محمد عبدالجبار خاں) (۶۱)
آنحضرتؐ کا سلسلۂ نسب اور اہل کتاب (حمید الدین فراہی) (۶۲) الرحیق المختوم (صفی
الدین مبارک پوری) (۶۳) سیرت النبیؐ (مصباح الدین شکیل) (۶۴) زیارت النبی
بحالت بیداری (محمد عبدالمجید صدیقی) (۶۵) سیرت النبی بعد از وصال النبیؐ ۔ (عبدالمجید
صدیقی) (۶۶) میلاد النبیؐ (سید عبدالجبار) (۶۷) میلاد النبیؐ (فصیح الدین نظامی) (۶۸)
رسول اکرمؐ کا نظام جاسوسی (محمد صدیق قریشی) (۶۹) شان رسول عربیؐ (سلطان احمد پیر
کوٹی) (۷۰) آداب سنت (عالم فقیری) ۔ (۷۱) عید میلاد النبیؐ (سید محمد حبیب اللہ قادری)
(۷۲) تاریخ میلاد (عبدالشکور مرزاپوری) (۷۳) پیغمبر عالمؐ (عبدالصمد رحمانی) (۷۴)
شانِ محمدؐ کیا کہیے؟ شان غلاماں سن لیجئے (محمد جمیل الدین صدیقی (۷۵) رحمۃ للعالمینؐ کی
حیات طیبہ اور آپ کا اسوہ (خواجہ نصیر الدین قریشی) (۷۶) ہمارے رسولؐ (عابد نظامی
(۷۷) عرش کا جلوہ (بیکل اتساہی) (۷۸) اَوجِ عرش (اَوجؔ یعقوبی) (۷۹) صلِّ علیٰ (خواجہ
شوقؔ) (۸۰) آمنہ کا لال (راشد الخیری) ۔ (۸۱) شمائل رسول (شیخ یوسف نبہانی) (۸۲)
النبی الخاتم (سید مناظر احسن گیلانی) (۸۳) رسول اکرم معلم انسانیت (حبیب محمد الحسن
(۸۴) مولود شریف شہید (غلام احمد شہید) (۸۵) مولد شریف بہاریہ (غلام احمد شہید)
(۸۶) محامد خاتم النبینؐ (مفتی امیر احمد مینائی لکھنوی) (۸۷) مولد شریف (شیخ امام بخش
ناسخؔ) (۸۸) حدیقۂ میلاد (غلام دستگیر) (۸۹) اَسرار احمدی (کملی شاہ صفی پوری) (۹۰)
تائید محمد والقرآن (جان ڈیون پورٹ کی انگریزی کتاب کا ترجمہ) (۹۱) خدا کی رحمت
(شاہ سلامت اللہ) (۹۲) راحۃ القلوب فی مولد المحبوب (حافظ عبدالسمیع بیدل) (۹۳)
رسول کی عیدی (خواجہ حسن نظامی) (۹۴) تصویر نور (محمد فاروق ابن حافظ) (۹۵)
قصیدۂ بردہ شرح شمیمۂ وردہ (سید پاشاہ حسینی) (۹۶) خیابان آفرینش (مفتی امیر مینائی
لکھنوی) (۹۷) الخصائص الکبریٰ اردو ۔ دو جلد ۔ (جلال الدین سیوطیؒ کی عربی کتاب کا

نور الهدیٰ ۔ نور العینئین ۔ کحل العینئین ۔ معدن برکات ۔ سکینتہ القلوب ۔ منبع الاحزان (مصنف غلام محمد ہادی علی خاں لکھنوی)

(۲۱) رحمتِ عالم (سید سلیمان ندوی) (۲۲) رسول کی باتیں (احمد سعید) (۲۳) رسول اللہ (احمد سعید) (۲۴) رسول اللہؐ کے تین سو معجزات (احمد سعید) (۲۵) پیغمبر عالم (عبدالصمد رحمانی) (۲۶) رسول رحمت (ابو الکلام آزاد ۔ ترتیب غلام رسول مہر) (۲۷) وسیلۂ ظفر (حکیم محمد حفاظت حسین) (۲۸) سیرت پاک (بشیر احمد شارق) (۲۹) داعیٔ اسلام کی حیاتِ طیبہ (ابو سلیم محمد عبدالحیؒ) (۳۰) ساقیٔ کوثر (ابن عرفان) (۳۱) نبیوں کے حالات (محمد عبدالحی) (۳۲) شمائل رسول (یوسف بن اسمٰعیل) (۳۳) اخلاقِ رسول (اخلاق حسین قاسمی (۳۴) سراپائے رسول (اعجاز الحق قدوسی) (۳۵) اسوۂ حسنہ (امام ابن قیم) (۳۶) گلدستۂ نبوی (غائص بہلی) (۳۷) طب نبوی (حافظ اکرام الدین) (۳۸) طب نبوی اور جدید سائنس دو جلد (ڈاکٹر خالد غزنوی) (۳۹) شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن (مفتی احمد یار خاں) (۴۰) سیرت امام الانبیاء (سید محمد سعید الحسن شاہ) (۴۱) شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم (میاں عابد احمد) (۴۲) امداد اللہ العظیم فی میلاد النبی الکریم (نور الحسن رامپوری) (۴۳) تصویر نور (عزیز جنگ ولا) (۴۴) ذکر میلاد (محمد عبدالعزیز مہاجر) (۴۵) زبدۃ السیر فی احوال خیر البشر (محمد عبدالعزیز) (۴۵) عثمان البیان فی سیرت النبی آخر الزمان (الحاج محمد بن عبداللہ) (۴۷) روضتہ النعیم فی ذکر النبی الکریم (عبدالرحیم) (۴۸) یادگار عزیز (محمد عبدالعزیز) (۴۹) مجموعۂ ہدایت المتکلمین (میر محمد حسن علی محدث) (۵۰) شمائل مبارک (صدر یار جنگ) (۵۱) عہد نبویؐ کا اسلامی تمدن (سید رضی الدین) (۵۲) گلشن لمان در فضائل و خصائص نبی آخر الزماں (فرید الدین قریشی) (۵۳) ربیع الابرار فی مولد سید الابرار (عبیداللہ) (۵۴) سرور عالم (صدیق دیندار) (۵۵) سید الانبیاء (تھامس کار لائل کی انگریزی کتاب کا ترجمہ) (۵۶) ولادت نبویؐ (شیخ محی الدین وصفی) (۵۷) سرور القلوب فی ذکر المحبوبؐ

ترجمہ) (۹۸) شواہد النبوۃ اردو۔ (عبد الرحمٰن جامی کی فارسی کتاب کا ترجمہ) (۹۹) متاع نجات (صوفی سلطان شطاری) (۱۰۰) معدن البرکات فی ذکر صاحب البینات والمعجزات (غلام محمد ہادی علی خاں لکھنوی) (۱۰۱) نسیم طیبہ (نسیم قادری بستوی) (۱۰۲) میلادنامہ (سید عبداللہ شاہ نقشبندیؒ) (۱۰۳) مدینے کا پھول (مرزا شکور بیگ) (۱۰۴) امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری (امام احمد رضا خاںؒ) (۱۰۵) تحفۂ مقبول در فضائل رسول (حکیم رحمٰن علی خاں) (۱۰) سیرت سرور عالمؐ دو جلد (ابو الاعلیٰ مودودی) (۱۰۷) جواہر السیر فی محامد امام البشر (محمد قدرت حلیم) (۱۰۸) نور مبینؐ (حامد حسین بلگرامی) (۱۰۹) انوار احمدی (محمد انوار اللہ فاروقیؒ) (۱۱۰) الکلام المرفوع (محمد انوار اللہ فاروقیؒ) (۱۱۱) انوار محمدی (محمد امیر اکبر آبادی) (۱۱۲) غریبوں کا والی (محمد سعد اللہ) (۱۱۳) فوائد بدریہ (محمد صبغتہ اللہ) (۱۱۴) سیرت النبیؐ۔ سوال و جواب (سید غوث محی الدین) (۱۱۵) اصح السیر فی ھدی خیر البشر (عبد الرءوف (داناپوری) (۱۱۶) خیر المبین ترجمہ احسن التبئین (غلام دستگیر) (۱۱۷) ناصر المحسنین فی اخلاق سید المرسلینؐ (حکیم ناصر علی غیاث پوری) (۱۱۸) فضائل و آداب درود و سلام (عبد العلی مدراسی) (۱۱۹) ذکر حبیب (محمد شمس الدین شمس) (۱۲۰) طریق الصفافی مولد مصطفیٰؐ (عزیز الدین احمد نظر) (۱۲۱) خلق عظیم (محمد قطب الدین (۱۲۲) فلسفۂ لا الٰہ الّا اللہ اور فلسفۂ محمدؐ رسول اللہ (محمد جمیل الدین صدیقی) (۱۲۳) سرور کونین کی فصاحت (شمس صدیقی بریلوی) (۱۲۴) نقوش سیرت پانچ حصے (حکیم محمد سعید)۔ (۱۲۵) حضور انورؐ کے شام و سحر (حکیم سید قدرت اللہ حسامی) (۱۲۶) قرآن و حدیث کی پیشن گوئیاں (محمد اسمٰعیل سنبھلی) (۱۲۷) خُلق عظیم (محمد قطب الدین) (۱۲۸) گلدستۂ سنت (سید اصغر حسین) (۱۲۹) قصص القرآن۔ چار جلد (حفظ الرحمٰن سیوہاروی (۱۳۰) عربی میں نعتیہ کلام مع ترجمہ (عبداللہ عباس ندوی) (۱۳۱) عہد رسالت میں نعت (ارشاد شاکر اعوان) (۱۳۲) الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظمؐ (عبد الحق الٰہ آبادی) (۱۳۳) رسالۂ حیاۃ الانبیاء (جلال الدین سیوطیؒ کی عربی کتاب انباہ

الاذکیاء کا ترجمہ) (۱۳۴) شق القمر لمعجزۃ سید البشرؐ (حافظ محمد عبداللہ) (۱۳۵) اثبات الاخبار فی اعجاز سید الابرارؐ (احمد علی عبدالحلیم) (۱۳۶) تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلینؐ (احمد رضا خانؒ) (۱۳۷) معیار السنتہ لختم النبوۃ (محمد حسن خاں ٹونکی) (۱۳۸) عصمت النبی عن الشرک الجلی (محمد فیروز الدین سیالکوٹی) (۱۳۹) سلم الوصول الیٰ اسرار اسراء الرسولؐ (محمد ابراہیم سیالکوٹی) (۱۴۰) شعائر اللہ فی اثبات فضائل شعر رسول اللہؐ (محمد سلامت اللہ) (۱۴۱) معراج النبیؐ (سید احمد سعید کاظمی) (۱۴۲) میلاد النبیؐ (سید احمد سعید کاظمی) (۱۴۳) (۱۴۴) ختم نبوت کی حقیقت (مرزا بشیر احمد) (۱۴۵) اظہار نور نبوت (محمد جمیل الدین صدیقی) (۱۴۶) نور محمدیؐ (جمیل الدین صدیقی) (۱۴۷) ناموس رسالت اور قانون توہین رسالت (محمد اسمعیل قریشی) (۱۴۸) نبوت محمدیؐ پر بائبل کی گواہی (احمد دیدات کی کتاب کا ترجمہ ثروت جمال اصمعی نے کیا) (۱۴۹) انوار معارف احمد المرتضیٰ (سید عزیز اللہ قادری) (۱۵۰) رسول اللہؐ کے گستاخوں کا عبرت ناک انجام (سید خواجہ معز الدین اشرفی) (۱۵۱) انوار البھیۃ فی الاستعانۃ عن خیر البریۃ (برہان الدین قادری) (۱۵۲) ختم نبوت (سید ابوالاعلیٰ مودودی) (۱۵۳) تحفۂ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا (ایس ساجد اعوان) (۱۵۴) عقیدۃ الامت فی معنی ختم النبوت (خالد محمود) (۱۵۵) سیاحت الحرمین و بزیارت الثقلین (سید دلاور علی) (۱۵۶) دیوان نعتیہ (کمال شاہ محمد صادق الحسینی) (۱۵۷) دیوان محامد محمدی (غلام مصطفیٰ عشقیؔ) (۱۵۸) کلیات نعت (محمد نور الحسن ہردوئی) (۱۰۹) ذکر خفی فی مدح النبی (سعید الدین خفی) (۱۶۰) گلدستۂ نعت (نور اللہ قادری) (۱۶۱) شان محمدؐ (حمایت اقبال) (۱۶۲) نبی رحمتؐ (سید ابوالحسن علی ندوی) (۱۶۳) عکس سیرت (خلیل الرحمٰن) (۱۶۴) آفتاب عالم (صادق حسین سردھنوی) (۱۶۵) شہنشہۂ کونین (واجد سعدی کا نعتیہ کلام) (۱۶۶) گلشن نعت (سید عبدالرزاق قادری فقیرؔ) (۱۶۷) کلیات شائق (اعظم علی شائقؔ) (۱۶۸) تحیات ہادی (سید محی الدین قادری ہادیؔ) (۱۶۹) مواعظ ہادی حصہ اول (سید محی الدین قادری ہادیؔ

(۱۷۰) قصائد ۔ زار (زآر) (۱۷۱) علوم مصطفیٰ (احمد رضا خاں بریلویؒ) (۱۷۲) سیرت سید الانبیاء (مترجم محمد اشرف سیالوی) (۱۷۳) ہادیٔ عالمؐ (محمد ولی رازی) (۱۷۴) محمد رسول اللہؐ (محمد حنیف (۱۷۵) انسانِ کامل (مترجم سید اسرار بخاری) (۱۷۶) تاریخ مدینہ منورہ (محمد عبد المعبود) (۱۷۷) راحت القلوب ترجمہ جذب القلوب (حکیم عرفان علی) (۱۷۸) سیرت خاتم الانبیاء (مفتی محمد شفیع) (۱۷۹) جذب الاصفیا الی فضائل المصطفیٰؐ (سید محمد امین) (۱۸۰) القول المقبول فی علم غیب الرسولؐ (سید محمد امین) (۱۸۱) الخصائص الکبریٰ فی المعجزات خیر الوریٰؐ دو جلد (جلال الدین سیوطیؒ کی عربی کتاب کا ترجمہ ۔ مترجم مفتی غلام معین الدین نعیمی) (۱۸۲) رسول اللہؐ کے آخری ایام (نظام الدین مغربی) (۱۸۳) ولادت نبویؐ (ابو الکلام آزاد) (۱۸۴) خطبات حکیم الاسلام (محمد طیب قاسمی) (۱۸۵) بلاغ مبین (حفظ الرحمٰن سیوہاروی) (۱۸۶) جمال مصطفیٰ چار حصے (عبد العزیز عرفی) (۱۸۷) سیرت رسول اللہؐ دو حصے (سید نواب علی) (۱۸۸) اعلام النبوۃ (ابو الحسن الماوردی) (۱۸۹) مقالات تعلیمات نبویؐ (مرتبہ حکیم محمد سعید) (۱۹۰) نبی رحمتؐ (سید ابو الحسن علی ندوی کی عربی کتاب کا ترجمہ مترجم سید محمد الحسنی) (۱۹۱) تاریخ اسلام جلد اول (اکبر شاہ خاں نجیب آبادی) (۱۹۲) انبیائے قرآن (سید مرتضیٰ حسین فاضل) (۱۹۳) احسن الکلام (امان اللہ خاں ارمان سرحدی) (۱۹۴) الوحی المحمدی (مترجم سید رشید احمد) (۱۹۵) نہج الفصاحت (مترجم نصیر الاجتہادی) (۱۹۶) انیس المشتاقین الیٰ حیات سید المرسلینؐ (سید امین) (۱۹۷) خاتم النبیینؐ (محمد عظیم واعظ) (۱۹۸) تا (۲۰۵) تصدیق رسالت ، معراج الرسولؐ ، ماہ میلاد ، سیرت نبویؐ ، اثباتِ نبوت ، کلمات رسولؐ ، رسولؐ کی وصیت ، رسولؐ کی اطاعت (محمد عبد الوہاب عندلیب) (۲۰۶) کامل رسولؐ (محمد عظیم واعظ) (۲۰۷) سیرت النبیؐ (ضیاء الرحمٰن) (۲۰۸) حیات محمد صلعم حسین ہیکل کی کتاب کا ترجمہ ۔ مترجم امام خاں نوشہروی) (۲۰۹) سفر معراج (سید پاشاہ حسینی) (۲۱۰) تا (۲۱۲) اسوۂ حسنہ ۔ سیرت النبیؐ ، فرائضِ رسالت (حبیب الرحمٰن خاں

شیروانی) (۲۱۳) پیغمبر اسلامؐ (محمد سلیمان فاروقی) (۲۱۴) تا (۲۱۹) نور مبین، حُب رسولؐ
خَیرالاُمم، ذکرِ محبوب، مواعظِ محبوب (عبدالوہاب عندلیب) (۲۲۰) بشارات ظہور خاتم
النبینؐ (احمد عبدالقیوم صدیقی) (۲۲۱ تا ۲۳۰) میلادُالنبیؐ، معراجُ النبیؐ، معجزات رسولُ
اللہؐ، دیدارِ رسولُ اللہؐ، عشقِ رسولُ اللہؐ، شانِ رسولُ اللہؐ، آثار مبارکؐ، مسکرانا
سنت ہے، درود و سلام کے انوکھے فضائل، شریعت محمدیؐ (غلام نبی شاہ) (۲۳۱)
رسول کی باتیں (احمد سعید) (۲۳۲) رسول اللہ کے تین سو معجزات (احمد سعیدؒ) (۲۳۳)
سیاسی وثیقہ جات (محمد حمید اللہ کی کتاب کا ترجمہ۔ مترجم امام خاں نوشہروی) (۲۳۴)
رسالاتِ نبویہ (عبدالمنعم) (۲۳۵) دربارِ رسول کے فیصلے (حکیم عبدالرشید) (۲۳۶)
عدالتِ نبویؐ کے فیصلے (عبداللہ القرطبہ) (۲۳۷ انسانِ کامل (خالد علوی) (۲۳۸)
حدیث دفاع۔ نبی اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں (محمد اکبر خاں) (۲۳۹) رسول
کریم فی قرآن عظیم۔ (شمس الدین) (۲۴۰) سرور کائناتؐ (سید امیر علی) (۲۴۱) اقبال
اور عشق رسالت مآب (سید عبدالرشید) (۲۴۲) اقبال کا نعتیہ کلام (شیخ محمد اقبال)
(۲۴۳) نصائح نبویؐ (محمد عاشق الٰہی) (۲۴۴) امراضِ جلد اور علاج نبویؐ (ڈاکٹر خالد
غزنوی) (۲۴۵) رسول اللہؐ کا طریقۂ نماز (سلیمان قاسمی) (۲۴۶) اور (۲۴۷) رسول اکرمؐ
کی دوائیں اور ماڈرن فارماکولوجی اور علاج معالجہ میں نبویؐ ہدایات (حکیم سید قدرت
اللہ حسامی) (۲۴۸) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیبؐ (اشرف علی تھانوی) (۲۴۹) سیرت
المصطفیؐ (محمد ادریس کاندھلوی) (۲۵۰) عمدۃ الاخبار فی مدینتہ المختار (احمد بن عبدالحمید
عباسی) ۲۵۱ تا ۲۵۴) رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی۔ عہد نبوی کا نظامِ حکمرانی۔ عہد نبویؐ
کے میدان ہائے جنگ۔ عہد نبوی کا نظام تعلیم (ڈاکٹر حمید اللہ صدیقی) (۲۵۵) سیرت
پاک (بشیر محمد شارق) (۲۵۶) ظہور نور (سید مناظر احسن گیلانی) (۲۵۷) مجالستہ النبیؐ
(عبدالستار ٹونکی) (۲۵۸) فتاویٰ میلاد شریف (احمد علی و رشید احمد) (۲۵۹) میلاد نامہ
اور رسول بیتی (خواجہ حسن نظامی) (۲۶۰) میلاد اکبر (محمد اکبر خاں) (۲۶۱) مرقعِ رحمت

یعنے سراپائے اقدس (عبدالرءوف شوق) (۲۶۲) نظام مصطفیٰ (شمس بریلوی) (۲۶۳) ارشاداتِ رسول اکرمؐ (حامدالرحمٰن صدیقی) (۲۶۴) الکلامُ المبین فی آیات رحمۃ للعالمین (محمد عنایت احمد) (۲۶۵) انوار الھدیٰ (شیخ احمد) (۲۶۶) اَسرار الھدیٰ (سید جوہر علی) (۲۶۷) اَنفاس الاکابر قصیدہ بردہ حِزب البحر (نعیم اللہ) (۲۶۸) اتباعِ سنت (مرزا داوٗد بیگ) (۲۶۹) میلاد محمدیؐ (محمد قیام الدین) (۲۷۰) احادیث قُدسیہ مترجم (محمد خلیل الرحمٰن) (۲۷۱) بدر الدجیٰ۔ (شیخ احمد) (۲۷۲) پیغام محمدیؐ (محمد علی کانپوری) (۲۷۳) مَغازی الصادقہ و مغازی الرسولؐ (لبشارت علی) (۲۷۴) سیرت محمدیہؐ (مرزا حیرت) (۲۷۵) سیرت الرسولؐ (مرزا حیرت) (۲۷۶) معجزات نبی الوریٰ (عبدالجبار) (۲۷۷) قانون محمدیؐ (محمد غوث الدین) (۲۷۸) کعبۂ دل (عارف نعمانی) (۲۷۹) مدنی زندگی اور غزوات اسلام (عبدالقیوم ندوی) (۲۸۰) سیرتِ فخرِ دوعالمؐ (عطاء اللہ پالوی) (۲۸۱) حیاتِ سرورِ کائناتؐ (ملا واحدی) (۲۸۲) مدینے کے انوار (مرزا شکور بیگ) (۲۸۳) معراج کمال (غازی الدین صدیقی) (۲۸۴) تنویر مَشیت (خورشید جنیدی) (۲۸۵) مکمل تاریخ اسلام (مفتی شوکت علی فہمی) (۲۸۶) پیغمبری غذائیں (حافظ نور احمد) (۲۸۷) و (۲۸۸) رحمت دوعالمؐ۔ رسولؐ کی دعائیں (سید کلیم اللہ حسینی) (۲۸۹) تجلیاتِ رسالت (علی افسر) (۲۹۰) گنجینۂ درود شریف (سید شمس الدین قادری) (۲۹۱) انتخابِ حدیث (غفار حسن ندوی) (۲۹۲) سرورِ عالمؐ (سید سعید الدین حسینی سید) (۲۹۳) لمعۂ نور (جنید حسینی) (۲۹۴) رہبر زندگی مع طب نبویؐ (سعید الحسن شاہ) (۲۹۵) ساقئ کوثر (ابن عرفان) (۲۹۶) نوری میلاد نامہ (سید نوری شاہ) (۲۹۷) چہل حدیث (محمد عبدالکریم) (۲۹۸) نور الھدیٰ (حضرت سلطان باہوؒ) (۲۹۹) نور النور (غوث علی شاہؒ) (۳۰۰) نذرانۂ عقیدت دربارگاہ نبوتؐ (حکیم محمد اختر) ۔ (۳۰۱) تا (۴۳۰) قُرۃ العُیون شرح سرور المحزون (چھ جلد) ۔ ریاض الازہار فی احوال سید الابرارؐ ۔ الکلام المبین فی معجزات سید المرسلینؐ ۔ خیر البیان فی مولد سید الانس والجانؐ ۔ بیان المحمود فی ذکر ولادت النبیؐ

المسعود ۔ آیتِ رحمت فی ثبات شفاعت ۔ فتاویٰ بے نظیر در نفی مثل آنحضرتؐ
بشیر و نذیر ۔ نزہتہ القلوب فی مدیح المحبوب ۔ سرور عالم کا شانہ ، مبارک میں ۔ مغازیٔ
آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم ۔ سیرت رسول عربیؐ ۔ دوسرا مدینہ ۔ اعجاز محمدیؐ ۔
اورادالنبیؐ ۔ رسول مقبولؐ کی دعائیں ۔ تعلیمات رسولؐ ۔ معجزات خیرالانامؐ ۔ سیرت
سرور عالمؐ ۔ رسول کریمؐ کی جنگی اسکیم ۔ سید انسانیت ، غزوات رسول اللہؐ ۔ غزوات
مقدس ۔ معاشرت النبیؐ ۔ اتباعِ رسولؐ ۔ حضور اکرمؐ کی نماز ۔ مہر نبوت ۔ صلوۃ النبیؐ
مختصر سیرت النبیؐ ۔ پیغمبر اعظم و آخر ۔ دُرِ یتیم ۔ رسول اللہؐ کی دعائیں ۔ رسول اللہؐ کی
پیش گوئیاں ۔ رسول اللہؐ کی صاحبزادیاں ۔ رسول اللہؐ کی نعتیں و سلام ۔ نصائح رسول
کریمؐ ۔ اذکار مقبول اعنی اعمال الرسولؐ ۔ تحفۂ درود ۔ تحفۂ مقبول در فضائل رسولؐ ۔
سیرت خیرالبشرؐ ۔ نہج الفصاحت ، شان رسولؐ ۔ حُب رسولؐ ۔ بیان معجزات القرآن ۔
معجزۂ شق القمر ۔ گلدستۂ محسن ۔ ارمغان نعت ۔ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ و سلم (شیخ
محمد بن علوی کی عربی کتاب کا ترجمہ) ۔ ذخائر محمدیہ (شیخ محمد بن علوی کی عربی کتاب کا
ترجمہ) ۔ اصلاح فکر و اعتقاد) (مترجم یس اختر مصباحی) ۔ علم خیرالانام ۔ سنت خیرالانام ۔
کھانے پینے کی سنتیں ۔ آدابِ سنت ۔ فیضانِ سنت ۔ نظام مصطفیٰؐ ۔ دین مصطفیٰؐ ۔
روضۃ النعیم فی ذکر نبی کریمؐ ۔ المعجزات ۔ ارمغان بے بہا ۔ بستان تصوف ۔ ذکر
جمیل ۔ ذکر حبیبؐ ۔ ذکر محبوب ۔ معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ و سلم ۔ موئے مبارک
ختم نبوت ۔ بے مثل بشر ۔ سیرت و صورت صلی اللہ علیہ و سلم ۔ اقوال نبی صلی اللہ
علیہ و سلم ۔ نور نامہ ۔ شمائل نامہ ۔ معراج نامہ ۔ اعجاز نامہ ۔ فضائل نامہ ۔ وفات
نامہ ۔ مدحیہ پیغمبری ۔ نغمۂ ادراک ۔ مولود شریف مع فضائل چہار یار ۔ سیرت المختار
سیرتِ تجلیات ۔ سیرت نبویؐ کا پیغام ۔ قائد انسانیتؐ ۔ سرور انسانیتؐ ۔ اخبار النبیؐ
(ترجمہ طبقات ابن سعد) ۔ حیات محمدؐ صلی اللہ علیہ و سلم ۔ رسول رحمتؐ ۔ پیغامبر ۔
حیاتِ طیبہ ۔ فصاحتِ نبویؐ ۔ شمع ہدایت ۔ آدابُ النبیؐ ۔ الرسالات نبویہ ۔ تاریخ

مدینہ وجدہ ۔ غزوات خاتم الرسل ۔ انوار انبیاء ۔ پیارے نبی کی تعلیم ۔ پیارے نبیؐ کے پیارے حالات ۔ پیغمبر علیہ السلام اور تعلیم الاسلام ۔ خاتم النبینؐ ۔ سرکار کے حالات ۔ سرکار کی ہدایت ۔ رسول خدا محمدؐ مصطفیٰ کا ذکر ۔ رسول کریمؐ اور آپ کی تعلیم ۔ رسالۂ حیات الانبیاء ۔ رسولؐ اللہ ۔ اقبال اور عشق رسولؐ ۔ سرکار دو عالمؐ کے معمولاتِ عامہ ۔ دربارِ رسالت کے فرمان ۔ مدح نبیؐ ۔ مجموعۂ اور اد وظائف بر سورہ قرآنیہ وادعیۂ نبویہؐ ۔ نسب نامۂ رسول مقبول صلعم ۔ تحفۃ المحبین فی اجزاء سید المرسلینؐ ۔ البلاغ المبین فی اتباع خاتم النبینؐ ۔ السکینتہ باخبار المدینہ ۔ اخبار محمدؐی ۔ اسرار النبوت ۔ حلیۂ محمدؐی ۔ ریاض الازہار احوال سید الابرارؐ ۔ شرح محمدیؐ (دو حصے) ۔ حسنات العارفین ۔ مغازی الصادقہ ۔ کحل البصر ۔ مظہر النور ۔ مجموعۂ نظم الضیاء ۔ مولود شریف جدید ۔ مکتوب محمدؐی ۔ معالجات نبویہ (۳ حصے) گلدستۂ نعت پاک ۔ ہمارے نبی ۔ دیوان عاشق ۔

کتابوں کی درج بالا فہرست میں کچھ عربی کتب کے نام اردو کی فہرست میں اور کچھ اردو کتب کے نام عربی میں شائد آگئے ہیں ۔ لیکن اس سے فرق نہیں پڑتا کیونکہ ساری کتب سیرت کی ہی ہیں ۔ اس فہرست میں ایک نادر کتاب "ہادیؐ عالمؐ" کا نام بھی ہے جس کے مصنف محمد ولی رازی پاکستانی ہیں جنھوں نے چار سو صفحات پر مشتمل غیر منقوط سیرت النبیؐ لکھی ہے ۔ پوری کتاب میں کہیں بھی نقطے والے الفاظ استعمال نہیں کئے گئے البتہ زیریں حاشئے کی تشریح میں نقطے ہیں "ہادیؐ عالمؐ" کے چند سطور ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں ۔ نبوت کے عنوان میں لکھتے ہیں ۔ "وحی اول کی آمد" اللہ اللہ کرکے وہ لمحۂ مسعود اور وہ امر الہیٰ آکے رہا کہ اس کی آمد کی اطلاع اہل عالمؐ کو رسولوں کے واسطے سے دی گئی ۔ اللہ کی رسول کی عمر ساٹھ کم سو سال ہوئی ۔ اک سحر کو وہ حرا کی گود کو معمور کئے محو دعا والحاح ہوئے ۔ اللہ کا حکم ہوا اور ملائک کے سردار امر وحی لے کر آئے اور سرور عالم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کو سلام کر کے کہا کہ "اے

ول! اللہ کے اس کلام کو کہو۔ رسول اکرمؐ کے دل کو ڈر سا طاری ہوا اور کہا "اے سردار
ئک! اُمی ہوں"۔ اسی طرح دہرا کر کہا کہ "اُمی ہوں"۔ سردار ملائک آگے آئے اور صدر
دلؐ کو گلے لگا کر کہا "اے رسول! اس کلام کو کہو" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کلام
ن کے اس حصے کو کہہ کر مسرور ہوئے" (ہادیٔ عالم)

(۴) مختلف زبانوں کے کتب

عربی، فارسی اور اردو کے علاوہ سیرتِ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسری
ی زبانوں میں مسلمانوں کی تحریر کردہ کتابیں ملتی ہیں جیسے انگریزی، ہندی، تلنگی، ٹامل،
یالم، بنگالی، پشتو، کشمیری، سندھی، کنڑی، مراٹھی وغیرہ۔ علاوہ ازیں دنیا کی مشہور زبانوں
یسے فرانسیسی، جرمن، روسی، چینی، جاپانی، ملایائی اور ترکی وغیرہ میں بھی سیرتِ نبوی
ملی اللہ علیہ وسلم پر کئی کتابیں موجود ہیں۔ ذیل میں صرف انگریزی، ہندی اور تلنگی
بان کی کچھ کتابوں اور مصنفوں کے نام تحریر کئے جاتے ہیں۔

(1) "Introduction to Islam" by Muhammed Hameedullah.
(2) "Muhammad the Prophet" and
(3) "Muhammad and christ" by Muhammed Ali.
(4) "Muhammed in the Hadees" by Mirza Abul Fazl.
(5) "Muhammad the Holy Prophet" by Fazl Ahmed.
(6) "Essays of the life of Muhammed" by Syed Khan Bahadur Ahmed
(7) "The life of Muhammed" by Muhammed Husain Haikal.
(8) " The life of Muhammed" by Abdul Hameed Siddiqui.
(9) "The life of the Prophet" by Mustafa Sabaai.
(10) The living Thoughts of the prophet Muhammed"by Muhammed Ali
(11) "Acritical Examination of the life and Teachings of Mohammed" by Syed Ameer Ali.

(12) "The Sayings of Prophet Muhammed by Muhammed Amin.
(13) "An Nabiur-Rahmath" by S. Abul Hasan Nadni.
(14) "Uswai Rasool-e-Akram" by Dr. Muhammad Abdul Hai.
(15) "The Eternal Message of Muhammed" by Abdur Rahman Azzam.
(16) "Muhammad in Islam" by Muhammad Abdullah Daraz.
(17) "The Prophet and his Message" by Khalifa Abdul Hakim.
(18) "Muhammad the prophet" by M.Maher Hamadeh.
(19) Muhammad the Benefactor of Humanity" Rahman Ali Hashmi.
(20) Prophet Muhammad and His Mission" by Akhtar Husain.
(21) "The Last Messanger with A lasting Message" by Ziauddin Kirmani.
(22) "The Spirit of Islam" by Syed Ameer Ali.
(23) "Muhammad as Depicted in The Quran" by Ali Musa Raza Muhajir.
(24) "The Prophet as the world's Great lawgiver" by Parveen Shaukat Ali.
(25) "The Ideal World Prophet" by Fazlul Karim.
(26) "Outlines of Mohammadan Law" by A.A. Fyzee Asaf.
(27) "Principles of Mohammadan Law" by D.F. Mulla.
(28) "Sayings of Mohammed" by Ghazi Ahmed.
(29) "Mohammed The Holy Prophet" by Hafiz Gulam Sarwar.
(30) "The Maxims of Mohammad" by Inam Ullah Khan.
(31) "the Arabian Prophet his Message and Achivments" by Mohiuddin Ata.
(32) "A Manual of Hadith" by Muhammad Ali.
(33) "Life of the Prophet at Mecca as Reflected in Contemporary Poetry" by M.A. Moid Khan.
(34) "Principles of Mohammadan Law" by M.Hidayatullah.
(35) "Tazkar-i-Mohammad" by Mohammad Saeed.
(36) "The Life of Mohammad" by Hafiz Ghulam Sarwar.
(37) "The Battle Fields of the Prophet Mohammed" Dr.M.Hameedullah.
(38) "Mohammad the Prophet" by F.K.Khan Durrani.
(39) "Apolitical History of Muslims & Prophet" by S.M.Imamuddin.
(40) "The Arabian Prophet" by Ata Mohiuddin.
(41) An Easy History of the Prophet of Islam" by Muzaffaruddin Nadvi.
(42) "Payambar" by ZainulAbidin.
(43) "Allamah shibli's Siratun Nabi" by Fazlur Rahman.

(44) The Sayings of Muhammad" by Abdullah Al Mamun Suharwardy.
(45) "The Shadowless Prophet of Islam" by S.Abdul Wahab.
(46) "Prophet's Life" by Muhammad Ashraf.
(47) "The Benefactor" by S.Waheeduddin.
(48) "Mohsin-E-Azam" by Faiz Ahmed Faiz.
(49) "Wisdom of Prophet Muhammad" by Muhammad Amin.
(50) Salatun Nabi.
(51) The Pre-Islamic period of Siratun Nabi.

کچھ ہندی کتابوں اور مُصنفین کے نام یہ ہیں۔

(۱) جیونی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (محمد عنایت اللہ سبحانی) (۲) قرآن اور پیغمبر (ابوالاعلیٰ مودودی) (۳) ہمارے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم (عابد نظامی) (۴) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوتر جیونی تتھا سندیش (ابو سلیم محمد عبدالحی) (۵) میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (غلام نبی شاہ) (۶) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جیون پریچے (۷) نبیوں کے حالات۔ کچھ تلنگی زبان کی کتابوں اور مصنفوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) مہاپراوکتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ابو سلیم محمد عبدالحی) (۲) مُنا پیغمبر (سید نوراللہ قادری) (۳) ہر ودو بالا وجیتا (محمد تقی الدین) (۴) پُوتر قرآن پریچے یم (مترجم محمد عزیز الرحمٰن) (۵) آدرش مہیلا حضرت عائشہؓ (مترجم اقبال احمد) (۶) اسلام میچی نامہارلو (اقبال احمد) (۷) مسجد ویادستھا (اقبال احمد) (۸) فقہ الاسلام (عبداللہ رحمانی) (۹) اسلام دھرم شاسترم (مترجم ابوالعرفان) (۱۰) نماز پستکم۔ ان کتابوں کے علاوہ بے شمار کتابیں ہندی اور تلنگی زبانوں میں ہیں۔

(۵) سیرتِ رسولؐ پر غیر مسلموں کی کتابیں

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فخرِ موجوات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر مسلمانوں کے علاوہ کئی ہندوؤں اور انگریزوں نے مختلف عنوانات کے تحت کتابیں لکھی ہیں۔ ذیل میں چند کتابوں اور مصنفوں کے نام تحریر

کئے جاتے ہیں۔

(۱) سیرتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فارسی کتاب "انیس العاشقین" (رتن سنگھ زخمی) سیرت پر اردو کتب (۱) عرب کا چاند" (سوامی لکشمن جی مہاراج) (۲) حضرت محمد اور اسلام" (پنڈت سندر لال)۔

انگریزی زبان میں سیرتِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار انگریزوں اور کچھ ہندوؤں نے کتابیں لکھی ہیں۔ دنیا کے مشہور ملکوں کے مصنفوں نے سیرت پر مختلف زبانوں، جرمن، فرانسیسی اور چینی میں بھی کتب لکھے ہیں۔ چند کتابوں کے اور مصنفوں کے نام مع سنِ طباعت ذیل میں دیے جاتے ہیں۔

(1) "Heros and Heros Worship" by Thomas Carlyle (1846).
(2) "The Life of Mohammet" by Sir Willan Muir.4 Volumes (1858 A.D.).
(3) "Da Leben and die Lehre des Mohạmmed" by A.Sprenger.
3 Volumes (1816 A.D.).
(4) "Mohammad and Mohammadesim" by Bosioorth Smith (1875).
(5) "Mohammed" by H. Grimme" (1892A.D).
(6) Muhammedi's liv" by F.Buhl" (1903).
(7) "Mohammed and the rise of Islam" by D.S.Margoliouth. (1905).
(8) "Annali dell Islam" by L.Caetari 3 Volumes (1905).
(9) "Aspects of Islam" by D.B. Macdonald
(10) "Mohammedanism" by S.C. Hargronje (1916).
(11) "Die person Mohammeds in lehre and Glamber Seiner Gemeide"
by J.T.Andrae (1917).
(12) The Life of Mhaoment" new edition by T.H. Weir 4 Volumes (1923).
(13) "Mystical Elements in Mohammed" by J.C.Archer (1924).
(14) "Lạ vide Mahomet" by E.Dermen gham (1929).
(15) "La vie de Mahomet" English translation (1930).
(16) "Muhammed's liv"-Davish-German translation (1934).
(17) "Mohammed the Man and his Faith" by Tor Andrar (1936).
(18) "Le Probleme de Mahomet" by R.Blachere (1952).
(19) "Muhammad At Mecca" by W.Montgomery Watt. (1953).
(20) "Shoter Incyclopaedia of Islam" by F. Buhl (1953).
(21) "Sirat Rasul Allah" translation of Ibn Ishaq's book
by A. Guillaume (1955).

(22) "Muhammad At Madina" by W.M.Watt. (1956).
(23) Mahomet at la tradition islamicque" (1957).
(24) "Mahomet" by M.Gaudefroy-Demomlynes (1957).
(25) Mahomet et la tradition islamique". English translation (1958).
(26) "The Life of Muhammed" by Alex Lewasen.
(27) "The Life of Muhammed" by sir William Meuor.
(28) "The Life and Feachings of Mohammed" by Anne Baint.
(29) Mohammed Rasul Allah by "John Joc Walik".
(30) "Social Laws of the Quran" by Dr. Roleestson.
(31) "History of the Arab" by Prof Stadio.
(32) "History of the Arabs" by Prof. Philip K. Hitti (1949).
(33) "Encyclopadia Britanica. Volume No.15 Page. 639.
(34) The Encyclopaedia Americana. Vol.19 P.292.
(35) The world book Encyclopaedia.Vol.13. P.684.
(36) "The 100" by Michal H.Hart.
(37) "Mohammedanism" by H.A.R. Gibb (1949).
(38) "The Life of Muhammad" by Alfred Guillume.
(39) "Mohammad and The Islamic Tradition" by Emil Dermenghan.
(40) "Muhammad" by H.A.R. Gibb & J.H. Kramers.
(41) "The Life and the Times of Mohammad" by John Bagot Glubb.
(42) "The Origins of Mohammadan Juris Prudence" by Joseph Schacht.
(43) "Muhammad" by James Hosting.
(44) "Muhammad's Challenge" by Marhall G.S. Hodgson.
(45) "Things Mohammad Did for Women" by Pierre Carbites.
(46) "Muhammad the Educator" by Robert L.Gulick.
(47) "Hadith and Sunna" translated by S.M. Stern & C.R.Barber.
(48) "Mohammadanism" by T.W.Weir.
(49) "Mohammad Prophet and Statesman" by W.Montgomeny Watt.
(50) "Essay on Mahommed's place in the Church by De Bunsen.
(51) "Muhammed the Prophet of Islam" by Prof. K.S.Rama Krishna Rao.
(52) "The Shaping of the Arabs" by Joel Carmichad.
(53) "An Apology for Mohammed and the Koran" by John Dauen Port.
(54) "Islam in the Modern History" by wilfred cantwel Smith.
(55) "Mohammad and His Religion" by Arthur Jeffery.
(56) "Mahomet and His Successors" by A.Henry.
(57) "Muhammad and His power" by P.Delaey.
(58) " Life of Mahomet by Washington Irving.
(59) "The prophet and Islam" by Stanley Lane poole.
(60) "Life and Religion of Mohammad" by J.L.Merrick.

(61) Mohammed, prophet of the Religion of Islam" by Edgar Royston pike.
(62) "Mohammed" by Maxime Rodinson.
(63) "Life of Mohammad from Original Sources" by Aloys Sprenger.
(64) "Islam and It's Founder" by J.W.Hampson Stobart.
(65) "A Modern Arabic Biography of Muhammad" by An tonie wessels.
(66) Muhammad the Apostle of God". by George Widengren.
(67) Muhammad Prophet and Statesman" by W.M.Watt.
(68) "The Messenger" by Ronald victor.
(69) "The Life of Mohammed" by R.George Bush.
(70) Founder of the Religion of Islam" by R. George Bush.
(71) "Mahomet Founder of Islam" by G.M. Draycott.
(72) "Mohammed, A Biography" by Essad Bay.
(73) "An Autobiography of Mohammed" by H. Frank Eorter.
(74) "The Life of Prophet Mohammad" by A.A.Galwash.
(75) "New Light on the Life of Muhammad" by Alfred Guillaume.
(76) "The Buddha, The Prophet and the Christ" by F.Hada way Hilliard.
(77) "The Arabian Prophet" (in chinese language) by Lin Chai Lien.
(78) "The Li fe of Mohammed from Chinese and Arabic Sources" (in Chinese language) by liu Chai Lien.
(79) "The Study of Muhammed".
(80) An Evaluation of Muhammed Prophet and Man.
(81) Muhammed in the Quran and other Quranic Studies...

یہاں تقریباً ساڑھے آٹھ سو کتابوں کے نام لکھے گئے ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق یہ تمام نام ایک فیصد یا اس سے بھی کم ہیں۔ سیرتِ رسول اور دیگر متعلقہ عنوانات پر ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ میں سو۱۰۰ یا دو۲۰۰سو نام پر اکتفاء کرسکتا تھا مگر مجھے ان کم دماغ والوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ کسی بشر پر نہ اتنی کتابیں لکھی گئیں نہ لکھی جائیں گی۔ اگر کوئی اپنے دعوے میں سچا ہے تو اپنے کسی رہبر پر لکھی گئی کتابوں کے صرف ایک سو نام پیش کردے، ایک سو کیا پچاس نام بھی پیش کرنا مشکل ہے۔ یہ تو خیر البشر اور افضل البشر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس ہی ہے جن پر پہلی صدی ہجری سے موجودہ صدی ہجری تک ہزاروں کتب لکھے گئے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک لکھے جاتے رہیں گے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی عربی کتاب " الوثائق السیاسیہ فی العھد النبوی والخلافۃ الراشدۃ" کے اردو مترجم ابو یحیٰی امام خاں نوشہروی نے بالکل صحیح لکھا کہ "رہبرانِ دین وملت کی سوانح اور سیرت مختلف انداز سے قلمبند ہوتی رہتی ہیں ان میں جو برتری نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اس میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حریف نہ نکلا۔ مستقل سوانح و سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا احادیث کے مجموعے میں ہر ایک کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے کردار کا مرقع ہے۔ عبادات و معاملات وعقائد و غزوات وفتن و فضائل کون سا باب اور فصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے سے مزین نہیں" (سیاسی وثیقہ جات)۔

غور وفکر کی نظر سے دیکھا جائے تو سیرتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ سب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی وجہ سے لکھی گئی ہیں جیسے تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض، اُصولِ تفسیر، اصولِ حدیث، اصولِ فقہ، اَسماء الرِجال، تاریخِ اسلام، قصص الانبیاء، سیرتِ اُمہات المومنین، سِیر الصحابہ، سِیر ائمہ، سوانح اولیاء اللہ، نعتیں، منقبتیں، مِدحتیں، تہنیتیں، عَروض، بلاغت، بدیع، بیان، معانی، طِب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن و حدیث اور سائنس، اسلام اور جدید علوم وغیرہ غرض جس موضوع پر جتنی کتابیں اب تک طبع ہو گئی ہیں اور جتنی قلمی کتابیں لکھی گئی ہیں ان کا مرکز اور مَبدا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک ہی ہے۔ اگر ان تمام عنوانات کی کتابیں شمار کی جائیں تو گنتی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں میں پہنچ جائے گی۔

یہ بات سامنے رکھ کر میں اُن کم عقلوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا کسی اور بشر کی وجہ سے اتنی لاتعداد کتابیں طبع ہو سکتی ہیں۔ ہر گز نہیں۔ یہ تو خَیرُ البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے جن کے باعث بے شمار کتابیں شائع ہوئی ہیں اور اِنْ شَاءَ اللہ قیامت تک لکھی اور چھپتی جائیں گی۔

(دلیل ۱۸) "خیر البشر کی اعلیٰ صفات اور بشر کی اَرذل صفات"۔

خیر البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنے والے کم عقل مسلمان ذرا اس بات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ ہر بشر میں کچھ نہ کچھ بری صفات ضرور ہوتی ہیں جنھیں اَرذل صفات کہا جاتا ہے۔ ذیل میں بشر کی چند بری صفتیں بیان کی جاتی ہیں۔ بشر جھوٹا ہوتا ہے، بشر خائن ہوتا ہے، بشر حاسد ہوتا ہے، بشر قاتل ہوتا ہے، بشر زانی ہوتا ہے، بشر شرابی ہوتا ہے، بشر شرک کرتا ہے، بشر کفر کرتا ہے، بشر دل آزاری کرتا ہے، بشر غیبت کرتا ہے، بشر امانت میں خیانت کرتا ہے، بشر وعدہ خلافی کرتا ہے، بشر فحش کلامی کرتا ہے، بشر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، بشر حق تلفی کرتا ہے، بشر اپنے والدین سے برا سلوک کرتا ہے، بشر اپنی بیوی سے بدسلوکی کرتا ہے، بشر اپنی دو بیویوں میں انصاف نہیں کرتا، بشر اپنی اولاد پر ظلم کرتا ہے، بشر اپنی اولاد سے ناانصافی کرتا ہے، بشر اپنے پڑوسیوں کو ستاتا ہے، بشر اپنے رشتہ داروں کو تکلیف پہنچاتا ہے، بشر اپنے اَعزہ سے قطع تعلق کرتا ہے، بشر طَعن کی باتیں کرتا ہے، بشر جھوٹی قسم کھاتا ہے، بشر جھوٹی گواہی دیتا ہے، بشر بیجا غصہ کرتا ہے، بشر غصہ میں کفر کے کلمات بکتا ہے، بشر کُفران نعمت کرتا ہے، بشر بے گناہوں پر بہتان باندھتا ہے، بشر دھوکہ دیتا ہے، بشر ظالم ہوتا ہے، بشر کینہ رکھتا ہے، بشر احسان جتاتا ہے، بشر احسان فراموش ہوتا ہے، بشر ریاکاری کرتا ہے، بشر تکبر کرتا ہے، بشر اپنے اوقات برباد کرتا ہے، بشر لَہو ولَعِب میں اپنا وقت گزارتا ہے، بشر اپنی زبان سے لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہے، بشر اپنے ہاتھوں سے لوگوں کو تکلیف دیتا ہے، بشر اللہ کی یاد سے غفلت کرتا ہے، بشر انتقام لیتا ہے، بشر وَہمی ہوتا ہے، بشر بے جا رُسومات ادا کرتا ہے، بشر فتنہ و فساد برپا کرتا ہے، بشر لالچی ہوتا ہے، بشر قناعت سے کام نہیں لیتا، بشر نصیحت کو قبول

نہیں کرتا، بشر حق گوئی سے دور رہتا ہے، بشر کا ظاہر و باطن الگ ہوتا ہے، بشر دوسروں پر بیجا تنقید کرتا ہے، بشر رَواداری سے کام نہیں لیتا، بشر اِستقلال سے کام نہیں لیتا، بشر اپنے عِلم، حُسن، دولت، نسب اور عہدے پر غرور کرتا ہے، بشر کنجوسی کرتا ہے، بشر گناہ پر گناہ کرتا ہے، بشر گناہوں پر جما رہتا ہے، بشر دوسروں سے تعاون نہیں کرتا، بشر اپنے حقوق کی پائمالی کرتا ہے، بشر گناہوں کی طرف جلد مائل ہوجاتا ہے، بشر شیطان کے نقشِ قدم پر چلتا ہے، بشر لڑائی جھگڑا کراتا ہے، بشر اِسراف کرتا ہے، بشر بے مُروت ہوتا ہے، بشر بے حیا ہوتا ہے، بشر بے رحم ہوتا ہے، بشر بے صبر ہوتا ہے، بشر لوگوں کی توہین کرتا ہے، بشر دوسروں کی جاسوسی کرتا ہے، بشر دوسروں کو بُرے اَلقاب سے پکارتا ہے، بشر خود پسندی سے کام لیتا ہے، بشر اپنی شہرت سے خوش ہوتا ہے، بشر کے قول و فعل میں تَضاد ہوتا ہے، بشر عیش پسند ہوتا ہے، بشر ضعیفوں کا لحاظ نہیں کرتا، بشر لوگوں کے راز فاش کر دیتا ہے، بشر اپنے نفس کو ضبط نہیں کر سکتا، بشر کو خوفِ خدا نہیں ہوتا، بشر آخرت کو بھلا بیٹھتا ہے، بشر اللہ پر توکّل نہیں کرتا، بشر بُرد بار نہیں ہوتا، بشر میانہ روی سے کام نہیں لیتا، بشر سادگی پسند نہیں ہوتا، بشر تکلّف کو پسند کرتا ہے، بشر مایوس اور پست ہمت ہوتا ہے، اور بشر حیوانات (جانوروں، پرندوں اور حَشَراتُ الاَرض) سے بُرا برتاؤ کرتا ہے۔

بشر کی بیان کردہ اِن نوے (۹۰) بُری اور اَرذل صفات کو سامنے رکھ کر ایک مومن، مسلم اور اُمتیِ رسول غور کرے کہ کیا اِن میں سے کسی بھی بری صفت کو وہ رسول اللہؐ میں ہونا ثابت کر سکتا ہے۔ مومن ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ ہاں البتہ وہ نادان اور پاگل جو حضور اکرمؐ کو اپنے ہی جیسا بشر مانتا ہے وہ اپنی بری صفات کو بھی شائد رسولُ اللہؐ کی ذاتِ مقدس میں ہونے پر یقین کرے۔ نَعوذُ بِاللہ ثم نَعوذُ بِاللہ۔

بشر کی جن رذیل صفتوں کو میں نے بیان کیا ہے اسی ترتیب پر آنحضرتؐ کی صفات پر غور کریں۔

(۱) بشر جھوٹا ہوتا ہے مگر:۔

حضورؐ سچے تھے۔ بچپن اور لڑکپن کی عمر سے سچ بولتے تھے۔ اسی لئے مکہ والے آپؐ کو صادق کہہ کر پکارتے تھے آپؐ سے سچا کون ہو سکتا ہے ؟۔

(۲) بشر خائن ہوتا ہے لیکن:۔

حضورؐ امانت دار تھے۔ نبوت سے قبل آپؐ تجارت فرماتے تھے تو مکے کے کئی لوگ آپؐ کو اپنا سامان دیتے۔ آپؐ پوری امانت داری سے ان کا سامان فروخت کر کے ان کی آمدانی انھیں واپس کر دیتے تھے جس کے باعث اہل مکہ آپؐ کو "امین" کہہ کر پکارنے لگے تھے۔ آپؐ سے زیادہ امانت دار اور دیانت دار کون ہو سکتا ہے ؟۔

(۳) بشر حاسد ہوتا ہے مگر:۔

حضورؐ کسی سے حسد نہیں کرتے تھے۔ نہ نبوت سے قبل اور نہ نبوت کے بعد۔ اللہ نے آپؐ کو مخاطب کر کے حاسدین کے حسد سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا (سورہ فلق آیت ۵)۔

(۴) بشر قاتل ہوتا ہے لیکن:۔

آپؐ کی ساری حیاتِ طیبہ میں اس بات کا کہیں بھی یہ ثبوت نہیں ملتا بلکہ جن لوگوں نے آپؐ کو قتل کرنے کی کوشش کی انھیں بھی آپؐ نے معاف فرمادیا۔ غورث بن حرث کی مثال کافی ہے۔ آپؐ کو تو اللہ نے قتل و غارت گری ختم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

(۵) بشر زانی ہوتا ہے مگر:۔

رسولُ اللہؐ کے تعلق سے اس بات کا تصور کرنا بھی گناہ کبیرہ میں شمار کیا جائے گا۔

(۶) بشر شرابی ہوتا ہے لیکن:۔

قبلِ نبوت بھی حضورؐ نے شراب یا اور کسی نشیلی چیز کا استعمال نہیں فرمایا تو

بعد نبوت اس کا کیا تذکرہ ؟ ۔

(۷) بشر شرک کرتا ہے مگر : ۔

حضورؐ شرک کو مٹانے آئے تھے اور یہ تعلیم ہمیں دے گئے کہ "اے لوگو ! اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک مت کرو (النسآء ۳۶) آپؐ نے اللہ کے کلام میں سے یہ بھی فرمایا کہ " بے شک اللہ شرک کرنے والے کو معاف نہیں کرتا ۔ اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے (النسآء ۴۸) ۔

(۸) بشر کفر کرتا ہے لیکن : ۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کفر کا قَلع قَمع کرنے آئے تھے اور آپ نے یہ فرمایا کہ " مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے قِتال کروں جو کفر کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں (تجرید البخاری) ۔

(۹) بشر دل آزاری کرتا ہے مگر : ۔

خاتَم المرسَلینؐ نے ہر وقت دلداری سے کام لیا کبھی کسی کی دل آزاری نہیں فرمائی ۔

(۱۰) بشر غیبت کرتا ہے لیکن : ۔

سرورِ عالمؐ نہ کسی کی غیبت کرتے تھے اور نہ سنتے تھے کیونکہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد تھا " وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ " (الحجرات ۱۲) یعنے "اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے ؟ کیونکہ تم کو اس سے کراہیت ہوگی " ۔

(۱۱) بشر چغلی کرتا ہے مگر:۔

صاحبُ المعراج ﷺ نبی نے کبھی کسی کی چغلی نہیں کی۔ نہ ادھر کی بات ادھر لگا کر دو افراد میں برائی پیدا کی۔

(۱۲) بشر بد اخلاقی کرتا ہے لیکن:۔

رسولِ مدنی ؐ نے کسی سے بد اخلاقی نہیں کی۔ آپ ؐ کے اخلاق کے متعلق اللہ جَلّ جَلالہٗ نے فرمایا " وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ O " (القلم ۴) مطلب یہ کہ " (اے نبی!) بے شک آپ کے اخلاق بلند ہیں " حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جب ہشامؓ نے یہ پوچھا کہ " رسولؐ اللہ کے اخلاق کیسے تھے " ؟ تو انھوں نے کہا " کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا " ؟ کَانَ خُلُقُہٗ الْقُرْاٰن " یعنے " حضورؐ کے اخلاق قرآن حکیم (کے جیسے) تھے اس مفہوم کو بزبانِ شعر یوں کہا گیا ہے ؎

کہا تھا عائشہؓ نے پوچھنے پر خُلقہ القرآن
ہے قرآں سارے کا سارا مرے سرکار کی سیرت
(ہادی)

(۱۳) بشر امانت میں خیانت کرتا ہے مگر:۔

سرورِ عالمؐ نے کبھی امانت میں خیانت نہیں فرمائی۔ حضورؐ سے اختلاف ہونے کے باوجود مکے کے کفار اور مشرکین اپنی امانتیں آپؐ کے پاس رکھاتے تھے۔ ہجرت کی رات باوجودیکہ کفار آپؐ کی جان لینے کے لیے آپؐ کے گھر کو گھیرے لیے تھے۔ ایسی پریشانی کے موقع پر بھی حضورؐ نے امانت داری کا خیال رکھا اور اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو سُلا کر یہ فرمایا کہ کافروں کی امانتیں میرے پاس ہیں جس کی امانت اسے واپس کر کے تم بھی مدینہ چلے آنا "۔ آپؐ سے زیادہ امانت داری کس میں ہو سکتی ہے ؟۔

(۱۴) بشر وعدہ خلافی کرتا ہے لیکن:۔

صادِقُ الوَعد نبیؐ کسی سے وعدہ کرتے تو پورا فرماتے تھے چاہے آپؐ کو وعدے

کی پابندی کے لیے زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ مکے میں رہنے تک کسی شخص نے آپؐ سے کچھ معاملت کی اور وہ آپؐ کو اپنے گھر تک لے گیا اور بولا "آپ یہیں پر ٹھہرئے میں ابھی آتا ہوں"۔ وہ شخص گھر جاکر بھول گیا اور دوسرے دن (ایک روایت میں تیسرے دن) جب اپنے گھر سے باہر نکلا تو حضورؐ حسبِ وعدہ اس کے انتظار میں تھے۔ وہ شخص شرمندہ ہوا اور معافی مانگا۔ اتنی زحمت اٹھاکر بھی حضورؐ نے اسے برا بھلا نہیں کہا صرف یہ فرمایا کہ "تم نے بہت انتظار کرایا" آپؐ سے زیادہ وعدے کی پابندی کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟۔

(۱۵) بشر فحش کلامی کرتا ہے مگر:۔

نبوت کے بعد سے ہجرت تک یعنی تیرہ سال تک کافروں نے آپؐ کو ہر طریقے سے ستایا مگر کبھی بھی رحمت عالمؐ نے نہ اپنی زبان مبارک سے کوئی گندی بات نکالی؟ نہ فحش کلامی کی۔

(۱۶) بشر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے لیکن:۔

خاتم المرسلینؐ اللہ کے ہر حکم کی فرماں برداری کرتے تھے اور صحابہ کو بھی اللہ کی فرماں برداری کرنے کا حکم دیتے اور نافرمانیوں سے روکتے تھے۔

(۱۷) بشر حق تلفی کرتا ہے مگر:۔

حضور اقدسؐ نے کبھی بھی کسی کی حق تلفی نہیں کی۔ ازواج مطہرات کے حقوق ادا فرمائے۔ اپنی صاحبزادیوں کے حقوق ادا فرمائے اپنے پڑوسیوں کے حقوق کی پابندی کی۔ آپ سے زیادہ حقوق ادا کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟۔

(۱۸) بشر اپنے والدین سے برا سلوک کرتا ہے لیکن:۔

رسول رحمتؐ کے والد ماجد تو آپ کی ولادت سے دو ماہ قبل وصال پاگئے تھے اور جب آپ کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو والدہ ماجدہ بھی دنیائے فانی سے گزر گئیں۔ مگر آپ اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا احترام فرماتے تھے۔ جعرانہ میں

آپؐ تشریف فرما تھے وہاں حضرت حلیمہؓ آئیں تو آپ اپنی جگہ سے اٹھے اپنی چادر بچھاکر انھیں بٹھائے۔ آپ کا یہ عمل بعض نئے ایمان لانے والوں کے لیے حیرت کا باعث بنا۔ ان لوگوں نے قدیم الاسلام صحابہ سے دریافت کیا کہ " یہ کون عورت ہے جس کا حضور اتنا احترام فرمارہے ہیں ؟ " صحابہ نے کہا " یہ وہ خاتون ہے جس نے حضورؐ کو دودھ پلایا تھا"۔ حضورؐ سے زیادہ اپنی رضاعی ماں سے بہتر سلوک کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے ؟۔

(۱۹-۲۰) بشر اپنی بیوی سے بدسلوکی کرتا ہے اور بیویوں میں انصاف نہیں کرتا مگر:۔
وقت واحد میں سید المرسلینؐ کے عقد میں کئی ازواج تھیں۔ اور حضورؐ اپنی ہر زوجہ سے بہتر سلوک فرماتے تھے۔ ہر روز آپ اپنی ایک زوجہ کے پاس قیام فرماتے تھے۔ اور سب سے یکساں اور بہتر سلوک اور انصاف فرماتے۔ کسی غزوے میں جانا ہوتا تو کسی ایک اہلیہ کو ضرور اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اس مقصد کے لیے تمام ازواج مطہرات کے ناموں پر قرعہ اندازی کرتے اور قرعہ میں جس زوجہ کا نام نکلتا انھیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ حضورؐ کا یہ عمل ایسا تھا جو انصاف پر مبنی تھا اور اس سے کسی زوجہ کو آپ سے شکایت کا موقع نہ مل سکا۔ آج کا مسلمان اپنی ایک بیوی سے ہی انصاف نہیں کرسکتا مگر وقت واحد میں نو (۹) ازواج کے درمیان حضورؐ انصاف فرماتے تھے۔ آپ سے زیادہ اپنی ازواج سے انصاف بھلا اور کون کرسکتا ہے ؟۔

(۲۱-۲۲) بشر اپنی اولاد سے ناانصافی کرتا ہے اور ان پر ظلم کرتا ہے لیکن:۔
خاتم الانبیاءؐ کے تین صاحبزادے تو کمسنی ہی میں انتقال کرگئے تھے البتہ آپ اپنی چاروں صاحبزادیوں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ کو بہت چاہتے تھے اور ہر ایک سے برابر انصاف فرماتے تھے۔ کفار مکہ لڑکی کی پیدائش کو معیوب اور منحوس قرار دیتے تھے مگر حضورؐ نے فرمایا کہ "جس گھر میں لڑکی پیدا ہو وہاں میرا سلام آتا ہے"۔ اپنی اولاد پر نہ کبھی آپ نے ظلم کیا اور نہ ان سے بُرا

سلوک کیا۔

(۲۳) بشر اپنے پڑوسیوں کو ستاتا ہے مگر:۔

فخرِ موجودات پڑوسیوں کا خیال رکھتے تھے اور کوئی تحفہ آپ کے پاس آتا تو اپنے پڑوسی کے پاس بھیج دیتے تھے۔ پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں آپؐ نے تاکید فرماتے ہوئے کہا کہ "وہ مسلمان نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہ جائے۔

(۲۴) بشر اپنے رشتہ داروں کو تکلیف پہنچاتا ہے لیکن:۔

سرورِ کون و مکاں اپنے رشتہ داروں سے بہتر سلوک کرتے تھے۔ ان کی طرف سے ایذا دی جاتی تو بھی آپ صبر کرتے تھے۔ آپ کا چچا ابو لہب آپ کو بد دعاء دیا تو بھی آپ خاموش رہے مگر اس کا جواب اللہ نے ابو لہب کو بد دعاء دے کر یوں کہا تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ O (لھب ۱) یعنی "ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے" ابو لہب کی بیوی اُمِ جمیل رات کے اندھیرے میں آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھی جس سے آپؐ کے پیر زخمی ہو جاتے تھے۔ پھر بھی آپؐ نے اسے کچھ نہیں کہا اور اس عمل پر ان لوگوں سے اپنے تعلقات منقطع نہیں کیے۔

(۲۵) بشر اپنے اعزہ سے قطع تعلق کرتا ہے مگر:۔

قریش برادری کے لوگوں نے مکمل تین سال تک آپؐ سے قطع تعلق کیا اور آپؐ شعب ابو طالب میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ محصور رہے اور تکالیف اٹھائے اس کے باوجود حضورؐ نے نہ اپنے کسی رشتہ دار کو تکلیف پہنچائی نہ کسی اعزہ سے قطع تعلق کیا۔

(۲۶) بشر طعن کی باتیں کرتا ہے لیکن:۔

رسول الثقلینؐ نے کبھی کسی سے طعن کی بات نہیں کی کیونکہ آپ کو اللہ جلّ جلالہٗ کا یہ فرمان معلوم تھا "وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ" O (ھمزۃ ۱) یعنی خرابی ہے

ہر اس شخص کے لیے جو طعن کی باتیں کرتا ہے (اور پیٹھ پیچھے لوگوں کی) برائیاں کرتا ہے۔

(۲۷-۲۸) بشر جھوٹی قسم کھاتا ہے اور جھوٹی گواہی دیتا ہے مگر:۔

سرور دو عالمؐ نے اپنی امت کو جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹی گواہی دینے سے منع فرمایا۔ ان دونوں کبیرہ گناہوں کا آپؐ سے ارتکاب کرنے کا خیال بھی گناہ میں داخل ہے۔

(۲۹-۳۰) بشر بیجا غصہ کرتا ہے اور غصے میں کفر کے کلمات بکتا ہے لیکن:۔

رسول الرحمتؐ اپنی امت کے علاوہ تمام عالمین کی رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے (الانبیاء ۱۰۷) کسی کی کوئی بات آپ کو ناگوار گزرتی بھی تو آپ غصہ نہیں فرماتے تھے ایک یہودی سے آپ نے کچھ قرض لیا تھا وہ تاریخ مقررہ سے قبل آکر مسلسل تقاضہ کرنے لگا جسے دیکھ کر حضرت عمرؓ غصے میں آئے اور یہودی کو ڈانٹنے لگے مگر حضورؐ نے اس پر غصہ نہیں کیا۔ اس واقعے کے علاوہ آپ کی حیاتِ طیبہ میں کئی مواقع ایسے آئے تھے کہ اگر ویسے ہی مواقع کسی بشر کی زندگی میں پیش آتے تو وہ آپے سے باہر بھی ہوتا، مقابل پر غصہ بھی کرتا اور غصے میں کفر کے کلمات بھی بکتا۔ لیکن یہ ساری باتیں حضورؐ کی سیرت مقدسہ میں نہیں ملتیں۔ پ سے زیادہ غصے کو ضبط کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟۔

(۳۱) بشر کفرانِ نعمت کرتا ہے مگر:۔

رسول عربیؐ ہر قدم پر اللہ کی نعمتوں کا شکر فرماتے تھے کیونکہ آپؐ کو یہ ارشاد باری تعالیٰ معلوم تھا "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ..." الخ (ابراھیم ۷) یعنے "اگر تم سب میرا شکر کروگے تو میں تم لوگوں کو اور زیادہ دوں گا"۔ رات میں نماز میں مسلسل قیام کرنے سے آپ کے پائے مبارک پر ورم آتا تھا اور صحابہ کہتے تھے کہ "یا رسول اللہؐ! آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟ اللہ تو آپ کو ہر گناہ سے پاک بنایا ہے

اور آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے"۔ حضورؐ اس کے جواب میں فرماتے "اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا" یعنی کیا میں اللہ کا شکر کرنے والا بندہ نہ بنوں"؟ جس نے مجھ پر اتنے احسان فرمائے ہیں۔ حضورؐ سے زیادہ شکر گزار اور کون ہو سکتا ہے؟۔

(۳۲) بشر بے گناہوں پر بہتان باندھتا ہے لیکن:۔

آنحضرتؐ نے پاک دامن عورتوں یا مردوں پر بہتان باندھنے سے منع فرمایا۔ آپؐ کی طرف یہ بات منسوب کرنا گناہ ہے۔ منافقوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھا تو بھی حضورؐ نے ضبط سے کام لیا اور اللہ نے حضرت عائشہؓ کی شان میں سورۃ نور کی دس آیتیں نازل فرمائیں (النور ۱۱ تا ۲۰)۔

(۳۳) بشر دھوکہ دیتا ہے مگر:۔

سرور کائناتؐ نے کسی بھی بات میں یا کسی بھی کام میں کسی کو بھی دھوکہ دینے سے سختی سے منع فرمایا۔ ایک مرتبہ رسول اللہؐ مدینے کے بازار سے گزر رہے تھے اجناس کا ایک بیوپاری غلے کا ڈھیر ڈالے بیٹھا تھا۔ حضورؐ کو شبہ ہوا اور آپ نے اناج کے ڈھیر کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا تو اناج بھیگا ہوا تھا۔ لوگوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے بیوپاری بھیگا ہوا اناج نیچے ڈال کر اس کے اوپر سوکھا اناج رکھا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا "مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا" (ترمذی) یعنی "جو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں"۔

(۳۴) بشر ظالم ہوتا ہے، دوسروں پر ظلم کرنا اپنا حق سمجھتا ہے خصوصاً اپنی بیوی پر، اپنے بچوں پر اور رشتہ داروں پر اور پڑوسیوں پر کسی نہ کسی انداز میں ظلم کرتا ہے جبکہ نبی الھدیٰؐ نے کسی پر ظلم نہیں کیا اور ہمیں یہ تعلیم دی کہ "ظالم اور مظلوم کی مدد کرو" صحابہ نے پوچھا "یا رسول اللہؐ! مظلوم کی مدد کرنے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے مگر ہم ظالم کی مدد کیسے کریں؟" خاتم النبیینؐ نے فرمایا "ظالم کو ظلم کرنے سے روک دو یہی اس کی مدد کہلائے گی" (بخاری شریف)۔

(۳۵) بشر کینہ رکھتا ہے لیکن:۔

صاحبُ الشّفاعۃ نبیؐ کے قلبِ مبارک میں کسی کی طرف سے کینہ نہیں تھا نہ آپؐ کسی سے بغض رکھتے تھے۔آپؐ کا دل آئینے سے زیادہ شفاف تھا۔اگر کسی کی کوئی بات ناگوار گزرتی تو آپؐ اس سے کہہ دیتے تھے مگر اس کی طرف سے کینہ نہیں رکھتے تھے۔

(۳۶۔۳۷) بشر احسان جتاتا ہے اور احسان فراموش ہوتا ہے لیکن:۔

سرورِ کائناتؐ اگر کسی پر کوئی احسان کرتے تو نہ احسان جتاتے تھے نہ اس احسان کا دوسروں سے تذکرہ کرتے تھے نہ کسی کے احسان کو فراموش کرتے تھے البتہ اللہ رب العزت نے یہ کہہ کر اپنا احسان جتایا کہ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا الخ (آل عمران ۱۶۴) یعنی بتحقیق اللہ نے احسان فرمایا مومنین پر جبکہ ان میں ایک رسول کو بھیجا۔گویا رسولُ اللہ کی بعثت ایمان والوں کے لیے اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔

(۳۸) بشر ریاکاری کرتا ہے لیکن:۔

حضرت ابو القاسمؐ کے کسی بھی عمل میں ریاکاری اور دکھاوے کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔آپؐ خالص اللہ کی عبادت فرماتے تھے اور آپؐ نے صحابہ کو یہ تعلیم دی کہ اپنے کسی کام میں ریا سے کام نہ لیں۔آپؐ نے فرمایا "جہنم کی ایک وادی کا نام وَیل ہے اس میں وہ لوگ ڈالے جائیں گے جو دکھاوے کے لیے نماز پڑھیں یا روزے رکھیں یا خیرات کریں یا حج کریں" (مسلم شریف)۔

(۳۹) بشر تکبر کرتا ہے مگر:۔

امامُ المتقینؐ تکبر کو ناپسند فرماتے تھے۔اور آپؐ نے ایک حدیث میں فرمایا "جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت کی خوشبو سے دور رہے گا (بخاری)۔

(۴۰) بشر اپنے اوقات برباد کرتا ہے لیکن:۔

صاحبُ الوسیلہ نبیؐ اپنے وقت کا ایک ایک منٹ یادِ الہٰی اور عبادتِ الہٰی میں گزارتے تھے علاوہ ازیں اِسلام کی اشاعت میں آپؐ کا بیشتر وقت صرف ہوتا ہے۔ آپؐ نے اپنا وقت کبھی بھی ضائع نہیں فرمایا۔

(۴۱) بشر لَھو و لَعِب میں اپنا وقت گزارتا ہے مگر:۔

حضور اقدسؐ بیکار باتوں یا بیکار کاموں میں یا کسی لَھو و لَعِب میں بھی اپنا وقت نہیں بِتاتے تھے۔ آپؐ کے توسط سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس بات کا حکم دیا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ (المومنون ۲) یعنے وہی مومنین کامیابی حاصل کریں گے جو لغو اور بے کار باتوں اور کاموں سے بچتے رہیں گے۔

(۴۲-۴۳) بشر اپنی زبان اور ہاتھ سے لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہے لیکن:۔

رَفیعُ الرُّتب رسولؐ نے کبھی نہ کسی کو اپنی زبان تکلیف پہنچائی نہ اپنے دستِ مبارک سے کسی کو تکلیف دی آپ نے تو ہمیں یہ تعلیم دی کہ "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ" (مسلم) یعنے "مسلمان حقیقت میں وہی کہلانے کا مستحق ہے جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔ مطلب صاف ہے کہ مومن اور مسلم وہ ہوتا ہے جو اپنی زبان سے کسی کی دل آزاری نہیں کرتا نہ کسی پر طعن کرتا ہے نہ کسی پر بہتان باندھتا ہے اور نہ اپنے ہاتھوں کسی کو تکلیف پہنچاتا ہے یعنی نہ کسی کو مارتا ہے نہ اپنے ہاتھوں کسی کو زخمی کرتا ہے۔

(۴۴) بشر اللہ کی یاد سے غفلت کرتا ہے اور اللہ کی یاد بہت کم کرتا ہے کیونکہ صبح سے شام تک دنیاوی کاروبار میں منہمک رہتا ہے لیکن سَیدُ الذاکرینؐ و مقتدائے پیغمبرانؐ اللہ جَلّ مَجدہ کی یاد سے کبھی غافل نہ ہوتے تھے۔ آپؐ کا ارشاد مبارک ہے۔ "قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (مُسند احمد و مشکوٰۃ) حضرت عبد اللہ بن بُسْرؓ کہ یہ پوچھنے پر کہ کونسا عمل بہتر ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "وہ عمل یہ ہے کہ تو دنیا کو اس حال میں چھوڑے کہ تیری زبان اللہ کی یاد میں لگی

رہے۔"

(۴۵) بشر انتقام لیتا ہے مگر:۔

خاتم الرُّسُلؐ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ نبوت کے بعد سے ہجرت تک تیرہ سال آپ مکے میں رہے اور اپنے قبیلہ، قریش کے علاوہ دیگر قبائلِ مکہ کے افراد کے ہاتھوں تکالیف اٹھاتے رہے مگر کسی سے بدلہ نہیں لئے۔ اور جب آپؐ فاتحِ مکہ کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں ۸ھ میں داخل ہوئے تو "لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ـــــــــ الخ (یوسف ۹۲) یعنے "آج کے دن تم لوگوں سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا" کہہ کر کسی سے بھی انتقام نہیں لیا حالانکہ کفارِ مکہ کو اس بات کا یقین تھا کہ آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے گن گن کر بدلہ لیں گے مگر آپ نے سب کو معاف کر دیا۔

(۴۶و۴۷) بشر وہمی ہوتا ہے اور بشر بے جا رسومات ادا کرتا ہے لیکن:۔

صاحبُ البیان نبیؐ نہ کسی بات میں وہم کرتے تھے، نہ کسی چیز کو نَحس قرار دیتے تھے اور نہ جاہلیت کی رسومات ادا فرماتے تھے۔ آپؐ نے توہمات کا خاتمہ فرمایا اور یہودیوں کے اس عقیدے کو غلط قرار دیا جو عورت، زمین اور گھوڑے کو منحوس قرار دے کر بدشگونی کرتے تھے۔ علاوہ ازیں جاہلیت کے دوز میں جتنی توہمات اور خُرافات تھیں سب کو آپؐ غلط قرار دے کر صحابہ کرام کو ان سے بچنے کی نصیحت فرماتے تھے۔

(۴۸) بشر فتنہ و فساد برپا کرتا ہے مگر:۔

روحُ الحق رسولؐ نے ہر قسم کے فتنے اور فساد سے منع فرمایا۔ آپ کو اللہ جَلّ جلالہ کا یہ فرمان یاد تھا۔ "اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ" ـــــــ الخ (البقرۃ۔۱۹۱) یعنے "فتنہ و فساد قتل سے بڑھ کر ہے"۔ مدینہ میں یہودی قبیلے بنو نَضیر، بنو قُریظہ اور بنو قَینقاع نے فساد مچایا تو آپؐ نے ان قبائل کو شہر بدر کر دیا تھا۔

(۴۹-۵۰) بشر لالچی ہوتا ہے اور قناعت سے کام نہیں لیتا لیکن:۔

خاتم النبینؐ نے لالچ سے ہمیشہ بچنے کا حکم دیا تھا کیونکہ لالچی کو ذلت اور رسوائی اٹھانی پڑتی ہے حرص اور طمع کے بجائے حضورؐ نے قناعت اور توکل کا حکم دے کر فرمایا "قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا"۔ حضورؐ کی ساری حیات مقدسہ توکل اور قناعت میں گزری۔ کبھی بھی آپؐ نے طمع نہیں کیا۔

(۵۱) بشر حق گوئی سے دور رہتا ہے مگر:۔

رسولؐ اللہ حق گوئی سے کام لیتے تھے۔ حق بات کو ظاہر کرتے تھے اور صحابہ کو حق گوئی کی تعلیم فرماتے تھے۔ ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا "قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا" یعنے حق بات کہو اگرچیکہ وہ کڑوی لگے۔

(۵۲) بشر کا ظاہر و باطن الگ ہوتا ہے لیکن:۔

نبی الرحمتہؐ نے اپنے ظاہر اور باطن کو یکساں رکھنے کا حکم دیا۔ منافقین کا ظاہر الگ تھا اور باطن الگ تھا۔ ظاہری طور پر وہ کلمہ پڑھ لیئے تھے مگر ان کا ایمان ان کے دلوں میں نہیں اترا تھا۔ باطنی طور پر وہ کفار اور یہودیوں سے ملے ہوئے تھے اور اسلام کو نقصان پہنچاتے تھے اس لیئے اللہ نے منافقوں کو بھی کافروں میں شمار کر کے فرمایا "وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝" (البقرۃ ۱۰) یعنے "اور ان کے لیئے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ جھوٹ کہتے تھے۔"

(۵۳) بشر رواداری سے کام نہیں لیتا لیکن:۔

رسول عربیؐ رواداری سے کام لیتے تھے۔ اگر کوئی آپ کی بات کی مخالفت کرتا یا اپنی رائے پیش کرتا تو آپؐ اس پر نہ غصہ کرتے تھے نہ آپے سے باہر ہوتے تھے بلکہ رواداری سے کام لیتے ہوئے مقابل کے بات سماعت فرماتے اور سمجھاتے تھے۔ آپ سے زیادہ روادار کون ہوسکتا ہے؟۔

(۵۴) بشر استقلال سے کام نہیں لیتا مگر:۔

رحمت عالمؐ استقلال اور استقامت سے کام لیتے تھے۔آپؐ کی عادت شریفہ تھی اگر آپؐ کو یہ اطلاع ملتی کہ کوئی قافلہ مکہ آیا ہے تو آپ فوراً وہاں پہنچتے اور قافلے والوں کے سامنے اسلام اور قرآن پیش کرتے۔اکثر اوقات ابو لھب آپ کے ساتھ ہوتا اور قافلہ والوں سے کہتا یہ میرا بھتیجہ ہے جو اپنے دین سے پھر گیا ہے تم لوگ ان کی باتوں میں نہ آنا۔یہ سن کر بھی حضورؐ مستقل مزاجی سے کام لیتے اور اپنے اہم فرض اشاعتِ اسلام کو جاری رکھتے تھے۔آپؐ سے زیادہ مستقل مزاج اور ثابت قدم اور کون ہوسکتا ہے؟ آپ کا استقلال ہی یہ رنگ لایا کہ تیئیس (۲۳) سال کی مختصر مدت میں اسلام کا بول بالا ہوگیا اور اسلام عرب سے نکل کر عجم کے کئی ملکوں میں پھیل گیا۔

(۵۵) بشر اپنے علم، حُسن، دولت، نسب اور عہدے پر غرور کرتا ہے لیکن:۔

النجمُ الثاقِب نبیؐ نے کبھی بھی کسی بات پر غرور نہیں کیا۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو **مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ** (جو تھا اور جو ہے اور جو ہوگا) یعنے ماضی، حال اور مستقبل کا علم بے پایاں عطا فرمایا تھا مگر یہ بات آپ کے لئے غرور کا باعث نہیں بنی۔

(۵۶) بشر کو اپنے حُسن پر غرور ہوتا ہے مگر:۔

آنحضرتؐ کو اپنے حُسن پر ذرا بھی غرور نہیں تھا۔

حضورؐ اکرم کے جیسا حسین بشر کون تھا؟ آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر حضرت حسّان بن ثابتؓ نے کہا تھا:

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِی
وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

(دیوان حسّان بن ثابتؓ) مطلب یہ کہ "اور آپؐ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے کسی کو نہیں دیکھا اور آپؐ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے پیدا نہیں کیا۔" روایت ہے

کہ حضرت عائشہؓ کی سوئی حجرہ میں گری اور تلاش کرنے پر بھی نہیں ملی۔ تھوڑی دیر بعد حضور اکرمؐ حجرۂ مبارکہ میں تشریف لائے آپؐ کے چہرۂ انور کی روشنی میں انھیں اپنی سوئی مل گئی۔ اسی لئے کہا گیا ؎

نبی کے حُسن کے آگے خَجِل ہے شمس و قمر
ہر ایک گُل کی نزاکت بھی پانی پانی ہے
(ہادیؔ)

حضرت یوسف بن یعقوب علیہ السلام کا حُسن بھی بے مثال تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ؎

جو یوسفؑ دیکھ لیں حُسنِ محمدؐ دفعتاً کہہ دیں
بہت ہی خوب صورت ہے محمد مصطفیٰؐ میرے
(ہادیؔ)

(۵۷) بشر اپنی دولت پر مغرور ہوتا ہے لیکن:۔

خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی دولت پر بھی غرور نہیں تھا۔ آپ کی زوجہء محترمہ حضرت خدیجہؓ مکے کی متمول خاتون تھیں۔ انھوں نے اپنا سارا مال اور ساری دولت حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دی تھی۔

(۵۸) بشر کو اپنے نسب پر فخر ہوتا ہے لیکن حضورؐ کو نہیں تھا:۔

رسول عربیؐ عرب کے سب سے معزز قبیلے قبیلہء قریش سے تھے آپ کا نسب حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام سے ملتا تھا۔ لیکن کبھی بھی آپؐ نے اپنے نسب پر نہ فخر کیا نہ غرور کیا۔ صحابہء کرام کو بھی آپؐ نے اپنے نسب پر غرور کرنے سے منع فرمایا۔

(۵۹) بشر کنجوسی کرتا ہے مگر:۔

فخرِ موجوداتؐ نے ہمیشہ ہی فیاضی سے کام لیا۔ آپؐ کے پاس تحفتاً بھی کوئی مال

یا درہم و دینار آتے تو آپ مفلوک الحال صحابہ میں تقسیم فرما کر خالی ہاتھ اپنے گھر کو آتے تھے۔

(۶۰-۶۱) بشر گناہ پر گناہ کرتا ہے اور بشر گناہوں پر جما رہتا ہے لیکن:۔

خیر البشر رسولؐ کے تعلق سے کسی بھی گناہ صغیرہ یا گناہ کبیرہ کا تصور بھی گناہ کہلائے گا۔ آپؐ نے اپنی امت کو ہر چھوٹے بڑے گناہ سے ہمیشہ بچنے کا حکم دیا۔ بعض لوگ گناہوں پر جمے رہتے ہیں یعنے جو گناہ ایک بار ہوتا ہے اسے بار بار بھی کرتے ہیں جبکہ آنحضورؐ نے گناہوں پر جمے رہنے سے بھی منع فرمایا۔

(۶۲) بشر دوسروں سے تعاون نہیں کرتا مگر:۔

مفتاح الرحمت نبیؐ دوسروں سے ہمیشہ تعاون فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے سے تعاون کرنے کی تاکید میں سورہ ماعون نازل فرمایا جس پر آپؐ عمل کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اللہ کا یہ حکم آپ کو ازبر تھا

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

____ (المائدۃ ت ۲) یعنے "اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون مت کرو۔"

(۶۳) بشر خود اپنے حقوق کی پائمالی کرتا ہے جبکہ:۔

خاتم المرسلینؐ نے اپنے حقوق کی پائمالی سے منع فرمایا۔ اور یہ تعلیم دی کہ اپنے نفس کے جائز حقوق ادا کرو مگر ناجائز حقوق ادا نہ کرو۔ مسجد نبویؐ میں تین صحابہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ میں ہمیشہ ساری رات عبادت میں گزاروں گا دوسرے نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا اور ساری زندگی کنوارا رہوں گا اور تیسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھوں گا۔ حضورؐ اقدس نے تینوں کی بات سماعت فرمائی اور کہا "تم تینوں بھی اپنے حقوق کو ادا نہیں کر رہے ہو۔ مجھے دیکھو کہ میں رات میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں۔ میں نے نکاح بھی کئے ہیں اور میں رمضان

کے علاوہ مہینوں میں کبھی روزے بھی رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا۔ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تمہیں میرے نقشِ قدم پر چلنا چاہیئے نہ کہ یہود و نصاریٰ کے" (ابن ماجہ)۔

(۶۴) بشر گناہوں کی طرف جلد مائل ہو جاتا ہے اور یہ بشر کی فطرت میں ہے کہ کسی گناہ پر اس کے انجام کی پرواہ کئے بغیر جلد راغب بھی ہوتا ہے اور گناہ کر بیٹھتا ہے جبکہ رسول عربیؐ نے گناہوں کی طرف رغبت کرنے سے منع فرمایا اور گناہوں پر اللہ کی جانب سے سزا کی وعید سنائی۔

(۶۵) بشر شیطان کے نقشِ قدم پر چلتا ہے لیکن:۔

رءوف و رحیم رسولؐ نے ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ فرمان سنایا۔ "وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ O (الانعام۔۱۴۲) یعنے "اور شیطان کے نقش و قدم پر مت چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے" ۔اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شیطان کی پیروی کرتا ہے اور اللہ اور رسول کی نافرمانی کے کام کرتا ہے بروز حشر ایسے تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ شیطان کے ہمراہ دوزخ میں ڈال دے گا۔

(۶۶) بشر لڑائی جھگڑا کرتا ہے مگر:۔

نبیٔ اُمیؐ نے لڑائی جھگڑا کرنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فِسْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ" (مسلم شریف) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ "مسلمان کو گالی دینا فِسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے" ۔ایک اور حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے "اگر کوئی روزہ دار سے جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزے میں ہوں (ابن ماجہ)۔

(۶۷) بشر اِسراف کرتا ہے لیکن:۔

صاحبُ القرآن رسولؐ نے کبھی اسراف نہیں کیا کیونکہ آپؐ اللہ کے اس فرمان پر مکمل عمل فرماتے تھے۔ "وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ O " (الاعراف۔۳۱) یعنے "اور کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو بے

شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔" اللہ نے مُسرفین کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ "اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ ــــــ الخ (بنی اسرائیل۔۲۷) مطلب یہ کہ "بے شک مسرفین شیطانوں کے بھائی ہیں۔"

(۶۸) بشر بے مروت ہوتا ہے مگر:۔

مگر آقائے دوجہاںؐ میں مروت بہت زیادہ تھی۔ مروت میں آپ تکلیف بھی اٹھاتے تھے مگر بے مروتی نہیں کرتے تھے۔ جس بات سے یا جس شخص سے آپ کو تکلیف ہوتی آپؐ اس کا اظہار نہیں کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی تکلیف کو محسوس کر کے یہ حکم نازل فرمایا۔ "اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں بلا اجازت داخل مت ہو۔ اگر تمہیں کھانے پر بلائیں تو ضرور جاؤ اور جب کھانا کھا لو تو (نبی کے گھر سے) باہر چلے جاؤ اور باتیں کرنے میں مصروف نہ ہو جاؤ۔ تمہاری ان حرکتوں سے نبیؐ کو تکلیف پہنچتی ہے مگر وہ شرم (اور مروت) کے باعث کچھ نہیں کہتے۔ اور اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا" (الاحزاب۔۵۳) آپؐ سے زیادہ مروت والا کون ہو سکتا ہے؟۔

(۶۹) بشر بے حیا ہوتا ہے، بے حیائی کی باتیں کرتا ہے، شرم و حیا کو چھوڑ کر بے شرمی اپناتا ہے لیکن:۔

میرے پیارے رسول آقائے نامدارؐ میں ایسی کوئی بات نہیں تھی آپ میں حیا و شرم بدرجہ اتم موجود تھی۔ لڑکپن کی عمر کے ایک واقعہ کے سوا کبھی آپؐ نے اپنے مبارک جسم کو برہنہ نہیں کیا۔ اور آپؐ نے کسی صحابی سے نہ بے حیائی کی باتیں کی نہ اخلاق سوز گفتگو فرمائی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باحیا اور باشرم اور کون ہو سکتا ہے؟۔

(۷۰) بشر بے رحم ہوتا ہے، اپنی بیوی سے، اپنے بچوں سے، اپنے خاندان کے افراد سے، اپنے پڑوسیوں سے بے رحمی کرتا ہے اور انھیں ایذا پہنچاتا ہے مگر:۔

رحمتِ عالمینؐ بے حد رحم دل تھے، ہر ایک کے ساتھ رحم فرماتے تھے۔ اللہ

جَلّ جَلالہٗ نے خود آپ کی ذاتِ مبارک کو تمام دنیاؤں کی رحمت بنایا تھا۔ آپؐ مجسم رحمت تھے۔ اللہ نے فرمایا "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○" (الانبیاء۔۱۰۷) یعنے "اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام دنیاؤں کی رحمت بنا کر"۔ اسی لئے آپؐ ہر ایک پر رحم فرماتے تھے۔ آپؐ کا ارشاد مبارک ہے "مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ" (مسلم شریف) یعنے "جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔ آپؐ کا یہ بھی فرمان ہے "تم زمین والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا"۔ (ترمذی) رسول مدنیؐ سے زیادہ رحم کرنے والا اور کوئی ہو سکتا ہے؟۔

(۷۱) بشر بے صبر ہوتا ہے۔ صبر سے کام نہیں لیتا۔ جب اللہ کی طرف سے کوئی آزمائش ہوتی ہے اور اسے مالی یا جسمانی یا روحانی تکلیف پہنچتی ہے یا اسے نقصان ہوتا ہے یا اس پر کوئی آفت اچانک آن پڑتی ہے تو وہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی تقدیر کو کوسنے کے علاوہ اللہ رب العزت کی شان میں گستاخی کرتا ہے لیکن:۔

تاجدارِ کون و مکان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بے انتہا صبر تھا۔ اللہ نے آپؐ کو مجسم صابر بنایا تھا۔ نبوت کے بعد سے ہجرت تک کفار و مشرکین کی طرف سے کئی مرتبہ آپؐ کو جسمانی اور روحانی تکلیفیں پہنچائی گئیں اور ہر بار آپؐ نے صبر سے کام لیا۔ تمام کافروں نے تین سال تک آپؐ سے قطع تعلق کر لیا اور آپؐ شعب ابو طالب میں محصور ہو گئے۔ آپؐ کے ہمراہ آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ، آپ کی چاروں بنات طیبات، آپ کے چچا ابو طالب اور ان کا خاندان بھی گھاٹی میں چھتیس مہینے تک محصور رہا اور آپؐ کے علاوہ تمام ہمراہیوں نے صبر و ضبط سے کام لیا۔ کیونکہ حضورؐ کو اللہ کا یہ فرمان ازبر تھا "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○" (البقرۃ۔۱۵۳) یعنے "اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

(۷۲) بشر لوگوں کی توہین کرتا ہے لیکن:۔

سلطان الانبیاءؐ نے کسی کی توہین نہیں کی۔ نہ زبان سے اور نہ ہاتھوں سے۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو اس بات سے منع فرمایا کہ ہاتھ سے بھی کسی کی اہانت نہ کریں بلکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی تکریم کرے اور احیاناً بھی کسی کو توہین آمیز بات نہ کہے۔

(۷۳) بشر دوسروں کی جاسوسی کرتا ہے مگر:۔

محبوب داورؐ نے کسی کی جاسوسی نہیں کی کیونکہ آپؐ کو رب العزت کا یہ فرمان معلوم تھا کہ "وَلَا تَجَسَّسُوْا ـــــ الخ" (الحجرات۔۱۲) یعنے "اور جاسوسی نہ کرو۔" بشر کی عادت ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کی ٹوہ میں رہتا ہے۔ خصوصاً خواتین میں تجسّس کی عادت زیادہ ہوتی ہے۔ خواہ مخواہ پڑوسیوں اور دیگر رشتہ داروں کی جاسوسی کرتی ہیں۔ حضورؐ نے جاسوسی سے منع فرمایا۔

(۷۴) بشر دوسروں کو بُرے القاب سے پکارتا ہے۔ کسی کے نام کو بگاڑ کر دوسرا نام بطور مذاق رکھتا ہے اور اس طرح لوگوں کی دل آزاری کرتا ہے۔

ہادیٔ اعظمؐ نہ کسی کو بُرے اَلقاب سے پکارتے تھے نہ کسی کا نام بگاڑتے تھے کیونکہ آپؐ کو اللہ عزوجل کا ارشاد یاد تھا "وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ" ـــــ الخ (الحجرات۔۱۱) یعنے "اور ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کرو"۔

(۷۵) بشر خود پسندی سے کام لیتا ہے اپنی تعریف سے خوش ہوتا ہے اور اپنی مدح سرائی سے مسرور ہوتا ہے جس سے بشر میں انانیت پیدا ہوتی ہے:۔

ساقیٔ کوثرؐ نہ کسی کی بے جا تعریف کرتے تھے نہ اپنی تعریف سے خوش ہوتے تھے۔ خود پسندی کو تو آپ نے باعث ہلاکت قرار دیا۔ آپؐ فرماتے ہیں "ثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَ شُحٌّ مُطَاعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِيَ اَشَدُّهُنَّ" (راوی حضرت ابوہریرہ۔ مشکوٰۃ) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ "تین باتیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں (۱) ایسی خواہش جس کا انسان غلام بن جائے (۲) ایسی حرص

جسے مُقتدا مان لیا جائے (۳) خود پسندی ۔ اور یہ بات (خود پسندی) تینوں میں زیادہ خطرناک ہے"۔

(۷۶) بشر اپنی شہرت سے خوش ہوتا ہے اور سَستی شہرت چاہتا ہے اور شہرت حاصل کرنے کو کُوشاں رہتا ہے جبکہ:۔

شافعِ محشرؐ نے شہرت چاہنے کو ناپسند فرمایا۔ آپؐ کا ارشاد ہے "مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذِلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" (راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ ابو داود) یعنی "جس نے شہرت کا لباس دنیا میں پہنا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ذلت کا لباس پہنائے گا۔" شہرت اور نمود و نمائش کا زرق برق اور قیمتی لباس نوابوں اور مالدار افراد کا ہوتا ہے اور مخصوص وضع اور مخصوص رنگ کا لباس مذہبی رہنماؤں اور مُرشدوں کا ہوتا ہے ۔ یہ دونوں قسم کا لباس شہرت پسندی کے لئے ہوتا ہے جبکہ حضور انورؐ نے اپنے لئے نہ زرق برق لباس کو ذریعۂ شہرت بنایا نہ مخصوص قسم اور مخصوص رنگ کے لباس کو شہرت کا باعث ٹھہرایا۔ رسول اکرمؐ سیدھا سادھا اور ہر رنگ کا لباس زیب تن فرماتے تھے ۔ آپؐ نے اپنے لئے نہ کسی رنگ کو مخصوص فرمایا تھا نہ کسی مخصوص وضع قطع کو اختیار فرمایا تھا۔

(۷۷) بشر کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے ۔ بشر اپنی زبان سے کہتا کچھ ہے اور عمل کرتا کچھ ہے ۔ آج کل عام بشر کے علاوہ ہمارے لیڈروں ، رہنماؤں اور واعظوں میں بھی یہی بات پیدا ہو گئی ہے جبکہ آفتاب رسالتؐ اپنی زبان سے جو کچھ فرماتے عملاً وہی کر کے بھی بتاتے تھے کیونکہ آپؐ کو اللہ جَل جَلالہٗ کا یہ فرمان یاد تھا۔ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" ۝ (الصف ۔ ۲) مطلب یہ کہ "اے ایمان والو! تم وہ باتیں کہتے کیوں ہو جو کر نہیں سکتے"؟۔

(۷۸) بشر عیش پسند ہوتا ہے ۔ عیش کی زندگی گذارنا چاہتا ہے ۔ کھانے پینے میں ، لباس میں اور رہن سہن میں تعیشات سے کام لیتا ہے مگر صاحبِ لَولاکؐ رسول پاکؐ نے

عیش پسندی کو ناپسند فرمایا اور زندگی کے ہر شعبے میں تعیشات سے منع فرمایا۔ آپؐ کا ارشاد مبارک ہے "مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءِ ذَھَبٍ اَوْ فِضَّۃٍ اَوْ اِنَاءٍ فِیْہِ شَئْیٌ مِنْ ذٰلِکَ فَاِنَّمَا یُجَرْ جِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ" (راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ مشکوٰۃ) یعنے "جو سونے یا چاندی کے برتن میں پیا یا ایسے برتن میں پیا جس میں ان دونوں میں سے کسی کی ملاوٹ ہو تو بے شک وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھر لیا۔"

(۷۹) بشر ضعیفوں کا لحاظ نہیں کرتا۔ ضعیفوں اور معمر افراد سے بُرا سلوک کرتا ہے۔ ان سے نہ مروت سے کام لیتا ہے نہ ان کا ادب و احترام کرتا ہے جبکہ والیٔ بطحیٰ نبیٔ کاملؐ نے عملاً بتادیا کہ ضعیف چاہے کسی قوم کا ہو عزت کے قابل ہے۔ ایک مرتبہ آپؐ بازار میں ایک ضعیف یہودی کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ صحابہ نے پوچھا "یا رسولؐ اللہ! آپ یہودی کے پیچھے کیوں چل رہے ہیں؟" فرمایا "میں اس کی ضعیفی کا لحاظ کرتے ہوئے پیچھے چل رہا ہوں" (نسائی)۔

(۸۰) بشر لوگوں کے راز فاش کر دیتا ہے۔ اگر کوئی کسی سے اپنی راز کی بات کہتا ہے تو وہ دوسروں کو اس کا راز سنا کر رسوا کرتا ہے۔ جب کہ سید الانبیاءؐ کسی کا راز فاش نہیں فرماتے تھے اور درہم و دینار کی امانت کی طرح راز کی بات کو بھی امانت فرماتے تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا "اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اِنْجَاحِ حَوَائِجِکُمْ بِالْکِتْمَانِ" (راوی حضرت معاذ بن جبلؓ۔ المعجم الصغیر) یعنے "اپنی ضروریات کے حصول میں کامیابی کے لئے رازداری سے مدد لو" مطلب یہ کہ کامرانیاں چاہتے ہو تو اپنے راز کو راز میں ہی رکھو۔ دوسروں کو اپنا راز کہنے سے فاش ہونے کا قوی اندیشہ رہتا ہے۔

(۸۱) بشر اپنے نفس کو ضبط نہیں کرتا اور جب نفس امّارہ کسی برائی کی طرف آمادہ کرتا ہے تو بہت جلد آمادہ ہو جاتا ہے اور برائی کر بیٹھتا ہے۔ لیکن تاجدارِ حرمؐ ہمیشہ ضبطِ نفس فرماتے تھے۔ اور آپؐ کو اپنے نفس پر مکمل قابو تھا کیونکہ آپؐ کو اللہ جل جلالہ کا یہ فرمان یاد تھا "اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ۔۔۔۔ الخ (یوسف۔ ۵۳) یعنی بے شک

نفس اَمارہ برائی کی طرف مائل کرتا ہے۔"

(۸۲) بشر میں خوفِ خدا نہیں ہوتا۔ بشر نہ اپنے خالق سے ڈرتا ہے اور نہ اس سے ڈر کر نیک کام انجام دیتا ہے۔ کیونکہ کسی بشر میں خَشیتِ الٰہی ہو تو اللہ سے ڈر کر نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے اور اللہ کا ڈر نہ ہو تو شیطان کے بہکانے میں آکر مَن مانی کرتا ہے۔ جب کہ رسول مدنیؐ میں خَشیت الٰہی بہت تھی۔ آپ اللہ کے اس ارشاد پر عمل فرماتے تھے "فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ----- الخ (البقرۃ۔۱۵۰)" پس تم اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔"

(۸۳) بشر آخرت کو بُھلا بیٹھتا ہے۔ بشرت دنیاوی کاموں میں اتنا مصروف ہو جاتا ہے کہ دین کی اور آخرت کی اس کو یاد نہیں آتی یا بہت ہی کم آتی ہے۔ اور آخرت کو بُھلا بیٹھنے کی وجہ سے آخرت میں کام آنے والی باتوں پر عمل نہیں کرتا۔ سرور کائناتؐ ہمیشہ آخرت کو یاد فرماتے تھے اور صحابہ کو آخرت کے بارے میں نصیحت فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس حدیث کے راوی ہیں کہ "قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ۔ عَنْ عُمْرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ۔ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ۔ وَمَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ" (ترمذی) مطلب یہ کہ "قیامت کے دن انسان کے قدم (اپنی جگہ سے) نہیں ہٹ سکیں گے جب تک اُس سے اِن پانچ باتوں کے متعلق پوچھا نہ جائے۔

(۱) اپنی عُمر کِن کِن باتوں میں گزاری؟ (۲) اپنی جوانی کی قُوتیں کہاں صرف ہوئیں؟ (۳) مال تو نے کہاں سے کمایا؟ (۴) اور مال کہاں خرچ کیا؟ (۵) جو علم حاصل کیا اس پر کتنا عمل کیا؟"

(۸۴) بشر اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل نہیں کرتا۔ بشر اللہ پر بھروسہ کرنے کے بجائے مادی اشیاء پر بھروسہ کرتا ہے مگر جدّ الحسنِؑ والحسینؑ نے ساری زندگی توکّل میں گزاری اُمھات المومنین کو بھی توکل کا درس دیتے تھے جس کے باعث وہ اللہ کو ہی کارساز

حقیقی سمجھتی تھیں ۔ حضور پُر نور صحابہ کرام کو بھی توکل کرنے کی نصیحت فرماتے تھے ۔ ایک حدیث میں ہے " عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یُرْزَقُ الطَّیْرُ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَّ تَرُوْحُ بِطَانًا " (ترمذی و مشکوٰۃ) یعنی حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل کرو جیسے توکل کرنے والوں کا حق ہے ۔ تاکہ وہ تم کو رزق عطا کرے جس طرح پرندوں کو روزی دی جاتی ہے ۔ صبح کو وہ خالی پیٹ (گھونسلوں سے) نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ ہو کر لوٹتے ہیں " ۔

(۸۵) بشر بُردبار نہیں ہوتا، بشر حلیم نہیں ہوتا ، مقابل کی ذرا سی طیش دلانے والی بات پر غصے میں آجاتا ہے ، مقابل کو بُرا بھلا کہنے لگتا ہے ، متانت اور سنجیدگی سے کام نہیں لیتا ۔ جب کہ رسول الثقلینؐ بہت زیادہ بُردبار تھے ۔ کافروں اور مشرکوں کی بے جا گفتگو سن کر بھی متانت سے کام لیتے تھے ۔ راہ چلتے وقت کفار و مشرک مکہ کبھی ساحر کہتے ، کبھی مجنون کہتے ، کبھی مُذمّم کہتے اور کبھی کاہن کہتے ۔ لیکن ہر بار حضور انورؐ حلم سے کام لیتے ہوئے کافروں کی باتوں کو سُنی اَن سُنی کر دیتے تھے ۔

(۸۶) بشر میانہ روی سے کام نہیں لیتا ، یا تو اِفراط میں پڑجاتا ہے یا تفریط سے کام لیتا ہے ۔ بشر میں اعتدال پسندی نہیں ہوتی ۔ لیکن سید المرسلینؐ ہر کام میں میانہ روی اور اعتدال سے کام لیتے تھے ۔ آپؐ نے فرمایا " خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا " (مسلم شریف) یعنی " بہترین کام وہ ہیں جو اعتدال میں ہوں " ۔ دوسری حدیث میں ارشادِ رسول اکرمؐ ہے " اَلْحَسَنُ وَالتَّؤُدَۃُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّ عِشْرِیْنَ جُزْأً مِّنَ النُّبُوَّۃِ " (ترمذی) یعنی " حُسنِ اخلاق اور بُردباری اور اِعتدال پسندی نبوت کے اجزاء میں سے چوبیسواں حصہ ہے " ۔ جو خصلتیں انبیائے کرام کی ہیں ان میں حُسن سیرت ، حِلم اور میانہ روی بھی ہیں ۔ زندگی کے ہر معاملے میں اعتدال سے

کام لیں نہ اسراف کریں نہ بخل کریں۔
(۸۷) بشر سادگی پسند نہیں ہوتا۔ بشر جھوٹی شان دکھانے کے لیے سادگی چھوڑ کر عیش پسندی اختیار کر لیتا ہے۔ بشر نمود و نمائش سے کام لیتا ہے۔ بشر اپنی ساکھ قائم رکھنے کے لیے بیجا اسراف اور فضول خرچی کرتا ہے۔ لیکن یہ تمام باتیں مُجیب و مُجاب رسولؐ میں ہرگز نہیں تھیں۔ آپ کی حیاتِ طیبہ کے ہر پہلو میں سادگی تھی۔ لباس سادہ زیب تن فرماتے تھے۔ مکان بھی سادگی کا نمونہ تھا۔ آپ کے کسی عمل سے نہ مصنوعی پن جھلکتا تھا نہ نمود و نمائش تھی۔ آپؐ نے صحابہ کرام کو یہ درس دیا کہ "اَلَا تَسْمَعُوْنَ، اَلَا تَسْمَعُوْنَ، اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ" (راوی حضرت ابو اُمامہؓ۔ ابو داؤد) اس حدیث میں رسولُ اللہؐ نے فرمایا "کیا تم سب سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سب سنتے نہیں ہو؟ بے شک سادگی ایمان کی نشانی ہے۔ بے شک سادگی ایمان کی نشانی ہے"۔ طَیب و طاہر رسولؐ نے دو مرتبہ تکرار کرتے ہوئے سادگی کو ایمان کی نشانی فرمایا۔ اس کے برعکس تصنّع، نمائش، تکلّف، اِسراف، تعیُّش اور تنعُّم کو آپؐ نے بالکل پسند نہیں فرمایا۔
(۸۸) بشر تکلُّف کو پسند کرتا ہے۔ بشر کھانے پینے میں تکلف کرتا ہے۔ بشر جھوٹی شان بتانے تکلف کرتا ہے جب کہ شاعر نے بالکل سچ کہا ہے

تکلف علامت ہے بے گانگی کی ــــ نہ ڈالو تکلف کی عادت زیادہ

غَیث و غِیاث رسولؐ تکلف کو ناپسند فرماتے تھے۔ نہ آپ کے اکل و شرب میں تکلف ہوتا تھا اور نہ رہن سہن میں۔ آپ نے صحابہ کرام کو بھی تکلف سے منع فرمایا کیونکہ اللہ جلّ شانہ نے اپنے رسول کو تکلف کرنے والوں سے دور رکھتے ہوئے کہا "قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ" (صٓ ۸۶) مطلب یہ کہ "(اے نبی!) کہئے کہ میں (اسلام پھیلانے کے سلسلے میں) تم سے کوئی اُجر نہیں مانگتا اور نہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو تکلف کرتے ہیں"۔ تکلف کی دو قسمیں ہیں (۱)

کسی کام کو کرتے وقت اپنے چہرے پر بناوٹی دشواری کے آثار پیدا کر لینا (۲) کسی مقصد کی تکمیل کے وقت بلند حوصلہ دکھاتے ہوئے دشواری اٹھانا ۔ دونوں صورتوں میں چہرے پر کچھ اِنقباضی کیفیت ضروری پیدا ہوتی ہے ۔ پہلی قسم بُری ہے جس سے ہمیشہ بچنا چاہیئے ۔ دوسری قسم اچھی ہے کیونکہ اللہ کی جانب سے اپنے بندوں پر جو تکلیفات (اَوامِر و نَواہی) اور دشواریاں عائد کی جاتی ہیں ان کی تعمیل میں بندوں کی طرف سے تَکَلُّفِ محمود (اچھے تکلف) کا ظہور ہوتا ہے (مکمل لغات القرآن جلد پنجم) ۔

(۸۹) بشر معمولی سی آزمائش میں پست ہمت ہو جاتا ہے ۔ بشر بہت جلد مایوس ہو جاتا ہے ۔ بشر ہمت چھوڑ دیتا ہے ۔ بشر کسی مرض سے چھٹکارا پانے موت کی آرزو کرتا ہے ۔ بشر کسی تکلیف میں مبتلا ہو جائے تو کفر کے الفاظ زبان سے نکالتا ہے ۔ اِن تمام باتوں سے مُحیِ و حَقیِ رسول ؐ نے منع فرمایا اور کہا " لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهُ " (راوی حضرت اَنَسؓ ۔ بخاری) یعنی " تم میں سے کوئی دکھ پہنچنے پر موت کی آرزو نہ کرے " ۔ اس کے آگے حضور پُر نور ؐ فرماتے ہیں " اگر بہت ہی تکلیف دینے والی صورت پیش آجائے تو یہ کہیں کہ اے اللہ ! مجھے زندہ رکھ جب تک کہ میری زندگی میرے لیے بہتر ہو ۔ اور مجھے وفات دے جب کہ موت میرے لیے بہتر ہو " ۔

(۹۰) بشر جانوروں اور پرندوں پر رحم نہیں کرتا ۔ بشر جانوروں سے بُرا بَرتاؤ کرتا ہے ۔ بشر جانوروں سے بار برداری کا کام لیتا ہے مگر انھیں کھانے کو کم دیتا ہے ۔ بشر حَشراتُ الارض سے بھی برا سلوک کرتا ہے جبکہ رحمۃً للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں سے بہتر سلوک فرماتے تھے اور صحابۂ کرام کو بھی اچھا بَرتاؤ کرنے کا حکم دیتے تھے ۔ حضرت سُہیلؓ بن حَنظلہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ؐ نے ایک ایسے دبلے پتلے اونٹ کو دیکھا جس کی پیٹھ پیٹ سے لگ گئی تھی ۔ آپ ؐ نے فرمایا " اِتَّقُوا اللّٰهَ فِیْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ " (ابوداؤد) یعنی " ان بے زبان چوپایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ۔ ان پر اس وقت سواری کرو جب وہ سواری کے قابل ہوں اور جب وہ

کمزور ہو جائے تو انھیں چھوڑ دو" جانوروں پر رحم کرنا حُصولِ جنت کا باعث اور بے رحمی کرنا حُصولِ دوزخ کا باعث بنتا ہے۔ بخاری شریف میں دونوں احادیث ملتے ہیں۔ ایک عورت بلی پالی مگر ہمیشہ باندھ کر رکھتی تھی نہ خود بلی کو کچھ کھانے دیتی تھی نہ آزاد چھوڑتی تھی کہ بلی شکار کر کے اپنا پیٹ بھر لے۔ بھوک کی تاب نہ لا کر بلی مر گئی۔ یہ واقعہ حضورؐ سے بیان کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا" وہ عورت دوزخی ہے" اس کے برعکس ایک بدکار عورت نے ایک کتے کو دیکھا کہ پیاس کی وجہ سے اس کی جان نکلی جا رہی ہے۔ وہ عورت اپنے موزے میں کنویں سے پانی نکال کر پلائی کتے کی جان بچ گئی۔ آنحضورؐ نے فرمایا" اللہ نے اس کی مغفرت فرمادی" یہ سن کر صحابہ نے پوچھا" یا رسولؐ اللہ! کیا جانوروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے ثواب ملتا ہے؟ رسول عربیؐ نے فرمایا" ہر تازہ جگر والے یعنی زندہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں ثواب ہے"۔

بشر کی ان نوّے (۹۰) بُری صفتوں کا تفصیلی بیان پڑھنے کے بعد اس نادان بشر سے کوئی پوچھے جو خاتَم النبیین، بدرُ الدجیٰ، شمسُ الضحیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھتا ہے کیا یہ رذیل اور بری صفتیں جو ہر بشر میں کم یا زیادہ یقیناً ہوتی ہیں خیر البشر میں بھی تھیں۔ نَعوذُ باللہ ثُم نَعوذُ باللہ۔ ان تمام بری صفتوں کا نبی کاملؐ کے لیے تصور کرنا بھی گناہ ہے۔ ہر بشر میں ان ارذَل اور اسفَل صفات میں سے کچھ نہ کچھ ضرور ہوتی ہیں جبکہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اچھی اور اعلیٰ صفتوں سے متصف تھے۔ اسی لیے ظاہری طور پر بشر ہونے کے باوجود ہمارے جیسے بشر نہیں تھے بلکہ اعلیٰ بشر تھے اور خیر البشر تھے۔

دوسرا باب ختم ہوا

ماخذ

اس کتاب کی تیاری میں جن تفاسیر، احادیث، کتب سیرت النبیؐ، تواریخ، لغات اور دیگر کتابوں سے مدد لی گئی ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) تفسیر ابن کثیر
(۲) تفسیر المظہری
(۳) سولہ سورہ مترجم مع مجموعہ وظائف
(۴) صحیح بخاری
(۵) صحیح مسلم
(۶) نسائی
(۷) ترمذی
(۸) ابن ماجہ
(۹) ابوداؤد
(۱۰) تجرید البخاری
(۱۱) مسند احمد
(۱۲) مستدرک
(۱۳) مشکوٰۃ المصابیح
(۱۴) فیض الباری شرح بخاری
(۱۵) سیرت النبیؐ
(۱۶) سیرت ابن اسحٰق
(۱۷) سیرت ابن ہشام
(۱۸) سیرت امام الانبیاء
(۱۹) شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(۲۰) سیر الصحابہ
(۲۱) شمس التواریخ
(۲۲) مخزن السلاسل الحسنیہ
(۲۳) مرجع غیب
(۲۴) مجمع البحار
(۲۵) مقاصد الاسلام
(۲۶) فتاویٰ نظامیہ
(۲۷) مفردات القرآن
(۲۸) مکمل لغات القرآن
(۲۹) المواہب اللدنیہ
(۳۰) تہذیب الاسماء واللغات
(۳۱) غنیۃ الطالبین
(۳۲) مراح لبید
(۳۳) دلائل الخیرات
(۳۴) گلدستہ اولیاء
(۳۵) گلدستہ محامد اولیاء۔
(۳۶) گلدستہ قادریہ
(۳۷) بزم قادریہ
(۳۸) ارمغان نعت
(۳۹) زاد المعاد
(۴۰) مدارج النبوت
(۴۱) خصائص کبریٰ
(۴۲) تاریخ الاسماء
(۴۳) عرب کا چاند
(۴۴) دیوان حسان بن ثابتؓ
(۴۵) سیاسی وثیقہ جات
(۴۶) گلشن نعت
(۴۷) تحیات ہادی

(1) The Koran
(2) Islam and Modernism
(3) Heroes and Hero Worship
(4) Muhammed
(5) The Life of Mohammad
(6) Mohammed the Prophet of Islam
(7) The 100
(8) Guiness Book Of World Record
(9) History Of The World
(10) Mohammed The Prophet Of Islam

نعت مبارک

نبی اور رب کی طاعت سے سدا جو کام لیتے ہیں
فقد فوزاً عظیماً کا وہی انعام لیتے ہیں

الم میں ، ہر مرض میں ، ہر مصیبت میں خدا کے ساتھ
محمد مصطفیٰ صلِّ علیٰ کا نام لیتے ہیں

محمدؐ یا محمدؐ یا محمدؐ ہم
مبارک آپ کا یہ اسم صبح و شام لیتے ہیں

خدا کے فضل سے اک خوف چھا جاتا ہے کافر پر
نبیؐ کے امتی جب ہاتھ میں حُسام لیتے ہیں

ہمیں لاترفعوا اصواتکم کا یاد ہے ارشاد
اسی باعث ادب سے ہم نبیؐ کا نام لیتے ہیں

ہے ہر اسمِ خدا اعلیٰ ، ہے اسمِ نبیؐ ارفع
یہی وہ نام ہیں جن کو بصد اکرام لیتے ہیں

ہے اَرسلنٰکَ اِلا رحمۃً للعالمیں شاہد
مزے رحمت کے انساں ، طائر و انعام لیتے ہیں

وہ ہیں خیرالبشر ، افضل بشر ، اعلیٰ بشر بے شک
اُن ہی کا نام ، صبح و شام ، ہم خدام لیتے ہیں

نہیں مطلب ہے غیروں سے ، ہمارا یہ وظیرہ ہے
محمد مصطفیٰ کا نام ، ہم ہر گام لیتے ہیں

دعاء مقبول ، عصیاں عفو ، عقبیٰ میں شفاعت بھی
کہ ہم اسمِ محمدؐ سے ہزاروں کام لیتے ہیں

نہیں ہے لغزشِ پا پر ہمیں کچھ خوف اے ہادی
کبھی کملی ، کبھی دامن نبیؐ کا تھام لیتے ہیں

نعت مقدس

نبیؐ اور رب کی طاعت کا صلہ ماویٰ نہ ہو کیونکر
بڑی اک کامیابی کا اسے مژدہ نہ ہو کیونکر

ولادت کا شہر مکہ پسندیدہ نہ ہو کیونکر
مدینہ بھی ہمارے واسطے پیارا نہ ہو کیونکر

نبیؐ میرے قسیمِ آبِ کوثر ، شافعِ محشر
رسولوں میں مقام ان کا تو پھر اعلیٰ نہ ہو کیونکر

کہے حسان اَحسن مِنکَ لَم ترقطُّ عینی بھی
بہت ہی خوب صورت وہ رخِ زیبا نہ ہو کیونکر

مجھے دارین میں بے شک محمدؐ کا سہارا ہے
مرے ملجا ، مرے ماویٰ ، مرے مولیٰ نہ ہو کیونکر

شفاعت پر بھروسہ ہے ، نہیں اعمال پر کچھ بھی
شفاعت آپ کی سب کے لئے عظمیٰ نہ ہو کیونکر

مجھے اے کاش امت میں محمدؐ کی بنا دیتا
وہ خواہش مند پیغمبر نبی موسیٰؑ نہ ہو کیونکر

ہے یہ لاریب فیہِ اور ھدًی للعالمیں بے شک
کلامِ رب ، نبی کا معجزہ یکتا نہ ہو کیونکر

ہے گستاخِ نبی کے واسطے یاں ذلت و خواری
دریدہ دہن وہ محشر میں بھی رسوا نہ ہو کیونکر

انا من نور کا فرمانِ احمدؐ یاد ہے ہادی
سراپا نور کا وہ جسم بے سایہ نہ ہو کیونکر

سلام

خاتمُ المرسلیں پہ ہزاروں سلام
شاہِ دنیا و دیں پہ ہزاروں سلام

آپ کو رب نے عالَم کی رحمت کہا
رحمتِ عالمیں پہ ہزاروں سلام

ہر مسلماں کو عزت ملی آپؐ سے
محسنِ مومنیں پہ ہزاروں سلام

مظہرِ نورِ ربّ العُلیٰ آپؐ ہیں
نورِ دنیا و دیں پہ ہزاروں سلام

حوضِ کوثر کے ساقی پہ لاکھوں درود
ہو متین و مبیں پہ ہزاروں سلام

حجرۂ عائشہؓ مرکزِ نور ہے
اُس مکاں و مکیں پہ ہزاروں سلام

راحتِ انس و جاں، فرحتِ عاصیاں
شافعُ المذنبیں پہ ہزاروں سلام

وجہِ تخلیقِ کون ومکاں آپؐ ہیں
زینِ عرشِ بریں پہ ہزاروں سلام

آپ یٰسٓ، طٰہٰ، ھُدیٰ، مصطفیٰ
آپؐ صادق، امیں پہ ہزاروں سلام

آپؐ نورُالھدیٰ آپ کہفُ الورٰی
ہادیِ مسلمیں پہ ہزاروں سلام

مُصنف کی دیگر مطبوعات

(۱) نماز کا صحیح طریقہ (مَردوں اور عورتوں کے لئے۔ باتصویر)۔

(۲) گیارہ سورتیں (انٹرمیڈیٹ کے طلباء و طالبات کے لئے آسان تفسیر)۔

(۳) شرح المطالعتہ السعودیتہ (برائے انٹرمیڈیٹ)۔

(۴) بارہ سورتیں (بی اے، بی کام، اور بی ایس سی کے لئے آسان تفسیر)۔

(۵) شرح مختارات الادب (برائے بی اے، بی کام اور بی ایس سی)۔

(۶) مَواعظ ہادی (حصہ اول)۔

(۷) صَوتِ ہادی (مجموعہ کلام)۔

(۸) مختصر احوالِ عُلما و اولیائے حیدرآباد (باتصویر)۔

(۹) مختصر تاریخِ ادبِ عربی (برائے بی اے، بی کام اور بی ایس سی)۔

(۱۰) تذکرۂ اَجداد ہادی (باتصویر)۔

(۱۱) صُوفی صفات صحابہ (حصہ اول) اس کتاب پر مصنف کو "آل انڈیا میر اکیڈمی لکھنؤ یوپی" کی جانب سے "امتیازِ میر" کا ایوارڈ دیا گیا۔

(۱۲) تربیتی و اصلاحی دُروس۔

(۱۳) نقشِ تابندہ (ریڈیائی نشریات کا مجموعہ)۔

(۱۴) تَحیات ہادی (نعتوں اور منقبتوں کا مجموعہ)۔

مصنف کی زیرِ ترتیب کتابیں

(۱) خیرُ البشر رسولؐ (حصہ دوم)۔
(۲) کاتبانِ وحی ۔
(۳) قرآن حکیم اور قوافی ۔
(۴) سوغاتِ ہادی (غزلیات کا مجموعہ)۔
(۵) اسمائے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔
(۶) تذکرہ اعزہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔
(۷) فضیلت بعض کو بعض پر حاصل ہے ۔
(۸) قرآنِ مجید اور میڈیکل سائنس ۔
(۹) نکاتِ قرآن و حدیث ۔
(۱۰) کُنیات، اَلقاب و خِطابات ۔

خیر البشر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

کا حصہ اول آپ کے سامنے ہے جس میں دو ابواب ہیں

(۱) مختلف دلائل

(۲) عقلی دلائل

خیر البشر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

کا دوسرا حصہ اِنْ شَاءَ اللہ جلد از جلد طبع ہو کر آپ کے سامنے آئے گا۔ دوسرے حصے میں بھی دو ابواب ہوں گے۔

(۱) علمی دلائل

(۲) نقلی دلائل

انتظار کیجئے